سلاسل کے بعد اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوبصورت بیان اور ارشادات قدسیہ

عباد الرحمن

یعنی

رحمن کے بندے

مؤلف
علامہ عبدالخالق توکلی

ناشر
اکبر بُک سیلرز لاہور

(ذکر خیر)

سلسلہ اشاعت نمبر 28

عِبَادُ الرَّحْمٰن

یعنی اللہ کے بندے

تمام سلاسل کے بعض اولیائے کرام رحمہم اللہ کا خوبصورت بیان اور ارشاداتِ قدسیہ

عبدالخالق توکلّی

(ریٹائرڈ سینئر سبجیکٹ سپیشلسٹ)

گورنمنٹ کالج برائے تربیتی اساتذہ، فیصل آباد

ناشر

اکبر بُک سیلرز

زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

ضابطہ: ذکر خیر 1 تا 40 کے جملہ حقوق بحق مصنف/ مؤلف/ مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب .... عِبَادُالرَّحمٰن رضی اللہ عنہم و رحمۃ اللہ علیہم

مصنف/ مؤلف .... عبدالخالق توکلی

پروف ریڈنگ .... عبدالخالق توکلی

ایڈیشن .... اوّل (2010)

تعداد 500

کمپوزنگ .... شیخ آصف حسین (الحسن کمپوزنگ سنٹر فیصل آباد)

180/-

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور

فہرست

- عباد الرحمٰن۔ بحوالہ قرآن مجید و شعراء اسلام۔ تعارف مؤلف و مرتب۔ 09
- میرا حال، میری خواہش، جامی رحمۃ اللہ علیہ 13
  حال و درخواست صاحب عباد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ فارسی کلام
- پیش لفظ۔ متعلقہ عباد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ۔ حمد و نعت، سلام 16
- شانِ اولیاء از قرآن کریم 22
- شانِ اولیاء از حدیث مبارکہ 25
- متفرق اشعار 28
- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 29
- خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ 36
- شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ 38
- طوطیِ ہند امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ 41
- سائیں کرم الٰہی رحمۃ اللہ علیہ 42
- شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ 44
- شیخ مجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ 45
- سید امیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ 46
- خواجہ عبدالخالق عارف ربانی رحمۃ اللہ علیہ 47
- مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ 48
- حضرت آغا محمد رحمۃ اللہ علیہ 49
- جناب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ 49
- مولانا محمد کریم رحمۃ اللہ علیہ 50
- شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ 50
- شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ 51
- حاجی امداد حسین مکی رحمۃ اللہ علیہ 64
- ماہِ چشت خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ 64
- حضرت شاہ بلاول رحمۃ اللہ علیہ 65
- خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ 66
- غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ 67
- حافظ محبوب الرسول رحمۃ اللہ علیہ 67
- شیخ محمد طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ 68
- سید فاضل الدین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ 70
- ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ 73
- جناب سعید بن سلام رحمۃ اللہ علیہ 75
- مخدوم سید رکن الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ 78
- سید اقبال گیلانی رحمۃ اللہ علیہ 80
- حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ 82
- چند فارسی ارشادات کا ترجمہ 84

- ابو محمد رویم ؒ 85
- جلال الدین سلمٰی ؒ 87
- خواجہ محمد معصوم سرہندی ؒ 89
- حضرت فتح علی موصلی ؒ 91
- خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ 92
- شاہ شجاع کرمانی ؒ 94
- شیخ بدر الدین غزنوی ؒ 95
- حضرت سید امیر ؒ 96
- امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیری ؒ 98
- جناب ابراہیم بن ادھم ؒ 99
- جناب ذوالنون مصری ؒ 100
- جناب فضیل بن عیاض ؒ 100
- جناب معروف کرخی ؒ 100
- جناب سری سقطی ؒ 101
- جناب بشیر حافی ؒ 101
- جناب حاتم اصم ؒ مع تعارف رسالہ قشیریہ۔ 101
- چند کراماتیں۔ 103
- سلطان بایزید بسطامی ؒ 104
- حضرت میراں موج دریا ؒ 105
- حضرت عبداللہ شاہ غازی ؒ 107
- سید حسن بادشاہ قادری ؒ 109
- شمس الکونین خواجہ عبدالخالق نقشبندی ؒ 111
- ایک عظیم کارنامہ 112
- پیر جماعت علی شاہ ؒ 113
- امام بری ؒ 114
- شیخ آدم بنوری مجددی ؒ 115
- سید وارث شاہ ؒ 117
- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ؒ 119
- حضرت شاہ چنن ولی ؒ 121
- مخدوم احمد شاہ سندھڑی ؒ 122
- ایک واقعہ بابت روحانی مقام 123
- شاہ جمال قادری سہروردی ؒ 124
- لال شہباز قلندر ؒ 126
- حضرت چل سرمست ؒ 129
- خواجہ حسن بصری ؒ 130
- آپ کی مفید باتیں 134
- گلشن محمدیہ مظہریہ کا مہکتا پھول ؒ 135
- پروفیسر ڈاکٹر شاہ محمد مسعود احمد ؒ 137
- علامہ نور بخش توکلی ؒ 142
- شاہ جمال قادری سہروردی ؒ قسط ii 144
- سید غلام حیدر شاہ ؒ 144
- علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ 145
- حضرت نور شاہ ولی ؒ 148
- نوٹ 149
- حضرت سید محمد اسمٰعیل بخاری کرمانوالے ؒ 150
- دوسری حاضری 151

- متفرقات اور 46 علمی سوالات مع جوابات از بایزید بسطامی ؒ 155
- ابوالخیر نولکھ ہزاری ؒ 161
- نولکھ ہزاری کا خطاب 161
- شاہکوٹ میں قیام 162
- بابا نانک کی ولادت 163
- میرا تاثر 164
- مختصر ذکر جمیل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ 166
- خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدی ؒ 166
- ہزاروں میں سے صرف چند ایک ملفوظات 167
- روحانیت سے بیزاری کا سبب 168
- مجددی طریقت 168
- آخری گزارش 172
- خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدی ؒ 172
- خواجہ توکل شاہ عرشی و ستار والے۔ انبالوی ؒ 173
- خواجہ قادر بخش ؒ 174
- خواجہ حاجی حافظ محمود ؒ 174
- مولانا محمد شریف قندھاری ؒ 175
- مولانا محمد شریف ؒ 176
- شاہ غلام علی دہلوی ؒ 177
- میرزا مظہر جانجاناں ؒ 178
- سید نور محمد بدایونی ؒ 180
- خواجہ محمد محسن ؒ 181
- خواجہ عابد نقشبندی ؒ 181
- خواجہ سیف الدین ؒ 182
- خواجہ محمد معصوم سرہندی ؒ 183
- سیدنا مجدد الف ثانی ؒ 183
- سیدنا خواجہ محمد باقی ؒ 184
- خواجہ خواجگی امکنگی ؒ 184
- مولانا درویش محمد ؒ 185
- مولانا محمد زاہد وخشی ؒ 185
- خواجہ عبیداللہ احرار ؒ 185
- خواجہ یعقوب چرخی ؒ 187
- خواجہ علاؤالدین عطار ؒ 188
- خواجہ خواجگان سید بہاؤالدین ؒ 189
- خواجہ امیر کلال ؒ 189
- خواجہ محمد بابا ساسی ؒ 190
- خواجہ علی رامتینی ؒ 191
- خواجہ محمود انجیر ؒ 192
- خواجہ عارف ریوگری ؒ 192
- خواجہ عبدالخالق غجدوانی ؒ 192
- خواجہ یوسف ہمدانی ؒ 192
- خواجہ ابوعلی قادری طوسی ؒ 193
- شیخ ابوالقاسم کرگانی ؒ 193
- شیخ ابوالحسن خرقانی ؒ 194
- سیدنا بایزید بسطامی ؒ 194
- سیدنا امام جعفر صادق ؒ 194

- سیدنا امام قاسم بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم 195
- سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ 196
- سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ 197
- حضور سید المرسلین ﷺ 198
- طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا بیان 201
- شیخ کامل کی محبت۔رابطہ لوازمات 203
- اوراد و وظائف 203
- اربعین صوفیہ (چالیس ارشادات قدسیہ) 204
- سولہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا نہایت مختصر اور خوبصورت بیان (مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں) 207
- خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ 212
- ارشاد رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا 212
- قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ 213
- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ 213
- کلیم اللہ شاہ جہان آبادی 213
- مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ 213
- شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ 213
- خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ 213
- خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ 214
- ایک ارشاد باری تعالیٰ 215
- اعلان 215
- نوٹ 1,2 (ایک اور دو) 216
- لاجواب اسلامی کتب کا انسائیکلوپیڈیا 217
- فہرست کتب 218

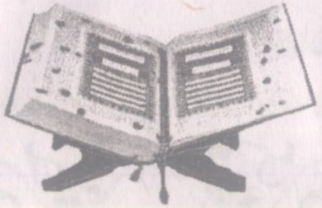

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان، آیت:63،64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے۔

انتساب

اوراقِ پریشاں اور بے ربطی سی سطور جملہ مقبولانِ حق تعالیٰ کی خدمت میں منسوب اور بطور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کی جاتی ہیں۔

اوران خوش نصیبوں کے نام بھی جو استفادہ فرمائیں۔

شرفِ قبولیت اور دعائے خیر کی عاجزانہ استدعا ہے۔

محمد عبدالخالق توکّلی

تعارف مؤلف ومرتب

نام: محمد عبدالخالق توکلی

والد ماجد: جناب مولوی کریم بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا نور ماہی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بوٹا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش: 02-06-1937۔ ضلع امرتسر

انتساب: خانقاہ وآستانہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ
سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین

تعلیم: ایم اے اردو، ایم اے علوم اسلامیہ۔ بی ایڈ

پیشہ: درس وتدریس

فراغت از ملازمت: 1997ء

تالیفات وتصانیف: دورِ حاضر کی لاجواب اسلامی نئی کتب (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

ذکر خیر (1) تا (40) تعصب اور فرقہ واریت سے بالکل پاک ہر سطح کے قاری کیلئے مفید

1) بے مثل ولادت، سیرت طیبہ حضور سید المرسلین ﷺ صفحات 520

2) امہات المومنین رضی اللہ عنہن مع جملہ متعلقین کرام رضی اللہ عنہم۔ صفحات 368

3تا6) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مع نہایت خصوصی بیان۔ صفحات 1100

7) امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ صفحات 370

8) گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول صفحات 304

9) جملہ امراض کا علاج از قرآن وحدیث

10) رضی اللہ عنہم ورضوعنہ

11) شاہراہِ ہدایت

12) شاہراہ طہارت

13) مردوں کو زندوں کی ضرورت

14-15) اربعین شریف

16) نجوم ہدایت رضی اللہ عنہم

17) مصباح نجات

18) سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

19) بشارتِ خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

20 تا 24) پنج گنج (اصحاب البدر رضی اللہ عنہم۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ جواہرات از مثنوی شریف۔ تلخیص حدائق الاخیار۔ ذکر الٰہی)

25) خواجہ معظم الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ　26) ایام اللہ و تاریخ ہائے عرائس

27) اربعین نورانی　28) گلزارِ توکلیہ خالقیہ (منظوم)

29) میرا اسلامی مشغلہ حصہ اوّل　30) عبادالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم

31) مؤکدترین سنتِ مطہرہ (داڑھی کی شرعی مقدار)

32) اتحاد بین المسلمین

33) میر کارواں (ذکرِ جمیل (ر) کرنل صاحبزادہ الطاف محمود ہاشمی، سید اشریف)

34) سوانحی خاکہ مولانا اللہ رکھا خواصپوری رحمۃ اللہ علیہ

35) نہایت ہی قیمتی اقوالِ زریں از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

36) اخوندزادہ خواجہ سیف الرحمٰن مجددی رحمۃ اللہ علیہ

37) یکم صفر 1430ھ کا مشغلہ　38 تا 40) اسلامی مشغلہ حصہ دوم، سوئم، چہارم

بارگاہِ رب العزت میں شرفِ قبولیت کی دست بستہ التجا ہے، بحرمت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ سارا کام بعد از فراغت ملازمت فقط حصولِ رضائے الٰہی اور خدمت و اشاعتِ تعلیماتِ مقبولانِ حق تعالیٰ ہی کیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

امیدوارِ غفران ہیچمدان کمترین

محمد عبدالخالق توکلی

باب محبوب، ڈبلیو ایس (3) گلستان کالونی 1 فیصل آباد

نوٹ: کمترین کے مسودات کو علمائے کرام اور دینی سکالرز نے اسلامی انسائیکلوپیڈیا تحریر فرمایا ہے۔

20 محرم الحرام 1430ھ

18 جنوری 2009ء

جن مشاہیر اسلام نے راقم کے ابتدائی مسودات (قریباً 19) ملاحظہ فرمائے اور اس کارِ خیر کو اسلامی انسائیکلوپیڈیا تحریر فرمایا۔ ان میں سے چند ایک حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1) صاحبزادہ کرنل الطاف محمود ہاشمی، انجینئر، ایم بی اے، گولڈ میڈلسٹ، آستانہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ سید اشریف، منڈی بہاؤالدین

2) صاحبزادہ علامہ مولانا رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ پرنسپل ڈگری کالج، خانقاہ معظمیہ سدیدیہ معظم آباد شریف، سرگودھا۔

3) جناب شیخ الحدیث علامہ مولانا معراج الاسلام منہاج یونیورسٹی لاہور

4) صاحبزادہ علامہ سید سعید الحسن خطیب اعظم، مصنف دینی کتب، بانی ادارہ حزب الاسلام، فیصل آباد

5) جناب علامہ، مولانا، قاری، پروفیسر محمد اقبال، صدر شعبہ اسلامیات زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

6) حضرت علامہ سید غلام دستگیر شاہ زیدی مجددی خلیفہ مجاز اور مصنف اسلامی کتب، فیصل آبادی

7) جناب فقیر محمد ندیم باری، صدارتی ایوارڈ یافتہ، مصنف اور نامور ادیب، فیصل آبادی

8) صاحبزادہ پروفیسر عابد حسن صدر شعبہ عربی و اسلامیات، ڈگری کالج فیصل آباد

9) جناب پروفیسر محمد فاروق قریشی، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

10) جناب میاں محمد اشرف عارف عظیم ادیب، شاعر، ماہر تعلیم و مصنف، مترجم شکوہ جواب شکوہ، منظوم اِن انگلش، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد

11) جناب مبارک حسین ڈار، عظیم ادیب، شاعر، ماہر تعلیم و مصنف، ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

12) جناب نذر محی الدین نذر جالندھری، عظیم ادیب، شاعر، ماہر تعلیم و مصنف، فیصل آباد

13) جناب میاں صوفی عبدالمجید نقشبندی، پرنسپل جی سی یونیورسٹی برائے اساتذہ، فیصل آباد

14) جناب چوہدری محمد صادق سابق صدر سینئر اساتذہ پنجاب

15) جناب ڈاکٹر محمد یعقوب، ماہر تعلیم، عظیم مبلغ اسلام، فیصل آباد

16) جناب صوفی محمد ظفر اقبال خلیفہ مجاز چورہ شریف

17) جناب رانا محمد ابراہیم ساجد، ڈپٹی سیکرٹری محکمہ تعلیم

18) جناب مولانا مفتی محمد اسحاق فیصل آبادی

میرا حال (منظوم)

میریاں کیتیاں وَل نہ جاسائیاں میرے جیہا کوئی گنہ گار ناہیں
توں فضل کر فضل درکار تیرا تیرے فضل باجھوں بیڑا پار ناہیں

(مولانا عالپوری رحمۃ اللہ علیہ)

میری خواہش:

شغل میرا بس اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ

(مجذوب)

بدرگاہِ عالی حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

آپ کے در کی فقیری — دو جہاں کی ہے امیری
آ گیا ہے وقت پیری — للہ کیجیو دستگیری......

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

حضرت مولانا نور الدین جامی قدس سرہ:) میری بھی کیفیت واستدعائے عاجزانہ

تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یارسول اللہ — دِلم پژ مردہ آوارہ زعصیاں یارسول اللہ
زکردہ خویش حیرانم سیاہ شد روز عصیانم — پشیما نم پشیما نم پشیماں یارسول اللہ
چوں اندر نزع درمانم رود از تن بردں جانم — نگہداری تو ایمانم زشیطان یارسول اللہ
چوں بازوئے شفاعت راکشائی برگنہ گاراں — مکن محروم جامی را دراں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امتِ مسلمہ کے بارے میں بھی فریاد:

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر میں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں اک دعا تیری کہ مقبول الدعا ہے

(جناب الطاف حسین حالی)

میرا حال اور درخواست:

غارِ حرا کے خلوتی چشم کرم ہو
بھری دنیا میں تنہا ہو گیا ہوں

نگاہِ لطف اے ناموسِ عالم
اب بہت بدنام و رسوا ہوگیا ہوں

(مولانا تابش قصوری)

دیگر:

اک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آؤ آقا
راستہ دیکھتی ہے مسجد اقصیٰ تیرا

(احمد ندیم قاسمی)

"گلدستہ عبادالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہم" کے بارے میں بھی کچھ چاہیے:

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا او نشیند در حضورِ اولیاء
اولیاء را ہست قدرت از الٰہ تیرجستہ باز بگردانند زِراہ
گفتہ، اُو گفتہ، اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود
حب درویشاں کلید جنت است دشمن ایشاں سزائے لعنت است
علم انوار است در سینۂ رجال نے زراہِ دفترو نے قیل و قال

پیر را کہ بے پیر ایں سفر ہست پر آفت و خوف و خطر
پیر کی محبت بس کیمیا ہے
صحبتِ شاں خاک را اکسیر کرد لطفِ شان بر ہر دلے تاثیر کرد

(سیدنا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ)

دیکھئے لاہوری درویش علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا؟

کیمیا پیدا کن از مشتِ گلے بوسہ زن بر آستانِ کاملے
خاکی و نوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل اس کی ادا دلفریب اس کی نگاہ دل نواز
نرم دم گفتگو گرم دم جستجو رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز
ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ غالب و کار آفریں کارکشا کارساز
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ علم ہے جویائے راہ فقر ہے دانائے راہ

اقبالؔ

جس دل میں رہتی ہے ولیوں کی محبت
رہتے ہیں اسی دل میں ہی سرکارِ مدینہ

(واصف خیال)

پیش لفظ

پڑھنے کی التجا ہے

بندۂ ضعیف و گنہگار (محمد عبدالخالق توکلی) کتاب ہذا سے قبل ایک کتاب ''گلشنِ محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول'' (قریباً دو سو اولیاء کرام مع محدثین عظام رحمۃ اللہ علیہم) لکھ چکا ہے جس کی اشاعت بھی ہوگئی۔ ان کے علاوہ جن مقبولانِ حق تعالیٰ کے حالات دستیاب ہوئے وہ ''عبادُ الرحمٰن'' کے نام سے شائع کی جا رہی ہے۔

سوال: مقبولانِ حق تعالیٰ کے حالات کیوں لکھے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں (صالحین) کی سیرت کے مطالعہ سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے ذکرِ جمیل اولیاء اللہ لکھنے کی کوشش کی گئی۔ مختصراً اشارۃ عرض ہے۔

1۔ جوں جوں مادی ترقیات بامِ عروج کو پہنچ رہی ہیں روحانیت سے بیزاری بڑھ رہی ہے وہ روحانیت جس کے بغیر انسانی اصلاح کا کوئی تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ روحانیت کے حاصل کرنے کے فن (اسلامی تصوف) کو اسلام سے الگ کوئی چیز تصور کیا جانے لگا۔ حالانکہ تصوف اسلام کی روح اور جان ہے۔ اس پر اسلام کی بنیاد ہے۔ اسلامی تصوف میں شریعت اور طریقت دو الگ الگ شعبے نہیں ہیں۔ بلکہ طریقت شریعت کی خادم ہے۔ شریعت و سنتِ مطہرہ کی پابندی کماحقہ اولیاء اللہ ہی نے کی ہے۔ اس بارے میں راقم کن کن بزرگانِ دین اسلام کے نام لکھے فقط بطور تبرک چند محبوبانِ حق تعالیٰ کے اسمائے گرامی ملاحظہ فرمایئے

سیدنا و سیدی امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز، حضرت شیر ربانی، میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ حبیب الرحمٰن توکل شاہ مست انبالوی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محبوب عالم ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الاولیاء، قبلہ ام خواجہ صدیق احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، سلطان الاولیا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا گنج بخش عثمان علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ...... (مشتے نمونہ از خروارے) اولیاء کرام ہی کے طفیل برصغیر پاک و ہند میں اسلام پھیلا۔ سلطان المشائخ ہند الولی حضرت خوجۂ خواجگان معین

الدّین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے کروڑوں غیر مسلموں کو اسلام میں داخل فرمایا۔ حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے اکبر بادشاہ کی پھیلائی ہوئی بے دینی اور گمراہی کو نیست و نابود فرمایا۔ جہانگیر شہنشاہِ ہند کے ساتھ روحانی سپر پاور کے ساتھ ٹکر لی اور اِسے دینِ اسلام میں کماحقہ داخل فرمایا۔ بندۂ حقیر عرض کرتا ہے کہ اولیاء کرام نے اپنی روحانی طاقت اور اخلاق حسنہ سے عوام النّاس کے قلوب کو اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اور اسلام کی خوب تبلیغ و اشاعت فرمائی۔ اس لئے اس گروہِ پاک کا ذکر و بیان نہایت لازم ہے۔ کیونکہ گھٹاٹوپ اندھیرے میں ان کے حالات سوانح روشنی کا مینار ثابت ہوتے ہیں۔ اور صحیح رہنمائی فرماتے ہیں۔ سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''حکایاتِ مشائخ خدا کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ اس سے مریدوں کے دل قوی اور مضبوط ہوتے ہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بطور دلیل سورۂ ہود کی آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے ''اور سب کچھ ہم تمہیں آپ کو رسولوں کی خبریں سناتے ہیں جس سے تمہیں دل کی مضبوطی حاصل ہو''

امتِ محمدیہ ﷺ کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ تفسیر و حدیث کے بعد اولیاء کرام کے ارشادات بہترین کلام ہیں۔ ان کا پڑھنا صحبت معنوی کا حکم رکھتا ہے۔

ہر کجا ذکر صالحان باشد   رحمت حق بروں نزول کند

لاہوری درویش حکیم الامت علامہ اقبال نے بھی کیا خوب فرمایا:

صحبت از علمِ کتابی خوشتر است
صحبت مردانِ حُر آدم گر است

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسلمان کے لئے عشق و محبتِ رسول اللہ ﷺ لازم ہے اور یہ دولتِ سرمدی صحبت مرشد (ولی اللہ) پر موقوف ہے۔

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں

میرے آقا خواجہ توکل شاہ انبالوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''عشق کاملوں کے سینوں

سے ملتا ہے"

کعبہ میں نہیں مسجد میں نہیں مکتب میں نہیں مسجد میں نہیں
سُنتے ہیں کتابِ عشق تیرے کوچے میں پڑھائی جاتی ہے
مدینہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں بسائی جاتی ہے
توحید کی نے ساغر سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبت طالع ترا طالع کند

اصحاب کہف رضی اللہ عنہم توحید پرست تھے اللہ کے خاص بندے تھے۔ صالحین میں سے تھے ان کے ساتھ ایک کتا بھی ہم سفر ہوگیا۔ ان کی صحبت وسنگت سے کتا اب بھی انہی کے ساتھ غار میں ہے بمطابق قرآن الحکیم اور بلاشبہ یقیناً انہیں کے ساتھ کتے کا حشر ہوگا یعنی اصحاب کہف رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کا کتا بھی جنت میں جائے گا۔ کتے کے ذکرِ خیر کی تلاوت قیامت تک ہوتی رہے گی۔

کَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ (قرآن مجید)

ترجمہ: ان کا کتا کلائیاں پھیلائے ہوئے غار کی چوکھٹ پر

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ، ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

(اقبالؔ)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

دراصل اولیاء کرام رب العزت کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور حضور شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی سُنتِ مطہرہ پر کماحقہٗ عمل فرماتے ہیں (واضح رہے خدا تعالیٰ اور شفیعِ معظم ﷺ کی اطاعت میں فرق نہیں ہے) اس طرح بمطابق قرآنی فیصلہ دنیا کی ساری مخلوق ان کی فرمانبردار بن جاتی ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں   یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

میرے حضرت خواجہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ نام کی چپنا کرلے دو جگ توں توں اپنا کر لے۔

محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

حکیم الامت اقبال رحمۃ اللہ علیہ (جنہوں نے ایک کروڑ بار درود شریف پڑھا اور حکیم الامت بن گئے۔ اولیاء اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفرین کارکشا کارساز

اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے غفلت اور گمراہی دور ہو کر سلامتی وایمان و یقین کی دولت آتی ہے۔ کیونکہ ان کی کرامات دراصل حضور سراجاً منیرا ﷺ کے معجزات ہیں۔ ان کے کمالات حضور پُر نور علیٰ نور صل اللہ علیہ وسلم کے کمالات ہی ہیں اس لئے کہ انہیں جو ملا وہ اطاعت واتباعِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت ملا۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

(اعلیٰحضرت بریلوی)

امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا اشاد ہے کہ اولیاء اللہ کے ذکر سے قلب زندہ ہوتا ہے۔ امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں کہ جو شخص مقبولانِ حق تعالیٰ کی کتب دیکھے اور اس کے دل میں خدا کی تعالیٰ کی طرف میلان نہ پیدا ہو وہ مُردوں کے شمار میں ہے۔

میرے حضرت خواجہ صدیق احمد ہاشمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ سلف کے حالات ومقالات کے ملفوظات، معمولات بلاشبہ علم وعمل کی روح، دنیا آخرت کے لئے رہبر،

خلوت کدہ کے مونس، غمزدہ کے انیس، ہر دینی و دنیوی مشکل کے حل، نورِ ایمان بڑھانے، قلب میں قوت پیدا کرنے والے ہیں۔ اپنے مربی محسن اعظم خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل پر راقم اپنی بے ربطی سی معروضات ختم کرتا ہے۔ راقم نے بلاشبہ نہایت شدید علالت اور نامساعد حالات ہی میں درج بالا سطور لکھی ہیں۔ قوی احساس ہے۔ اس میں ہر قسم کی کوتاہیاں اور خامیاں ہیں مگر راقم کو معذور سمجھ کر دعائے خیر ہی سے یاد کریں۔ رہنمائی فرمائیں

حمد و نعت

الحمدللّٰہ ربّ العٰلمین، والصلوٰۃ والسّلام علٰی رحمته العلمین، وعلٰی عباده الصّالحین، الٰی یوم الدّین

حمد و نعت کے بارے مین حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید علیہ الرحمتہ کا کلام پیشِ خدمت ہے

خدا در انتظارِ حمدِ ما نیست — محمد چشم بر راہِ ثنا نیست
خدا مدح آفریں مصطفےٰ بس — محمد حامدِ حمدِ خدا بس
مناجاتے اگر باید بیاں کرو — بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرو
محمد از تو می خواہم خدا را — الٰہی از تو عشقِ مصطفےٰ
محمد سے صفت پوچھو خدا کی — خدا سے پوچھیے شانِ محمد

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں کیونکہ ربِّ کائنات نے سب کچھ عطا فرمایا

انّا اعطینٰك الکوثر

کوثر میں تمام نعمتیں شامل ہیں۔ بحوالہ معتبر تفاسیر

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا شاعر سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں منبر پر کھڑا ہو کر یہ کہہ رہا ہے:

وَاَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَقَطُّ عَیۡنَ، وَاَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تلد النّسا خُلِقۡتَ
مُبَرَّاً مِنۡ کُلِّ عَیۡبٍ کَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تشاءُ

ترجمہ: چشم فلک نے اے محبوب کہیں بھی اور کبھی بھی تجھ سے خوبصورت نہیں دیکھا۔ اور کسی عورت نے کسی زمانہ میں آپ سے زیادہ حسین وجمیل بچہ نہ جنا۔ پیدا کرنے والے نے تجھے ہر عیب سے پاک کیا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیری تخلیق اس طرح کی گئی ہے جیسے تیری مرضی تھی۔

؎ گزید فقر کہ فرماں ردائے مُلکِ ابد — بمشت خاک ندارد ہوائے سلطانی

سلام

اسلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس کے گھر نہ چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا کہ میرے ہیں
سلام اُس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں
سلام اُس پر کہ جو زخمی ہوا بازار طائف میں
سلام اُس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا
سلام اُس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اُس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی
سلام اُس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی

سلام اُس پر کہ جس کا نام لے کر اُس کے شیدائی
الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت تاجِ دارائی
سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے
سُنا سکتے ہیں اب بھی خالد رضی اللہ عنہ وحیدر رضی اللہ عنہ کے افسانے
درود اُس پر کہ جس کا نام تسکین دل و جاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے

ایک شعر:

رسول اللہ بھی تو آتے ہیں جہاں ہو ذکر خیر ان کا
تو اس صورت میں گھر اپنے بلالے جس کو جی چاہے

شانِ اولیاء کرام از قرآن وحدیث

1۔ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ○

ترجمہ: تو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کر لی تو نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔الاعراف آیت نمبر 35

2۔ الاعراف آیت 42، 43۔ مفہوم: صالحین کی قیامت کے روز عزت افزائی ہوگی۔

3۔ عاجزی کا اعتراف ان کی امتیازی صفت ہے۔الاعراف آیت 89

4۔ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ

یقیناً اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ساتھ ہے۔الانفال آیت 19

5۔ الانفال آیت 2۔ مومن کی صفات: ذکر، تلاوت، توکل، نماز اور انفاقِ مال (مفہوم)

6۔ الانفال آیت 28۔ متقی لوگوں کے انعاماتِ خداوندی، نورِ فرقان، تکفیر سیات اور بخشش۔(مفہوم)

7۔ التوبہ۔آیت 88 ''اور انہیں کے لیے ساری بھلائیاں اور وہی لوگ کامیاب

ہیں'' آیت 89 میں بھی مومن کی شان کا بیان ہے۔

8۔ التوبہ آیت 112 ''توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد وثنا کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، اور برائی سے روکنے والے، اور نگہبانی کرنے والے اللہ کی مقررہ حدوں کی، اے رسول ﷺ خوشخبری سنا دیجئے ان لوگوں کو''

9۔ سورہ یونس آیت 63

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

''سنو (خبردار) بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوں گے''

10۔ اگلی آیت کریمہ 64 میں بھی ان مقدس ہستیوں کے بارے میں ہے۔

11۔ النحل 30، 31، 32 میں کمال شان بیان فرمائی گئی ہے

آیت نمبر 32

اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْکُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○

ترجمہ: وہ (متقی) جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہین اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں سلامتی تم پر، داخل ہوجاؤ جنت میں، ان (نیک اعمال) کے باعث، جو تم کیا کرتے تھے (ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہیں: السلام علیك ولی الله الله یقرأ علیك السّلام۔ ''اے اللہ کے ولی تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ بھی تمہیں سلام فرماتا ہے'' (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم) پہلی آیت میں متقیوں کا ذکر خیر ہے۔

نوٹ:

راقم کو مذکورہ کتاب کے ایک صفحہ پر دو شعر خود لکھے ہوئے نظر آئے وہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا اگرچہ اصل موضوع کے ساتھ مطابقت ومماثلت وتوافق اور ہم آہنگی قطعاً نہیں معذرت کے ساتھ۔

کونین دے والی دا گھر بار بڑا سوہنا
سوں رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہنا

بیت اللہ شریف (اللہ تعالیٰ کا گھر) اتنا سوہنا نہیں ہے جتنا سوہنا حرمِ مدینہ منورہ۔ روضہ شریف مسجد نبوی شریف۔ اس کا سبب یہ ہے کہ حرم پاک مدینہ شریف اور روضہ شریف مسجد نبوی کاشانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دراصل اللہ تعالیٰ کے حبیب اور محبوب کا گھر ہے

؎ حالات بدل ڈالیں مدینے والے کیونکہ
بن کے سائیل وہاں انبیاء بھی کھڑے ہمسفر و مدینے کی کیا بات ہے۔
بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں
غمخوار محمد ﷺ کی ہے ذات مدینے میں

روضہ شریف کے اندر جس خاک نے جسمِ اطہر سراجاً منیرا (ﷺ) کو مس کیا ہے بلاشبہ اس کا رتبہ عرش عظیم سے افضل ہے۔ (عرش عظیم میں معرفت نہیں اور اس خاکِ مقدسہ کے اندر بھی جسم اطہر کی برکات وانوارات وخیرات سے معرفت آگئی ہے۔ (بحوالہ کتاب الشفا ذکر خیر از خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدی دی و دیگر بے شمار مستند کتب)

؎ انوار کی بارش ہوتی ہے اور سائل آتے جاتے ہیں

اس ورق کے آخری شعر

دل سے اک ہوک اٹھی سوئے مدینہ دیکھا
ہم نے طوفان میں جب اپنا سفینہ دیکھا

دیگر

آسمان اگر تیرے تلووں کا نظارہ کرتا
روز اک چاند تصدق اتارا کرتا
ہو نگاہ کرم کملی والے تیرے بن میرا کوئی نہیں ہے
اب تو مجھ کو مدینے بلا لو زندگی کا بھروسہ نہیں ہے

ہو نگاہ کرم، تاجدارِ حرم ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں گے

دیگر

آپ کے در کی فقیری دو جہاں کی ہے امیری
آگیا ہے وقت پیری للّٰہ کیجیو دستگیری

یا نبی سلام علیک ، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ، صلوٰۃ اللہ علیک

دیگر

تُو اگر چاہے تو پھر جائیں سیاہ کاروں کے دن
ہاتھ میں تیرے عنانِ گردشِ ایام ہے
ساقیِ کوثر نام پاک ہے وردِ زبان
کون کہتا ہے تحسینؔ آج تشنہ کام ہے

شانِ اولیاء اللہ از احادیث مبارکہ

1۔ مفسر تفسیر ضیاء القرآن رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ تفسیر مظہری از حضرت مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حدیث بخاری شریف:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں بندہ نفلی عبادت سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، تو میں ہی اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں ہی اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے (رواہ البخاری)

2۔ مسنون طریقہ ذکر الٰہی سے حضور نور علیٰ ﷺ سے نسبت قوی ہوتی ہے (نسبت بمعنی لگاؤ)

3۔ ہر چیز کے زنگ کو دور کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہوتی ہے دل کا زنگ ذکر اللہ سے

دور ہوتا ہے۔

4- امام مالک ؒ، امام احمد ؒ امام طبرانی ؒ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ سے روایت کی ہے ”اللہ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے میں ضرور محبت کرتا ہوں جو آپس میں میری وجہ سے پیار و محبت کرتے ہیں۔ میری رضاجوئی کے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں میری خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

5- روای عبداللہ بن مسعود ؓ (متفق علیہ)

”ہر شخص کی سنگت اس کے ساتھ ہوگی جس سے وہ محبت کرتا ہے۔“

6- طویل حدیث کی تلخیص اور مفہوم: جب اللہ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے تُو بھی اس سے محبت کر پھر جبریل علیہ السلام باری باری ہر آسمان پر اور پھر زمین پر اعلان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی محبت کرو“ اس طرح رب تعالیٰ اور ساری مخلوق اس بندے کو قبول کر لیتی ہے“

7- حدیث شریف: اولیاء اللہ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے۔

8- جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آجائے۔

9- حدیث شریف ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید لیکن قیامت کے دن قربِ الٰہی کے باعث انبیاء، شہداء ان پر رشک کریں گے۔ حضور سیدنا سیدی خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی قدس رہٗ فرماتے ہیں:

10- اہل اللہ کا وجود ہی فی الحقیقت کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ یہی پرہیزگار اہل زمین کے لئے باعثِ امن وامان ہیں اور غنیمت روزگار۔ بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ ترجمہ: انہی کے طفیل سے لوگوں پر بارش رحمت برستی ہے اور انہی کے وسلیہ سے لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ ان کا کلام دوا ہے ان کی نظر شفا۔ وہ اللہ کے ہم جلیس ہیں اور ان کا ہم جلیس شقی یعنی بد بخت نہیں رہتا۔ یہ اتباعِ سنتِ نبوی کو تمام ریاضات و مجاہدات سے بہتر سمجھتے ہیں (خیرالخیر مصنف حضرت خواجہ صاحب ؒ مذکور)

کاملوں سے ملتا ہے جوہر میاں
کاغذوں میں ہے بھلا ہمت کہاں

نوٹ: اولیاء اللہ وہی بنتے ہیں جو ان امور پر سختی سے کاربند ہوں (مفہوم) تقویٰ و پرہیز گاری‘ ذکر‘ رجوع الی اللہ شاہ ولی محدث دھلوی ؒ القول الجمیل باب 11 اوصاف شیخ کے بارے میں شرائط مرشد یوں رقمطراز ہیں۔ بیعت لینے والے میں چند امور شرط ہیں۔

علمِ قرآن وحدیث، علم اصول فقہ، اصولِ حدیث، تقویٰ لازم ہے۔ آخرت کا راغب، مرشدانِ کامل کی محبت میں رہ کر تزکیہ وتصفیہ کے جملہمدارج اور جذبہٗ دوام حضور حاصل ہو، خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی ؒ اور حضور جناب امام ربانی مجدد الف ؒ نے بھی ایسے ہی خاص اوصاف کا بیان فرمایا ہے۔

میرے حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدوی علیہ الرحمۃ تمام اوصاف کے بیان کرنے کے بعد یہ نوٹ لکھتے ہیں: ”جو لوگ مندرجہ بالا اوصاف سے متصف نہیں خواہ کتنے ہی بڑے گھرانوں اور خانوادوں سے تعلق رکھتے ہوں، کتنی ہی بڑی بڑی خانقاہوں کے سجادہ پر بیٹھے ہوئے نظر آئیں اور کتنے ہی علم وفضل کی سندات حاصل کر کے مسند درس پر متمکن ہوں، مصنف ہوں، مقرر ہوں، سادہ لوح عقیدت مندوں کی کتنی بڑی جماعتیں انہیں گھیرے رہتی ہوں، وہ اس قابل نہیں کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرے انہیں پیشوائے شریعت وطریقت بنایا جائے یا ان سے امید کی جائے کہ وہ میدان حقیقت میں کوئی مفید رہنمائی کر سکیں گے۔ (ذکر محبوب، مصنف حضرت خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی قدس سرہ)

اَللّٰھُمَّ، رَبَّنا، رَبِّ الشّرح لی صدر لی، یسّرلی امری، وما توفیقی اِلّا باللّٰہ لا حول ولا قوۃ الّا باللّٰہ، ماشاء اللہ، حسبی اللہ، ربّی اللّٰہ، یا ارحمہ الرّاحمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحبہٖ وسلّم۔

متفرق اشعار

نگاہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کیلئے

~~*~*~*

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

~~*~*~*

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے!
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

~~*~*~*

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہانگیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

~~*~*~*

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا

~~*~*~*

آگے محبوبانِ حق تعالیٰ کا ذکر جمیل آرہا ہے۔ سب سے پہلے افضل الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر بیان ہے۔ جن کی فقہ کے مطابق کثیر اولیاء اللہ عمل کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

① امام اعظم ابونعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ علیہ

(بندۂ پُرتقصیر صرف وہی کلماتِ تحسین لکھے گا جو اس سے قبل اپنی تالیف (کتاب) ''گلشن محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے پھول'' میں آنجناب کے بارے میں نہ لکھے گئے ہوں۔)

سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ:

اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دربار میں وزراء، امراء اور علماء موجود تھے۔ ایک رومی راہب نے اجازت طلب کی تاکہ وہ علماء سے چند علمی سوالات کا حل معلوم کرے۔ یہودی اور عیسائی علماء راہب کو تسلی بخش جواب نہ دے سکے تھے۔ رومی راہب نے خلیفہ سے کہا: ''کیا آپ خدائے واحد پر یقین رکھتے ہیں؟'' اگر یقین ہے تو میں آپ کی وساطت سیعلماء سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ نے اجازت دی۔

پہلا سوال: خدا سے پہلے کون تھا؟ دوسرا سوال: خدا کا رُخ کس طرف ہے؟ تیسرا سوال: خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ یہ سوال مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج تھے۔ علماء نے بتایا: ہم خدا تعالیٰ کے بارے میں ایسی بحث نہیں کرتے۔ راہب مطمئن نہ ہوا، دربار میں سکوت طاری ہوگیا، راہب کو بطور شاہی مہمان ٹھہرایا گیا، کئی دنوں کے بعد خلیفہ سے گزارش کی گئی کہ کوفہ کے نوجوان تاجر (ابو حنیفہ) کو بلایا جائے، ہشام نے فرمایا: انہیں احترام کے ساتھ دربار میں بلایا جائے، دربار میں ہر شخص حیران تھا کہ رومی راہب جیسے جہاں دیدہ انسان کے عجیب سوالات کا جواب یہ 25 سالہ نوجوان کیسے دیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دربار میں پہنچے اور اسلامی طرز پر السلام علیکم کہا، ہشام کے ارشاد پر آپ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور راہب سے مخاطب ہوئے، تم مجھ سے کسی معلومات کے طالب ہو، لہٰذا میرے سامنے آئیے، اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی جگہ جلوہ افروز ہوئے، دربار میں مکمل سکوت طاری ہوگیا۔

راہب نے کہا: خدا سے پہلے کون تھا؟ جناب امام رحمۃ اللہ علیہ نے بلاتوقف جواب دیا ''اعداد شمار کرو''، راہب نے 10 تک گنتی گنی تھی حضور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روک کر کہا، یہ گنتی کا عام

طریقہ ہے میں ایک 01 سے پہلے کا عدد جاننا چاہتا ہوں۔ راہب بولا ''کوئی بھی ایک سے پہلے کا عدد شمار نہیں کر جا سکتا'' ابو حنیفہ ؒ نے فرمایا: ''ضرور ہے'' راہب بولا ''ہرگز نہیں'' جناب امام صاحب ؒ نے فرمایا: پس اسی طرح خدا سے پہلے بھی کچھ نہ تھا۔ دوسرا سوال پوچھا: کیونکہ پہلے سوال کا جواب دیا جا چکا۔ رومی بولا جواب تسلی بخش نہیں ملا، حضرت ابو حنیفہ ؒ نے عالمانہ انداز میں فرمایا: جب ایک سے پہلے بھی ایک ہی ہے تو پھر خدا سے پہلے بھی خدا ہی تھا۔ رومی نے پوچھا خدا کا رخ کس طرف ہے؟ فرمایا: خدا کی ذات اپنی قدرت میں لامحدود ہے، رُخ کسی ایک طرف نہیں، کیونکہ خدا ہر جگہ موجود ہے، ہر وقت موجود ہے، راہب نے عملی ثبوت مانگا تو حضرت امام ؒ نے موم شمع جلا کر بلند جگہ پر رکھی اور راہب سے فرمایا: ''اس شمع کا رخ کس طرف ہے؟'' راہب نے کہا ''اس شمع کا رُخ متعین نہیں کیا جا سکتا؟ کوئی بزرگ (امام ؒ) بولے'' جب ایک معمولی شمع کا رُخ متعین نہیں کیا جا سکتا تو اس ذاتِ کبریا کا رُخ کیسے متعین کیا جا سکتا ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ تاہم راہب نے تیسرا سوال بھی کر دیا ''خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟'' حضرت امام صاحب نے عالمانہ ومحققانہ ارشادات فرمائے تاہم راسب بضد ہوا کہ فرمائیے ''خدا اس وقت کیا کر رہا ہے'' آپ ؒ نے جواب ارشاد فرمایا'' کچھ دیر سے میرا خدا اس وقت کام میں مصروف ہے کہ آپ جیسے معزز شخص کو درباری نشست سے اتار فرش پر کھڑا کر دیا اور کوفہ کے ایک عام نوجوان تاجر کو خلیفہ کے برابر بیٹھنے کا اعزاز بخشا اور میرے خدا کی نئی مصروفیت یہ ہے کہ اس نے روم کے عظیم دانشور کو ایک معمولی علم والے کے سامنے عاجز کر دیا ہے۔

ہشام برملا پکار اُٹھا ''آپ نے عقل پرستوں کے خالی دامن کو بھر دیا ہے دنیائے اسلام ہمیشہ آپ پہ فخر کرے گی۔'' غیر مسلم عالم راہب کے ہوش وخرد کا طلسم پارہ پارہ ہو گیا۔ یہ نوجوان تھے سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ۔

آپ ؒ امام حماد الدین بن سلمان ؒ کے شاگرد بنے، اماموں کے امام بنے، فقہا کے لئے باعثِ شرف ہوئے، مجاہدات وعبادات میں صاحب استقامت، عظیم صاحب طریقت، جہاں کے کثیر تعداد اولیاء اللہ کے امام ہوئے۔

ریاضت ومجاہدہ کے باعث تزکیۂ نفس کامل طور پر ہو چکا۔ (ایک روز خواب میں جناب امام صاحب ؒ نے اپنے آپ کو روضہ النبی ﷺ پر پایا۔ آپ ؒ نے خواب کی تعبیر پوچھی، اصحاب محمد بن سیرین ؒ میں سے ایک بزرگ نے فرمایا ''تم کتاب وسنت کے علوم کو زندہ کرو گے'' 14ھ مین ایران اسلام سے منور ہوا تو آپ کے دادا نے بھی اپنے آباواجداد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا، زوطی ؒ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ 36ھ میں کوفہ پہنچ گئے، اس وقت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم مسلمانوں کے امیر المومنین تھے، زوطی ؒ نے سیّدنا شیرِ خدا ؓ کو اپنی داستانِ رنج وغم سنائی، جناب علی شیرِ خدا ؓ نے آپ کو خوب نوازا، اپنی قربت بخشی، زوطی ؒ کو بعض مورخین نے افغان غلام لکھا یہ سراسر غلط ہے۔ 38ھ میں سیّدنا امام اعظم ؒ کے والد ماجد ثابت کی ولادت ہوئی، حضرت علی ؓ نے محبت کی نگاہِ کرم جناب ثابت ؒ پر فرمائی، فرمایا ''اے اللہ! زوطی ؒ کی نسل کو دونوں جہانوں میں سرخرو فرما'' قریباً 36 سال کی عمر میں جناب ثابت ؒ کی شادی ہوئی، 88ھ میں جناب امام ؒ کی ولادتِ طیبہ ہوئی، اسم گرامی نعمان رکھا گیا، اور ثابت ؒ پر یقین تھے کہ یہ بچہ مولا کریم کے خاص انعامات سے نوازا جائے گا۔ بچے کی عمر تین سال کی تھی کہ والد ماجد انہیں سیّدنا عاصم ؓ کی خدمت مین لے گئے حضرت عاصم ؓ مدینہ منورہ کے سات قرآء حضرات میں سے تھے، حضرت عاصم ؓ نے بڑی بڑی بشارتیں دیں، آپ ؒ نے کم سنی میں قرآن شریف بھی حفظ کر لیا اور فنِ قرآت سے بھی واقف ہو گئے، نعمان ؒ کو بھی والد ماجد ؒ نے تاجرانہ پیشہ کی تربیت دی تھی۔

عبدالملک بن مروان اور حجاج بن یوسف جیسے ظالموں کا دور رہا، ان ایام میں امام ابن سیرین ؒ، امام شعبی ؒ اور امام حسن بصری ؒ جیسے بزرگ عالم شہید کر دیئے جاتے تو علم دنیا سے ختم ہو جاتا۔ جناب امام ؒ تجارت کے ساتھ ساتھ علوم بھی حاصل کرتے رہے، عبدالملک کے بعد اس کے بھائی سلیمان خلیفہ بنے، سلیمان نے جناب عمر بن عبدالعزیز ؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا، ان کی وساطت سے دنیائے اسلام سے ظلم ختم ہوا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے زریں دورِ حکومت میں گھر گھر درس وتدریس کا پرچار

ہونے لگا، اس وقت نعمان بن ثابت ؒ کی عمر شریف 19 سال تھی۔ امام شعبی ؒ نے 500 صحابہ کرام ؓ کی زیارت کی تھی امام شعبی ؒ اپنے مکان کے سامنے کھڑے تھے، جناب نعمان ؒ کا ادھر سے گذر ہوا تو امام شعبی ؒ نے فرمایا ''فرزند ادھر آؤ'' پوچھا: کسی درس میں جاتے ہو؟ کہا ''کہیں بھی نہیں''، امام شعبی ؒ نے فرمایا: ''عطاء کی صحبتوں میں بیٹھا کرو'' جناب سیدی وسیّدنا امام ابوحنیفہ ؒ فقہ کی طرف بڑھے، حماد بن ابی سلمان ؓ کے درس میں شامل ہو گئے علم وکلام بھی سیکھا، کیونکہ ایسا دور بھی تھا کہ لوگ قرآنی احکام کو عقل کی روشنی میں پرکھتے، آپ ؒ کو مناظرے سے بھی لگاؤ رہا، مگر اپنا رُخ اسلاف کی طرف موڑ لیا، اور فقہ کی طرف ہوئے، امام حماد ؓ تابعی تھے اور امام ابراہیم ؒ سے فیض یاب ہوئے تھے، جب امام ابو حنیفہ ؒ امام حماد ؓ کی مجلس میں جانے لگے تو آپ کی ذہانت، وقابلیت کے باعث چند ہی دنوں کے بعد آپ کو اگلی صفوں میں بٹھایا گیا، اور جلد ہی آپ ؒ اوج ثریا تک پہنچے، علم کی دولت امام حماد ؓ سے امام ابوحنیفہ ؒ کو ملی۔

ابوحنیفہ کنیت کی وجہ تسمیہ:

ایک روایت ہے کہ آپ کی بیٹی حنیفہ تھی ایک روایت ہے کہ آپ ؒ نے ایک آیت کریمہ سے یہ کنیت اخذ کی، اللہ نے ایسے قبولیت دوام بخشی، ابوحنیفہ ؒ استاد سے اس قدر سوالات کرتے کہ جوابات دیتے دیتے خالی ہو جاتے ''ابوحنیفہ تم نے مجھے خالی کر دیا'' یہ ارشادِ امام حماد ؓ ہے۔

ابوحنیفہ کا مفہوم:

صاحبِ ملتِ حنفیہ (باطل سے لاتعلق ہو کر حق پر چلنے والا) نعمان: وہ خون جس پر تمام بدن کا ڈھانچہ قائم ہو، علامہ ابن حجر عسقلانی ؒ نُعمان: سُرخ رنگ کی خوشبودار گھاس، امام ابو حنیفہ ؒ کی ذات گرامی دستورِ اسلامی کی محور ہے، تمام عبادت اور معاملات کو سمجھنے کے لئے روح کا درجہ رکھتی ہے، امام حماد ؒ نے آپ ؒ کو ابوحنیفہ کی کنیت سے نوازا، اور اسی کنیت سے کوفہ میں شہرتِ دوام ہوگئی، اور بعد ازاں تمام عالم اسلام میں قیامت تک اسی کا چرچا رہے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے شاگرد امام محمد ؒ فرماتے ہیں کہ امام اعظم ؒ فرمایا کرتے تھے: ''میں نے ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں اپنے والدین ؒ کے ساتھ امام حماد ؒ اور تمام اساتذہ کے لئے دعائے مغفرت نہ کی ہو۔''

امام حماد ؒ نے فرمایا تھا ''ابوحنیفہ تمہارا استاد قابل ستائش ہے، امام اعظم ؒ اپنے استاد کے مکان کی طرف پاؤں کر کے نہیں سویا کرتے تھے۔ ایسا دور بھی آیا کہ دنیا پرست علماء نے محاذ قائم کر رکھے تھے، کوفہ میں خارجیوں کا زور عروج پر تھا، خارجی ہر دین مسلمہ کی بنیاد عقل ہی کو سمجھتے تھے، خارجی اپنے سوا تمام لوگوں کو کافر اور مشرک جانتے تھے، مسلمانوں کا قتلِ عام بھی کرتے، خارجی اور معتزلہ دونوں نے گمراہی کا بازار گرم کر رکھا تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے ان کی تخریب کاری کو ختم کیا۔

جب خلیفۂ راشد ؒ کا وصال ہوا تو خارجی اور معتزلی پھر ابھرنے لگے، حلقۂ حماد ؒ میں ابوحنیفہ ؒ کا شہرہ بلند ہوا تو عقل پرستوں کی دنیا میں زلزلہ آ گیا، خارجیوں نے ابو حنیفہ ؒ کی مخالفت شروع کی۔

ارشاد گرامی سیدنا امام اعظم ؒ: کلمہ طیبہ کی گواہی دینے والا اوّل وآخر مسلمان ہے، خواہ وہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو، خارجیوں کا عقیدہ تھا کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہوتا ہے، کئی بار خارجی مسائل پوچھنے آتے مگر آپ کی گفتگو اسقدر مدلل ہوتی کہ وہ شرمسار ہو کر واپس جاتے، جہمیہ فرقہ کے بانی جہم بن صفوان نے بھی آپ ؒ سے مناظرہ کیا اور بری طرح شکست کھائی، اس کا عقیدہ تھا کہ خدا زندہ نہیں ہے، دیدارِ خدا ممکن نہیں، قرآن مخلوق ہے، نظریہ جبر کا بھی قائل تھا، اس کے خیال میں انسان مجبور ہے اور نہ ہی وہ اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔

ارشاد گرامی امام اعظم ؒ: ''ایمان کے لئے قلبی گواہی کے ساتھ زبانی گواہی بھی لازمی ہے'' قرآن شریف مین ایمان کا تعلق دل اور زبان دونوں سے ہے۔ ہر مناظرہ میں بوقت ضرورت امام اعظم ؒ قرآنی آیات کی تلاوت فرماتے، اور مخالفین کو لاجواب کر دیتے، افسوس کہ حسد اور بغض کے باعث مسلمان بھی آپ ؒ کے مخالفین کا ساتھ دیتے رہے۔

عجیب واقعہ:

خلیفہ ہشام کا دَور تھا، غیلان بن یونس نے اپنا نظریہ قدر پیش کیا تو ہشام نے اسے سر عام قتل کروا دیا، اس کا نظریہ تھا انسان مکمل طور پر خود مختار ہے، ہشام کے دور میں در پردہ سیاسی انتشار تھا، اور مذہبی معاملات میں رخنہ اندازی کرنے والے بھی بے شمار تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 55یا56 مرتبہ فریضۂ حج ادا فرمایا، اور ہر بار حرمین شریف میں محدثین کی مجالس میں شریک ہوتے، تلاشِ علم میں چار ہزار سے زیادہ عظیم درسگاہوں میں حاضری دی۔

الزامات:

بعض حاسدین آپ رحمۃ اللہ علیہ کو صاحب الرائے یا صاحبِ قیاس کہتے ہیں، یعنی آپ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے کا دخل دیتے ہیں، یہ سراسر بہتان ہے غلط ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے کتاب اللہ اور سنّت نبوی پر عمل فرماتے پھر دوسرے فتاویٰ اور اقوال کو رکھتے۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ 150ھ میں وصال فرمایا۔

(تلخیص، مفہوم بشکریہ سنڈے ایکسپریس، بعنوان ''پر اسرار بندے'' مصنف و مؤلف جناب ڈاکٹر ابو اعجاز رستم، 27 اپریل 2008، 4 مئی 2008، 11 مئی 2001)

متفرق نکات:

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے آپ کو شرف ملاقات حاصل ہے۔ ان سات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی آپ نے انوار و برکات و فیوضات حاصل کئے۔

1۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ   2۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

3۔ عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ   4۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ

5۔ معقل بن نیساء رضی اللہ عنہ   6۔ عبداللہ بن حرث رضی اللہ عنہ

7۔ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر رات 300 رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔ پھر 500 رکعت پڑھنے کا

معمول بنایا۔ ساری رات اللہ اللہ کرنے کا بھی معمول رہا۔ چالیس برس عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی۔ جہاں وصال فرمایا وہاں آپ نے سات ہزار بار قرآن شریف ختم فرمائے تھے۔ جناب داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد: میں 20 سال حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا۔ اس دوران کبھی آپ کو ننگے سر نہ دیکھا۔ نہ کبھی پاؤں پھیلائے ہوئے دیکھا۔ کسی مسئلہ میں تردد ہوتا تو آپ چالیس قرآن مجید کا ختم کرتے۔ وہ مسئلہ آپ پر منکشف ہو جاتا۔

جب آپ لوگوں کو وضو کرتے دیکھتے تو گناہوں کو پہچان لیتے جو ڈھل کر پانی کے ساتھ گرتے۔ ہر گناہ کو جان جاتے۔

بحوالہ مشارق الانوار۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شریعتِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم سیکھنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام ہر روز بوقت صبح امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ جب آپ کا وصال 15 رجب 150ھ کو ہوا تو خضر علیہ السلام ہر روز آپ کی قبر انور پہ آ کر فقہ اور شریعت کے مسائل سنا کرتے تھے۔ اور اپنے علم کی تکمیل کی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال فلسطین سے بغداد شریف امام رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب حاضر ہوتے اور آپ کی مسجد میں رفع یدین نہ فرماتے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری ہر حاجت پوری ہو جاتی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مزار کے قریب اپنے اجتہاد پر عمل نہ فرماتے۔ (اولیاء عرب عجم از صوفی عبدالمجید چشتی کتب خانہ فیصل آباد)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عیال ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا عمل امام رحمۃ اللہ علیہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا۔ (مکتوب شریف 55۔ دفتر دوم)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس میں بارہ لاکھ نوے ہزار سے زیادہ مسائل مدون کئے (سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از مصباح الدین شکیل)

② حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

مشہور صوفی شاعر، زیادہ کلام سرائیکی زبان میں، والد گرامی کی حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے خاص نسبت تھی، ولادت آخری عشرہ ذوالحجہ 1261ھ موضع چاچڑاں میں، والد گرامی خواجہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے خاندان میں کئی اولیاء گذرے ہیں، پردادا خواجہ محمد شریف سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، ان کے بیٹے محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے۔ سلسلہ نسبت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، جدامجد کا نام مالک بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حضرت مالک بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ عرب شریف سے ہجرت کر کے سندھ میں قیام فرمایا، اس خاندان کے ایک بزرگ کا نام کور تھا، اولاد کوریجہ کہلائی، ان کے بیٹے شیخ حسین ٹھٹھہ میں اعلیٰ عہدے پر تھے، آخر عمر میں ملازمت ترک کر کے درویشی لائن میں آ گئے، ان کی بیعت سلسلہ قادریہ میں تھی، ان کے بیٹے شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ ملتان کے علاقے میں منگلوٹ میں آباد ہوئے، ان کے بعد مخدوم نور محمد سجادہ نشین ہوئے، مخدوم محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید مٹھن خان تھا، جن کے نام پر کوٹ مٹھن شہر آباد ہوا۔

تین برس کی عمر میں تقریب ختنہ منعقد ہوئی، رسم بسم اللہ بھی اسی روز ادا کر دی گئی، خواجہ تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''آکھ غلام فرید الف...... آکھ غلام فرید الف یہی مصرعہ قوالوں سے طرز کے ساتھ پڑھوایا گیا، پوری محفل میں وجد طاری ہو گیا، مولانا صدرالدین سے قرآن مجید پڑھا، نظم کی کتاب میاں احمد یار اور میاں برخوردار سے درسی کتب مولانا قاسم الدین سے، استادِ محترم گھوڑا بنے اور غلام فرید ان کے ارشاد پر ان پر سوار ہوئے، آٹھ نو برس کی عمر میں شاہی محل میں بھیج دیے گئے۔

فرمایا: تکبر کی چار قسمیں ہیں: نفس کی رعونت، علم کی رعونت، نسب کی رعونت سے مردود، نسب کی وجہ سے پسرِ نوح علیہ السلام غرق ہوا، مال کے باعث قارون، فرعون، شداد، نمرود، ہامان برباد ہوئے۔

13 برس کی عمر میں اپنے برادر بزرگ خواجہ غلام فخرالدین کے دستِ حق پر بیعت کی۔ بھائی کی وفات پر آپ سجادہ نشین بنے، ریگستان میں جا کر عبادت و ریاضت کرتے، ایک جھونپڑی میں 18 سال مقیم رہے، مریدوں کی تعداد کثیر تھی۔ ایک مجمع میں شادی کے موقع پر غیر مشروع رسومات ہوئیں استفسار پر فرمایا ''رسوماتِ بد پر ان کی گرفت ہو گی''

ارشاد: ہر علاقے مین ایسی بری اور غیر شرعی رسوم جاری ہو گئی ہیں کہ ان کو رفع کرنا بہت مشکل ہے مثلاً ہمارے علاقہ میں عورتیں چھوٹی آستین کی قمیص پہنتی ہیں، بازو کھلے رکھتی ہیں چہرہ اور بدن کو بھی نہیں ڈھانپتیں، بے باکانہ، بے حجابانہ پھرتی ہیں، شادی بیاہ میں ناشائستہ اور مذموم رسوم جاری ہو گئی ہیں، مرد عورت مل کر ناچتے ہیں، تالیاں بجاتے ہیں، یہ تمام رسوم ہندو اور کفار کی ہیں

ارشاد: نسوار سونگھنا اچھی عادت نہیں

ارشاد: جمال الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب ہیں۔ (یا اللہ! اللھم اغفرلی ذنوبی، اللھم اجرنی من النار، جو لکھ رہا ہوں اس کی برکت سے، راقم رات 11 بجے 12 ویں شب ذوالقعد 1429ھ)

لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازاں کہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

ترجمہ: میری جان لبوں پر ہے تو آ جا کہ میں زندہ رہوں، جب میں مر گیا تو بعد میں تیرے آنے کا کیا فائدہ؟ آپ کے پاس وہ پتھر تھا جس میں جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کے نشان شریف تھے۔ فرمایا: ایمان بین الجبر والقدر اور ایمان بین الخوف والرجا کے ایک ہی معنی ہیں۔

ارشاد: آبِ حیات سے مراد وجود، ہستی حق و مطلق ہے، حصولِ مقام فنا فی اللہ خضر علیہ السلام ایک ملکوتی قوت ہے۔ وصال 7 ربیع الثانی 1319ھ (جولائی 1901) مزار کوٹ مٹھن شریف مرجع عوام وخواص (تلخیص از ایکسپریس سنڈے ایڈیشن 22-6-08)

۳ حضرت شاہ عنایت قادری علیہ الرحمتہ

ولادت:

1056 ہجری، والدین نہایت متقی، نیک، بزرگ، والد مولوی پیر محمد ؒ، قوم ارائیں، مزنگ لاہور میں آباد تھے، مگر عالم شباب میں ترکِ سکونت کرکے قصور میں سسرال کے ہاں رہائش کرلی۔ ایک مسجد کے پیشِ امام بن گئے کاشتکاری بھی کرتے، سسر خطیب اور دینی مدرس تھے، ایک مجذوب ہر روز بعد از نماز فجر والد گرامی ؒ کو ملتا اور کہتا ''تمہارے گھر خاندان کو چمکانے والا آرہا ہے'' ولادت پہ خوشی ہوئی، نام محمد عنایت رکھا، بہترین تعلیم حاصل کی، ابتدا ہی سے فقر کی طرف رجحان تھا، وفاتِ والد کے بعد لاہور پہنچے، حضرت محمد رضا شاہ قادری شطاری ؒ کا روحانی چشمہ جاری و ساری تھا، جب شاہ عنایت ؒ ان کی خدمت میں پہنچے تو شاہ صاحب محو کے آخری ایام تھے۔ آپ ؒ نے شاہ عنایت ؒ کو باطنی نعمت سے مالا مال کر دیا، سکوت کی تمام منازل طے کرادیں، خرقہ خلافت سے نواز دیا، اور قصور جانے کا حکم دیا، شاہ عنایت ؒ نے دیگر سات سلسلہ ہائے قادریہ سے بھی خلافت لی۔

آپ قصور پہنچے، مخلوق کی ہدایت کا فریضہ سنبھال لیا، روزانہ قرآن وحدیث وفقہ کا درس بھی دیتے، ان دونوں ہندوستان طواف الملوکی کا شکار تھا، ہر طرف انحطاط کا دَور تھا، اورنگ زیب ؒ کا دَور تھا، حاکمِ قصور نواب حسنین خان افغان بڑا ہی مغرور اور ظالم تھا، عیاش اور بدکار بھی تھا، اس نے جب دیکھا کہ پورا شہر شاہ عنایت کا عقیدت مند ہوگیا تو وہ تلملا اٹھا، اور جب عوام کو ایک جگہ جمع دیکھتا تو گھبرا جاتا، اور شاہ عنایت کو اپنا دشمن سمجھنے لگا، تنگ کرنے کے منصوبے بنانے شروع کیے، قصور میں ایک طوائفہ تھی نہایت خوبصورت مگر اس پیشے سے نفرت کرتی تھی، اس نے اپنی خوبصورت ترین بیٹی کو دینی علوم سے آراستہ کیا اور شاہ عنایت ؒ کی خدمت میں عرض کی کہ اسے اپنا بنالیں اور شادی کرلیں، شاہ عنایت ؒ نے خدا تعالیٰ کی طرف رجوع فرمایا، حکم

خداوندی پاکر نکاح کرلیا، جب حاکم قصور کو پتہ چلا تو وہ مزید غضبناک ہوا کیونکہ وہ خود اس سے شادی کرنا چاہتا تھا، حاکم نے طوائف کے عزیز واقارب کو شاہ عنایت ؒ کے خلاف اکسایا، لواحقین نے حاکم کی عدالت میں کیس کردیا، حاکم نے شاہ عنایت کے خلاف فیصلہ دیا کہ طلاق دے دیں یا قصور چھوڑ جائیں، حضرت صاحب ؒ نے قصور چھوڑنا منظور کرلیا، فرمایا حاکم نے ہمیں قصور سے نکالا ہے اللہ تعالیٰ بہت جلد اسے دنیا سے نکال دے گا۔ آپ ؒ لاہور آگئے، اور چند ہی دنوں بعد سکھوں نے ماہی گیروں کو مقرر کیا کہ حاکم کو موت کے گھاٹ اتار دیں، چنانچہ ماہی گیر کامیاب ہوگئے۔ شاہ صاحب ؒ نے مزنگ لاہور میں ہی قیام فرمایا، شارع فاطمہ جناح مین آپ ؒ کا مزار ہے جو کہ منبعٔ انوار برکات ہے۔ شارع فاطمہ جناح پر آپ ؒ نے مسجد اور مکتب قائم کیئے، درس وتدریس اور روحانی تربیت کا نہایت اعلیٰ انتظام ہوا۔

جناب بلھے شاہ ؒ آپ ؒ کے چہیتے مرید تھے، مرشد کے رنگ میں رنگے جاچکے تھے، گھریلو خاندان عورتوں نے طعنہ دیا کہ رائیں کی بیعت کرلی، بلھے شاہ ؒ نے فرمایا: ''جو مجھے سید کہے وہ دوزخ میں جلے گا اور جو مجھے ارائیں کہے وہ جنتی ہے''

شاہ عنایت ؒ کے دو بیٹے تھے، دونوں نہایت صاحبِ کمال، کسی خطا پر بلھے شاہ ؒ کی ولایت سلب کرلی تھی مگر کئی سالوں کے بعد بخوشی بحال فرمادی تھی، آخر کار بلھے شاہ ؒ اپنا گھر بار چھوڑ کر مرشد ہی کی خدمت میں رہنے لگے، بہت کچھ حاصل کیا اور شاعری میں بھی نام پیدا کیا۔ حضرت عنایت شاہ ؒ قلم کار بھی تھے، کئی کتب لکھیں، دستور العمل بہت مشہور ہے۔

ارشاد:

زبان پر قابو رکھو، زبان پر قابو سے سب اعمال درست ہوں گے، وصال 1728ء (عیسوی)، 27 جمادی الثانی 1141ھ جانشین خلیفہ بلھے شاہ ؒ، مزار شاہراہ فاطمہ جناح کو نیٹر روڈ لاہور، صاحبزادگان شاہ زاہد اللہ ؒ، شاہ محمد زمان ؒ کے مزارات بھی وہیں متصل خوبصورت مسجد مزار ہر وقت مرجع عوام وخواص ہے۔

(تلخیص سنڈے ایکسپریس 30 ستمبر 2007)

التجا:

یا اللہ! اگرچہ بندۂ ناچیز نہایت علیل ہے، آج پورے دو بجے دن کے ریلوے سٹیشن کی طرف گیا، نان سٹاپ میں بیٹھا، جو کہ کئی گھنٹے گٹی سٹیشن پر رکی رہی اور بالآخر واپس فیصل آباد ہی گاڑی پہنچی، رات آٹھ بجے راقم غریب خانہ (بابِ محبوبؑ) پر پہنچا، چک جھمرہ کے قریب کوئی سیاسی قتل ہوا جس کے باعث گاڑیوں کی آمدورفت کئی گھنٹے رکی رہی، پیدل سفر بھی کرنا پڑا، تاہم تیری خاص توفیق اور کرم سے دو بزرگوں کے حالاتِ طیبہ لکھ لیے، ابھی مزید کسی بزرگ (تیرے مقرب) کا ذکرِ جمیل لکھنے کی خواہش ہے، اس کام کے صدقے اس کمترین کی مغفرت فرما دے اور اولاد کو نیک بنا دے، ساری امت مسلمہ کے حال پر بحرمت رحمۃ للعلمین ﷺ رحم فرما۔ افغانستان، عراق، فلسطین، کشمیر میں مسلمانوں پر بہت ظلم ہو رہا ہے بلکہ پاکستان میں بھی بلوچستان اور خصوصاً صوبہ سرحد مین مسلمانوں کے گشت وخون کا بازار گرم ہے، سب سے بڑے دہشت گرد ظالم بڑے ملک (یہود و نصاریٰ) کے فرمان پر ہمارے حکمران اپنی ہی دنیاوی حرص کے باعث اپنے ہی ملک کا نقصان کر رہے ہیں، اور پورے عالم اسلام کے مسلم حکمران بھی خاموش ہیں، اللہ تعالیٰ کے در کو چھوڑ کر اغیار سے، ڈرتے ہیں، ان سب پر قوی ہدایت نازل فرما دے، کیونکہ سارے مسلمان تیرے حبیب پاک صاحب لولاک، باعثِ تخلیق کائنات، اوّل الانبیاء خاتم الانبیاء نبی الانبیاء ﷺ کی امت میں شامل ہیں۔

(۴) طوطیٔ ہند حضرت امیر خسرو علیہ رحمۃ اللہ

(برصغیر پاک و ہند کی 700 سالہ ثقافتی تاریخ کا سنگِ میل)

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

ملک الشعراء حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک و ہند کی ایک منفرد اور ہمہ گیر شخصیت تھے۔ اصل نام ابوالحسن یا مین الدین، امیر خطاب، خسرو تخلص، ولادت 1253ء بمقام پٹیالی (اترپردیش، یوپی) والد امیر سیف الدین محمود ترک باشندے تھے، بلخ سے آ کر ہند میں آباد ہوئے، والدہ کا تعلق دہلی سے، نانا عماد الملک دہلی کے وزیر تھے، امیر خسرو خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی علیہ الرحمۃ کے مریدِ خاص (خلیفہ تھے)۔ امیر خسرو نے مغلیہ دور حکومت میں بطور فوجی سپاہی کئی جنگوں مین شجاعت کے جوہر دکھائے تھے

گیارہ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا تھا، سات بادشاہوں کے درباری شاعر بھی رہے، وزیر با تدبیر بھی رہے، تاہم زندگی فقیرانہ گزاری۔ اردو' عربی' فارسی کی خدمات سر انجام دیں، 120 کتب کے مصنف بنے، ان کا کلام 700 سال سے زائد کا عرصہ گذرنے کے باوجود بھی بزرگوں کی محافل اور مزارات پر پڑھا جاتا ہے۔ موسیقی کے بھی معلم تھے، قوال بھی آپ کی ایجاد، طبلے اور ستار کے بھی موجد، بلکہ 24 راگ اور راگنیوں کے موجد پاکستان میں بھی 1975ء میں سات سو سالہ جشنِ امیر خسرو منایا گیا ''ہنوز دلی دور است'' انہی کا فرمودہ ہے لطیفہ گو اور شاعر بے بدل، بے شمار غزلیں لکھیں ایک شعر:

سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں
تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

1288ء میں پہلی مثنوی تین ہزار چوالیس اشعار پر مشتمل مکمل کی ''قرآن اسعدین'' نثری کتاب ''خزائن الفتوح'' بھی مشہور ہے کئی مثنویاں لکھیں، تغلق نامہ بھی لکھا۔

افضال الفوائد سلطان السلاطین محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال اور احکامات پر مبنی تحریر فرمائی۔ ترکی، عربی، سنسکرت میں بھی شاعری کی، ہندی اور سنسکرت میں جواہر خسروی اور اعجاز خسروی لکھیں۔ 120 کتب کے مصنف، دنیا بھر میں عظیم ترین صوفی شاعر، غیر معمولی کمالات کے حامل، وصال 1325ء بعمر 72 سال مزار دہلی میں، پیر و مرشد خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے برابر میں راقم نے حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جمیل متعلقہ عقیدت شیخِ طریقت رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''گلشنِ محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول'' میں مع ذکر خیر خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے۔ (تلخیص، ماخوذ، نوائے وقت سنڈے ایڈیشن از حاجی ابو البرکات 11 نومبر 2007ء)

⑤ حضرت سائیں کرم الٰہی المعروف کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ

ولادت 13 اپریل 1838ء محلہ اندرونی کانیاں والی گجرات میں، قوم ارائیں، والد میر غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ، والدہ بھولاں بی بی رحمۃ اللہ علیہا، بوقت ولادت تیز نورانی روشنی ظاہر ہوئی۔ استاد گرامی نہایت بلند پایہ عارف باللہ اور صاحبِ کشف و کرامت و نظر ملے۔

شروع ہی سے بڑے عابد اور ذاکر تھے، قصیدہ غوثیہ کا ورد زیادہ کرتے بے شمار اولیاء اللہ کے پاس جاتے رہے، بابا امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بنے، امام شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوب نوازا، امانت سپرد کردی، مرشد نے فرمایا: ''کرم الٰہی تمہارا حصہ دہلی میں ایک بزرگ کے پاس بھی ہے جا کر لے لو'' حاضر ہوئے، بزرگ نے خصوصی توجہ فرما دی، اور کشمیر جانے کا حکم دیا، کشمیر پہنچے، ایک بزرگ سے ملے، وہ آپ خلوت میں لے گئے، اور فیض سے مالا مال کردیا، ان بزرگ کے حکم سے گجر خان میں کچھ دیر قیام فرمانے کے بعد واپس گجرات آ گئے، لوگ نذرانے وغیرہ لاتے آپ کوؤں کے آگے ڈال دیا کرتے، لوگوں کو بھی دے دیتے، مجذوبیت روز بروز غالب آتی

گئی، حاجت مند آتے، مرادیں پاتے، بے شمار کرامات ظاہر ہوتیں۔

اولیاء راہست قدرت از اللہ
تیر جستہ باز بگردانند زراہ

کے آپ مصداق تھے، بعمر 91 سال، جمعہ کا دن، شام چھ بجے وصال فرمایا، 18 جولائی 1929ء بوقت غسل حضرت کانواں والی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر ستارہ چمک رہا تھا اور ساتھ ہی کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا، تین مرتبہ نماز جنازہ ہوئی، عرس ہر سال ساون کی پہلی اتوار سوموار کو ہوتا ہے، مزار گجرات سے شمال کی طرف ڈیڑھ میل پر ہے، زائرین کی رہائش کا انتظام ہے، آپ کا سلسلہ قادریہ رزاقیہ 41 واسطوں سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ارشاد پیر فضل شاہ قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ: بعد از وصال بزرگوں کا فیض ستر گنا زیادہ ہوجاتا ہے

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

(ماخوذ، تلخیص، سنڈے ایکسپریس، 28 اکتوبر 2007ء)

مصنف و مؤلف محترم ڈاکٹر ابو اعجاز رستم صاحب بلاشبہ بہت بڑے عالم فاضل اور عارف باللہ اور عظیم عارف اولیاء اللہ اور اسلامی تصوف میں اس گروہِ مقدس کے حالاتِ طیبہ معلوم کرنے کا بے حد شوق رکھتے ہیں، اور بہت جدوجہد اس بارے میں کرتے ہیں، مولا کریم ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

راقم نے ان کے لکھے ہوئے حالاتِ اولیاء اللہ پڑھ کر (مذکورہ سنڈے اخبارات سے) اپنا جائزہ عرض کیا ہے۔ ان سے ملاقات کا تمنی ہے۔

⑥ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

ابوالخیر ؒ سلطان محمود غزنوی ؒ کے دوست تھے، سلطان نے ان کے لیے ایک محل تعمیر کروایا تھا، جو آج بھی سرائے شیخ کے نام سے مشہور ہے اور سعید ؒ نے کہا ''اس محل کے اندر میرے لئے بھی ایک الگ مکان تعمیر کروائیں'' مکان تعمیر کروادیا گیا، ہر دیوار اور چھت پر رب کا اسم پاک لکھوا دیا گیا، باپ نے سب کچھ مٹا دیا لیکن سمجھ گئے یہ ولی اللہ ہوں گے، باپ نے تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی، ابوالقاسم بابا مین ؒ نے اوپر طاق سے ابوسعید کے ذریعے روٹی کا ٹکڑا اٹھوایا جو تیس سال سے وہاں تھا، فوراً گرم ہوگیا، فرمایا مجھ سے ایک صاحبِ کمال ؒ نے فرمایا تھا جو اسے اٹھائے اور یہ گرم ہو جائے وہ بھی صاحبِ کمال ہو کر جہاں کو روشن کرے گا، ایک حصہ خود کھایا دوسرا ابوسعید ؒ کو کھلایا۔ پھر آپ مرو گئے، جہاں امام عبداللہ الحضرمی ؒ اور امام ابوبکر قفال مرذری ؒ سے مزید علم پڑھا، امام ابوعلی زاہد بن احمد ؒ سے بھی پڑھا۔ سرخس میں حضرت ابو الفضل ؒ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے فرمایا: ''اللہ کو اپنا مقصود ٹھہراؤ'' طریقت کا اصل اصول یہ ہے عاجزی وانکساری ہے، اکثر پرانی رباط میں رہنے لگے، آپ نے کتب بھی لکھیں شیخ عبدالرحمٰن نیشاپوری ؒ نے آپ کو خرقہ پہنایا، 1412ھ میں ان کے وصال کے بعد ابوالعباس قصاب ؒ کی خدمت میں رہے، انہوں نے ابوسعید ؒ کو نازنین عالم کا خطاب بخشا، اب آپ منارۂ نور بن چکے تھے، ہزاروں مرید کئے، ہر قول وفعل شریعت وسنت کے عین مطابق تھا، بہت بڑے کشف، کرامات حاصل تھے۔ اقوال وملفوظات لاکھوں چھوڑے، جو کہ مشعلِ راہ ہیں سات عادات جمع ہونے پر انسان شریف ہوتا ہے، ہمت مرداں، کنواریوں جیسی شرم، تواضع غرباء، عشاق کی سخاوت، بادشاہوں کی سیاست (دانائی)، بوڑھوں جیسا تجربہ،، رہنما عقل، عُجز قُرب کا ذریعہ، قیلولہ کے وقت ہم نشینِ اولیاء کو 120 رحمتیں ملتی ہیں، ضد بہت بڑا مرض ہے، قبر میں ہر ایک سے عام آدمی کی جواب دہی ہوگی (یہ محمود غزنوی ؒ کا ملفوظ ہے) 4 شعبان 404ھ جمعرات، وصال، صدیاں گذرنے کے بعد بھی لوگ آپ کے مزار سے برکات حاصل کرتے ہیں۔ (سنڈے ایکسپریس 17 ستمبر 2006)

⑦ حضرت شیخ مجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ، الصلوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ﷺ، رب زدنی علما، رب شرح لی صدری، لیسرلی امری، صل اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد وّ آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

شیخ جمال الدین سلیمان ؒ کے گھر چور گھس آیا، اہلیہ مومن خاتون ؒ عبادت میں مشغول تھیں (مشہور بزرگ وجیہہ الدین ؒ کی دختر) چور کی بینائی جاتی رہی، چور نے کہا: نظر مل جائے پھر چوری نہ کروں گا، عابدہ خاتون ؒ نے دعا فرمادی، بینائی مل گئی، اگلے روز مع افرادِ خاندان آیا توبہ کا اعلان کیا اور سبھی نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا، اس خاتون ؒ کے تین بیٹے: اعزالدین ؒ، فریدالدین مسعود ؒ، نجیب الدین متوکل ؒ۔

سلسلہ نسب جناب سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک۔ آپ دورانِ تعلیم ہی اپنے بھائی گنج شکر ؒ سے بیعت ہوئے، آپ نے حکم دیا ''تم دہلی رہو'' کیسے رہو گے؟ کہا ''خدا پر توکل کے ساتھ'' واقعی متوکل بن گئے، ایک ترک نے مسجد اور مکان بنا دیا، ترک نے بیٹی کی شادی کی، آپ ؒ بھی شریک ہوئے، ایک لاکھ بائیس ہزار خرچہ آیا۔ فرمایا: ''اس کثیر رقم کو خدا کے راستہ میں خرچ کرنا اچھا ہوتا'' یہ مومن کی نشانی ہے ترک نے کہا ''تم حاسد ہو'' میرے مکان اور مسجد سے نکل جاؤ'' آپ ؒ نے تکمیل کی، اجودھن کا رخ کیا، اور حضور بادا صاحب ؒ کو سارا ماجرا سنایا، ترک کا رویہ برا لگا، اس اثنا میں وہ ترک حاضر ہوگیا، آپ کا مرید ہوا دوبارہ وہ اس کے مکان میں رہنے لگے، اور بعینہ زندگی حضرت بادا صاحب ؒ کے حکم کے مطابق بسر فرماتے رہے۔ وصال 19 رمضان 671ء مزار شریف دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ آپ ؒ سے ملتے رہے۔ (تلخیص وماخوذ: سنڈے ایکسپریس 15-10-2006)

⑧ حضرت سید امیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

کہاں سے تو نے اے اقبالؔ سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

امیر تیمور رات کو گشت کرتا، مسائل معلوم کرتا، دن کو ان کا حل نکالتا، ایک رات ایک عورت کی آہ زاری سنی ''بادشاہ بیمار ہو' وزیر مرے قاضی کی عمر دراز ہو'' دروازے پر دستک کی، بڑھیا نکلی، وجہ بتائی: بادشاہ بیمار ہوگا تو صدقہ خیرات کرے گا، وزیر کا خاتمہ بالخیر ہو کیونکہ نیک ہے' قاضی اپنی بداعمالیوں میں اضافہ کرے تاکہ سخت عذاب ملے۔ امیر تیمور نے اس وقت میرے پاس تسبیح ہے لے لو، بیچ کر گذارہ کرو۔

ہمسایہ سید تھا مگر بے حد بخیل، سید نے کہا یہ میری تسبیح ہے گم ہوگئی تھی، تم نے چرالی، اب میں تمہیں قاضی کے سامنے لے جاؤں گا، بڑھیا نے اصل واقعہ بتایا، پڑوسی نے چھوڑ دیا، اگلی رات پھر امیر تیمور آیا، بڑھیا نے بہت کچھ برا بھلا کہا، اور پڑوس کا قصہ سنایا، دونوں کو دربار میں طلب کیا، پڑوسی کو سزائے موت ملی، بڑھیا کو کثیر رقم، جتنے سادات تھے سبھی کو ختم کردیا گیا، ان میں ملک سید امیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، ان پر ہاتھ نہ ڈالا گیا، مگر ولایت کا امتحان کا منصوبہ بنایا: چوری کی بکری کا گوشت ان کے سامنے رکھا، مریدوں کے ہمراہ دربار میں تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی کہا کہ ایک بکری حضرت امیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی نذر کے لئے پال رکھی تھی اسے کسی نے چرالیا ہے، حضرت سید صاحب نے فرمایا: بکری مجھے دے دو، تم زبان سے کہو دو بکری میرے پاس آجائے گی، بڑھیا نے کہہ دیا، امیر تیمور شرمندہ ہوئے، اور مرید ہوگئے۔ ابتدا میں بھی امیر تیمور کسی بزرگ کا مرید تھا مگر تھا بہت ظالم و متعصب (1314ھ ہمدان میں ولادت (ترکستان میں) امام حسن رضی اللہ عنہ تک شجرہ نسب، والدہ بی بی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا پہلے ابو البرکات تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے، پھر شیخ شرف الدین محمود رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی، 1400 صوفیائے کرام سے فیض لیا۔ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان میں شامل ہیں، آپ 700 مریدوں کے ساتھ کشمیر آگئے۔ پھر حج کے لئے گئے، خوب تبلیغ فرماتے رہے، فارسی عربی میں کئی کتب بھی

لکھیں، تعداد 170 جناح العارفین بھی آپ کی تصنیف جو آپ نے چالیس گھروں میں امیر تیمور کی دعوت پر لکھی تھی، بہت تبلیغ فرمائی، بے شمار بزرگیوں اور کرامتوں کے مالک تھے۔ 6 ذی الحجہ 786ھ وصال، کسی سے تابوت نہ اٹھایا گیا اس قدر وزنی تھا۔ شیخ اقوام الدین بدخشی نے اٹھالیا، کوہستان کے راستے ختلان لے گئے، وہیں مزار بنا، زیارت گاہِ عام ہوا (روزنامہ سنڈے ایکسپریس 24 ستمبر 2006)

یا اللہ! اپنے مقبول بندوں کے طفیل مجھے موت، قبر، حشر میں نہایت آسانی فرما دے، میری اولاد کو نیک بنادے، حضرت صاحبزادہ کرنل الطاف محمود ہاشمی، دامت فیوضہم العالیہ کی جملہ آرزوئیں پوری فرمادے، جناب شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی ساری امتِ مسلمہ پر رحم فرما دے۔ آمین ثم آمین (راقم الحروف)

⑨ جناب عبدالخالق عارفِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ

قصبہ غجدوان میں امام عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ رحمۃ اللہ علیہا کو بشارت ملی۔ ''تیرے گھر بچہ ہوگا جس کا نام عبدالخالق رکھنا'' امام رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوگئے، بیٹا پیدا ہوا، عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا سے ہجرت کی تھی، بخارا میں آگئے تھے (مالٹا بحرِ روم کا ایک جزیرہ)

جناب عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ: بلند و آواز سے ذکر کرنے کا اثر دوسروں پر زیادہ ہوتا ہے۔ خاموشی کا ذکر شیطان پر اثر کرتا ہے، پیدائشی باطنی دینی علوم کے حامل تھے، شادی کی، اولاد کو صحیح تبلیغ دی، جناب یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے تربیت لی تھی۔ خواجہ خضر علیہ السلام ولادت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی رہنمائی فرماتے رہے۔ وصال 12 ربیع الاول 575ھ بمقام غجدوان۔ ہمیشہ شمع بن کر نورِ تعلیم و فیض سے لوگوں کو راہ دکھاتے رہے۔ (تلخیص: روزنامہ سنڈے ایکسپریس 30 اپریل 2006)

نوٹ: صاحب سلسلہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزید حال میری کتاب گلشن محمدیہ ﷺ میں ملاحظہ فرمائیے۔

۱۰ جناب مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

(سید جلیل الدین بخاری)

ولادت 707ھ بمقام اُچ شریف، والد سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ، والد رحمۃ اللہ علیہ بستر پر کبھی نہ سوئے، دوبار قرآن مجید روزانہ ختم کرلیتے، اصل نام سید جلیل الدین بخاری، مگر مخدوم جہانیاں جہاں گشت مشہور ہوئے۔ وجہ تسمیہ: عید کے روز تین بزرگوں بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو الفتح رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزاروں پر الگ الگ مراقبہ کیا، ان سے عیدی مانگی، سب نے ایک ہی لقب مذکورہ سے نوازا۔ سیاحت بھی بہت کی (جہاں گشت) بزرگ جمال خنداں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو کھجوریں دیں، مع گٹھلیاں کھا گئے بوجہ ادب۔ استاد سید محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ، قاضی بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا امجد دین رحمۃ اللہ علیہ سے علم سیکھا، عوارف کا درس اس نُسخہ سے لیا جو شیخ شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر مطالعہ رہا، حرمین شریف سے بھی تحصیل فرمائی، مزید تعلیم کئی علماء سے لی، اسی طرح کئی فیوضات حاصل کیں، شریعت کے عین مطابق ہر قول و فعل رہا دہلی میں بھی قیام فرمایا۔

سلطان محمد تغلق کو آپ سے بڑی عقیدت تھی، اس نے آپ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا، سلطان فیروز شاہ تغلق نے بھی دعا کی درخواست کی۔ ٹھٹھہ فتح ہوگیا، شب و روز عبادت میں بھی رہتے دینِ اسلام کی تبلیغ بھی فرماتے۔ خزانہ جلالی، سراج الہدایہ، جامع العلوم، آپ کی مشہور کتب ہیں، عیدالاضحیٰ کے روز 77 سال کی عمر میں 785ھ میں اُچ شریف میں وصال فرمایا۔ (تلخیص از روزنامہ سنڈے ایکسپریس 11 جون 2006)

مذکورہ ولی اللہ کا ذکر خیر اس روزنامہ میں 21 اگست کو بھی شائع ہوا، اس میں سے بھی چند باتیں جو نئی ہوں (درج بالا نہ ہوں) آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ امام علی نقی رحمۃ اللہ علیہ تک جاتا ہے، والد صاحب نماز اور تلاوت کے دوران روتے، 188 علوم میں مہارت رکھتے تھے، چودہ سلسلوں سے شرف یاب ہوئے، 300 مشائخ نے خلافت عطا کی۔ سبحان اللہ

۱۱ حضرت آغا محمد رحمۃ اللہ علیہ

1831ء میں شکر گنج لکھنؤ میں ولادت، نسلاً ایرانی، والد محمد مرزا رحمۃ اللہ علیہ قطبِ زمانہ، تھے بنارس میں ایک بزرگ شاہ مخصوص رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی، عرفان کی منازل طے کیں، مرشد کا وصال ہوگیا، 1857ء کے بعد انگریز کا ظلم زوروں پر تھا، نقل مکانی کرنی پڑی، شادی بھی ہوئی، تاہم رات دن ذکر و فکر میں مگن رہتے سنت مطہرہ کے پابند تھے۔

13 ذی قعد 1334 (17 اگست 1918) جمعہ کے دن وصال ہوا، آخری ایام میں بریلی کے شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فیوضات حاصل کرتے رہے تھے، اور انہی کے وارث بنے تھے۔

۱۲ جناب امام رازی رحمۃ اللہ علیہ

مختصر اُخاکہ (افسوس! ایک صفحہ ہی ملا)

ولادت 25 رمضان 543ھ یا 544ھ بمقام رے (والد گرامی عمر رحمۃ اللہ علیہ، کنیت ابو القاسم، لقب ضیاء الدین، اسم گرامی: فخر الدین، بڑے واعظ، متکلم، صوفی، محدث، مفسر، فقیہ، ادیب، انشا پرداز،) امام رازی کو بھی ابنِ خطیب کے لقب سے پکارا جاتا نسب سیدنا صداقت مآب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ فاروق اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے تمام علوم حاصل کئے، مشہور مفسر بنے، حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے، گوشہ نشینی اختیار کر لی، دینِ اسلام پر بے شمار کتب پہلے ہی لکھ چکے تھے۔ تفسیر کبیر بہت مشہور ہے (دوسرا ورق نہ ملا) بہر حال اس وقت اور کسی کتاب سے ذکر خیر دیکھنے کی ہمت نہ فرصت، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پوری دنیا میں اپنے علمی کمالات کے باعث مشہور ہیں، تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و صحبت سے بھی مالا مال ہوئے، اللہ تعالیٰ ان کے طفیل راقم کی مع جملہ امتِ مسلمہ علم و عمل و اخلاص کی غیبی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

۱۳ جناب مولانا محمد کریم رحمۃ اللہ علیہ

علاقہ سوات: حاجی ترمذائی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی پھر آگرہ میں چلے گئے (بعد ازاں وصال مرشد) پھر لطیف احمد شاہ سہوانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔

ارشاد: فقیر کے حروف۔ف سے مراد فائدہ، ق سے قادر، ی سے یادِ الٰہی، ر سے راضی برضا۔ پوری زندگی پاکیزہ گذاری۔ دین اسلام وفقر کی اشاعت وخدمت فرماتے رہے، حج اکبر بھی کیا، نہایت عابد، مجاہد آگرہ میں مزار روزانہ ہزاروں افراد حاضری دیتے ہیں۔

(روزنامہ سنڈے ایکسپریس 10 دسمبر 2006)

۱۴ حضرت شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

نام شیخ عبدالمالک، عظیم صوفی، تنہائی پسند، آنکھ کھولی والدین کا سایہ نہ تھا، امام شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر مکمل دسترس تھی۔ شیخ مودود رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت وفقر سیکھا۔ دہلی میں شیخ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کمال حاصل کیا، علم وفضل میں ان کا اس دور میں کوئی ثانی نہ تھا۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف کا مطالعہ کیا اور عمل بھی، 12 ربیع الثانی 997ھ کو وصال فرمایا۔ ہزاروں عقیدت مند چھوڑے۔ (ماخوذ روزنامہ ایکسپریس 13 نومبر 2005)

۱۵ حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سعدی 589 ہجری میں عبداللہ شیرازی کے گھر پیدا ہوئے۔ شیخ عبداللہ ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ گھر کے پاکیزہ اسلامی ماحول کی وجہ سے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے نماز روزے کے پابند تھے۔ دین کے بنیادی مسائل بھی عہدِ طفولیت میں ہی سیکھ لیے تھے۔ آپ کو قرآن حکیم کی تلاوت کا بڑا شوق تھا، اور اسی شوق نے آپ کو بچپن ہی سے عبادت گزار اور شب بیدار بنا دیا تھا۔

آپ بچپن میں اپنے والد گرامی کی صحبت میں رہے اور یوں آپ کے اقوال وافعال کی نہایت اعلیٰ تربیت ہوئی، جس سے آپ کی زندگی اعلیٰ اخلاقی اقدار سے مزین ہوگئی، مگر آپ کے والد صاحب کی وفات سے آپ کے زندگی میں ایک خلا پیدا ہوگیا، جسے آپ کی باہمت والدہ نے پُر کیا، بہت کچھ تو آپ اپنے والدین سے سیکھ چکے تھے، جب کہ شیراز اور اس کے قرب وجوار میں علماء ومشائخ کثیر تعداد میں موجود تھے، شیراز علوم وفنون کا گہوارہ تھا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان بزرگوں سے بھی فیض حاصل کرنے کی ٹھانی۔ اس مقصد کے لئے آپ دارالعلم شیراز میں داخل ہوگئے، جہاں آپ نے جلیل القدر علماء سے علم حاصل کیا، آپ نے نظامیہ بغداد میں بھی تعلیم حاصل کی، اس مدرسے مین بڑی بڑی جلیل القدر ہستیوں نے تعلیم حاصل کی، امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عراق عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، ابو حامد عماد الدین موصلی آپ کے اساتذہ تھے۔ اساتذہ کی فہرست میں شیخ ابواسحٰق رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے مدرسہ نظامیہ میں وظیفہ بھی حاصل کیا۔ مشہور استاد شیخ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی حدیث اور تفسیر میں آپ کے استاد تھے۔ یہاں سے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی۔ حضرت غوث الاعظم سے علم تصوف اور طریق معرفت وسلوک سیکھا۔ آپ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی رہے۔

زمانہ طالب علمی میں آپ کے ہم عمر اور ہم مکتب لوگ آپ کی خوش بیانی اور حسن تقریر پر رشک کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد سے ایک لڑکے کی شکایت کی کہ

فلاں لڑکا مجھے رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے، اور جب میں علمی مسائل بیان کرتا ہوں تو مجھ سے حسد کرتا ہے۔ آپ کے استاد نے غصے سے کہا: ''اوروں کے رشک وحسد پر شاکی ہو، مگر اپنی بدگوئی نہیں دیکھتے۔ وہ لڑکا بھی اور تم بھی، دونوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہو، وہ رشک وحسد سے، تم بدگوئی اور غیبت سے''

شیخ سعدی طبعاً فقر ودرویشی کی طرف زیادہ مائل تھے۔ زمانہ طالب علمی سے ہی وجد وسماع کی محفل مین شریک ہوا کرتے تھے، مگر بعد میں یہ محافل ترک کر دی تھیں۔ علامہ جوزی ؒ آپ کو سماع سے منع فرمایا کرتے تھے، مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی۔ پھر شیخ سعدی ؒ کو ایک بدآواز قوال سے واسطہ پڑا، اور بہ ضرورت ساری رات اس مکروہ صحبت میں بسر کی۔ جب محفل برخاست ہونے لگی تو آپ نے اپنے سر سے پگڑی اتار کر اس قوال کو دے دی۔ آپ کے احباب کو حیرت ہوئی تو پوچھا: ''سعدی! یہ کیا حرکت کی؟''

سعدی نے کہا: ''میں نے آج اس مکروہ آواز والے قوال کی کرامت دیکھی ہے، میرے عربی کے استاد ہمیشہ مجھے سماع سے منع کرتے تھے، لیکن میں نے ہمیشہ ان کا حکم نظر انداز کیا۔ آج مجھے اس محفل میں آ کر استاد کے حکم کو نہ ماننے کا شدت سے احساس ہوا۔ اب میں آپ لوگوں کے سامنے سماع سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں۔''

شیخ سعدی ؒ نے ایک شخص کو دیکھا، جس نے خانقاہ چھوڑ کر مدرسہ جانا شروع کر دیا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا ''تم نے خانقاہ اور مدرسے میں کیا فرق دیکھا، خانقاہ چھوڑ کر مدرسے میں چلے گئے؟''

اس شخص نے جواب دیا ''سعدی! درویش اور اہل خانقاہ صرف اپنی جان بچاتے ہیں، جب کہ علماء اپنے ساتھ دوسروں کو بھی بچا لیتے ہیں، یہی وہ فرق ہے، جو میری تبدیلی کا سبب بنا۔''

شیخ سعدی ؒ نے عباسیہ دور کے آخری حصے میں آنکھ کھولی، اور پھر اپنے سامنے اس سلطنت کا زوال بھی دیکھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اکثر اوقات دنیا سے دوری کی تعلیم بھی دی ہے۔

ایک مرتبہ شیخ سعدی ؒ شام کے ایک شہر میں سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ شہر کا قاضی محفل سجائے بیٹھا ہے۔ شیخ سعدی ؒ بھی وہاں امراء کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ کے جسم پر پھٹا پرانا لباس تھا، اور آپ کی حالت بڑی خستہ تھی۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے امراء اور شرفاء نے کم حیثیت جانتے ہوئے آپ کو محفل سے نکال دیا۔ آپ اٹھ کر جوتوں کی جگہ بیٹھ گئے۔ آپ نے دیکھا کہ اہلِ مجلس کسی نقطے پر بحث کر رہے ہیں، اور اسے حل نہیں کر پا رہے۔ آپ نے دور سے پکار کر قاضی سے کہا ''اگر آپ چاہیں تو میں یہ مسئلہ حل کر سکتا ہوں'' قاضی نے اجازت دے دی۔ آپ نے بڑے آسان اور قابل فہم طریقے سے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ ہر طرف سے آپ کو داد و تحسین ملنے لگی۔ واہ واہ کے ڈونگرے برسنے لگے۔ جب قاضی شہر نے آپ کو بلند درجے پر فائز جانا تو اپنا عمامہ اتار کر سعدی کو دینے لگے مگر سعدی نے انکار کر دیا، اور فرمایا ''اگر میں نے عمامہ پہن لیا تو میری آنکھوں کے آگے چربی آ جائے گی۔ اور غریب لوگ مجھے حقیر و ذلیل معلوم ہوں گے۔ یوں مجھے لوگوں سے لعنت وملامت سننا پڑے گی۔''

شیخ سعدی ؒ نہایت قوی، جفاکش اور منکسر المزاج شخص تھے۔ آپ نے دس بارہ حج کئے، اور ہر حج پیدل چل کر کیا، آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ سیاحت وصحرا نوردی میں گزارا۔ آپ اہل سلوک اور نفس شکن لوگوں کی طرح کئی کئی میل پیدل چلتے تھے۔ آپ نے کئی سال تک ادنیٰ درجے کے کام بھی کئے۔ بیت المقدس اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں سقے کے طور پر کام کرتے رہے۔ اہل اللہ اور درویش آپ کو صوفیاء اور اولیاء میں شمار کرتے ہیں۔ آپ بیک وقت واعظ وصوفی تھے۔ آج کل کے مشائخ اور واعظین سے سعدی ؒ بالکل مختلف تھے۔ آپ نہایت بے تکلف، یار باش اور سیدھے سادے مسلمان تھے۔ آپ نے شاعری میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رسول کریم ﷺ کی مدح کو مقدم رکھا۔ بادشاہوں کی تعریف اور امیروں کی قصیدہ خوانی کو اپنا ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ غربت میں خودداری کی حفاظت کی۔ آپ میں خلقت کی خیر خواہی پر ہمدردی کا بے پناہ جذبہ تھا۔ آپ نے اپنے قلم اور اپنی زبان کو وعظ ونصیحت کے لئے وقف کر دیا تھا۔

شیخ سعدی ؒ اپنے والد کے ساتھ سفر میں تھے۔ دورانِ سفر انہیں سرائے میں ٹھہرنا پڑا۔ رات کو والد نے انہیں تہجد کے لئے اٹھایا۔ تہجد کی نماز کے بعد سوئے مسافروں کو دیکھ کر اپنے والد سے کہنے لگے: اگر یہ مردوں کی طرح سوئے رہنے کی بجائے اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھ لیتے تو ان کے حق میں کتنا اچھا ہوتا۔ والد نے فرمایا: ”تم نے نیند اور آرام ترک کر کے تکلیف اُٹھائی، تہجد کی نماز پڑھی، اور غیبت کر کے اس کا اجر بھی ضائع کر دیا۔ سونے والے کتنے فائدے میں رہے کہ آرام بھی کرتے رہے، اور تمہاری تہجد کی نماز کا ثواب بھی لے گئے۔“

آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو غیبت سے بچتے رہنا چاہئے، کیونکہ غیبت نیکیوں کو گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ کرامات کے متعلق فرماتے تھے کہ اولیائے کرام کی کرامات کے متعلق سن کر لوگ حیران کیوں ہوتے ہیں۔ شیطان اگر اپنے ساتھیوں کی ذلت و رسوائی کا سامان کر سکتا ہے تو قادر المطلق اپنے دوستوں کی ان گمراہوں کے سامنے عزت افزائی کیوں نہیں کر سکتا؟ لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے چونکہ کرامات کو ہی بزرگی کی دلیل سمجھ لیتے ہیں، اور جب کسی کو بزرگ سمجھتے ہیں تو اس سے کرامات کی توقع رکھتے ہیں، اس لئے ان سے ایسی کرامات سرزد ہوتی ہیں، جس پر وہ از خود قادر نہیں ہوتے۔ معجزے اور کرامتیں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے۔ اس کی اپنی ہی قدرت ہوتی ہے، جو اپنے مخلص بندوں کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ بندہ تو وہی عاجز و خاکسار ہی ہوتا ہے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے، نہ شیطان نظر آتا ہے۔ بندے ہی دونوں طرف سے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اللہ جل جلالہ خالق و قادر المطلق ہے، ذات کبریا ہے، سب خزانوں کا مالک ہے۔ جب انسان اپنے سے کم تر کمزور مخلوق کے سامنے جھک جائے تو وہ احسن تقویم سے اسفل سافلین میں چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حقیر مخلوق کو اس ذات کبریا کے مقابل لے آتا ہے۔ پھر وہ درندگی اور سفاکی کے ایسے ایسے مظاہرے کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کس کا ساتھی ہے، کس کی نمائندگی کر رہا ہے۔ دوسری طرف ایک بندہ، جو کہتا ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے، اور اس بات پر ڈٹ جاتا ہے، اس کا اخلاق، اس کا کردار، اس کی گفتار

اس پر روشن دلیل ہے کہ وہ کس کا نمائندہ ہے۔ اپنے اپنے رستے پر جتنا کوئی مخلص اور مستقل مزاج ہے، اتنا ہی مضبوط ہو اس راہ کا نمائندہ ہے۔ جھوٹ، فریب، مکاری، دھوکہ ہی غرض یہ کہ ہر نوع کی فتنہ گری شیطان کی نمائندگی ہے، اور شیطان کے نمائندے بھی فتنہ گری کے جو محیر العقول مظاہرے کرتے ہیں، اس سے انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ان ظاہر کا نتیجہ بھی اسی بندے پہ لوٹایا جاتا ہے، جس کے عمل سے مظاہرہ ہوا۔ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روشنی سے کام لے کر اپنے اللہ کو نہیں پہچانا، اور اپنے بدترین دشمن کے سامنے جھک گیا۔ لغوی نہیں معنوی اعتبار سے اسے شیطانی نمائندے کی کرامات کہا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف معبود حقیقی کا نمائندہ ہے، وہ پورے اخلاص اور تندہی سے اپنے معبود کے پاک پاک حکم پر عمل پیرا ہے۔ اس کی رضا جوئی کے لئے تکلیفیں اٹھاتا ہے اس کی نمائندگی کا اپنی ساری خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ رستہ رحمٰن نے بتایا، اس پر عمل کر کے بندے نے اس کی نمائندگی کی۔ نتیجہ بندے کو ملا۔ عزت و وقار بندے کا بڑا، اس بندے کی عزت بڑھانے کے لئے اپنی قدرت کا اس کے ذریعے مظاہرہ کرامت ہے۔

شیخ سعدی ؒ فرماتے ہیں: کہ ایک بار میں بعلبک کی ایک مسجد میں تقریر کر رہا تھا۔ سامعین بڑے ہی مردہ دل تھے۔ کسی پر میری تقریر کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ میرا موضوع اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک تھا: ”ہم انسان کی رگ و جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“ میں تقریر کیے جا رہا تھا، اور سامعین بدستور بے حسی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ پھر میں نے ایک شعر پڑھا، جس کا مطلب یہ تھا: ”میرا دوست میرے زیادہ قریب ہے، جب کہ میں اس سے دور ہوں۔ کس قدر بد نصیب ہوں کہ دوست پہلو میں ہے، اور میں اس سے جدا ہوں۔“ اسی دوران وہاں سے ایک مرد قلندر گزرا، یہ شعر سن کر وہ بے اختیار نعرے لگانے لگا، اس کی بے خودی دیکھ کر حاضرین مجلس بھی کیف و مستی میں نعرے لگانے لگے۔ اس وقت میری زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے، ”اے اللہ! تیری ذات پاک ہے۔ اہلِ دل اگرچہ دور رہتے ہوئے بھی دل سے قریب رہتے ہیں، مگر دل کے اندھے قریب ہوتے ہوئے بھی دور رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اللہ کو جنگلوں اور

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے ساتھ سفر میں تھے۔ دورانِ سفر انہیں سرائے میں ٹھہرنا پڑا۔ رات کو والد نے انہیں تہجد کے لئے اٹھایا۔ تہجد کی نماز کے بعد سوئے مسافروں کو دیکھ کر اپنے والد سے کہنے لگے: اگر یہ مردوں کی طرح سوئے رہنے کی بجائے اُٹھ کر تہجد کی نماز پڑھ لیتے تو ان کے حق میں کتنا اچھا ہوتا۔ والد نے فرمایا: ”تم نے نیند اور آرام ترک کر کے تکلیف اُٹھائی، تہجد کی نماز پڑھی، اور غیبت کر کے اس کا اجر بھی ضائع کر دیا۔ سونے والے کتنے فائدے میں رہے کہ آرام بھی کرتے رہے، اور تمہاری تہجد کی نماز کا ثواب بھی لے گئے۔“

آپ فرماتے ہیں کہ انسان کو غیبت سے بچتے رہنا چاہئے، کیونکہ غیبت نیکیوں کو گھن کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ کرامات کے متعلق فرماتے تھے کہ اولیائے کرام کی کرامات کے متعلق سن کر لوگ حیران کیوں ہوتے ہیں۔ شیطان اگر اپنے ساتھیوں کی ذلت ورسوائی کا سامان کر سکتا ہے تو قادر المطلق اپنے دوستوں کی ان گمراہوں کے سامنے عزت وافزائی کیوں نہیں کر سکتا؟ لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے چونکہ کرامات کو ہی بزرگی کی دلیل سمجھ لیتے ہیں، اور جب کسی کو بزرگ سمجھتے ہیں تو اس سے کرامات کی توقع رکھتے ہیں، اس لئے ان سے ایسی کرامات سرزد ہوتی ہیں، جس پر وہ از خود قادر نہیں ہوتے۔ معجزے اور کرامتیں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے۔ اس کی اپنی ہی قدرت ہوتی ہے، جو اپنے مخلص بندوں کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ ورنہ بندہ تو وہی عاجز وخاکسار ہی ہوتا ہے۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے، نہ شیطان نظر آتا ہے۔ بندے ہی دونوں طرف سے اظہار کا ذریعہ ہیں۔ اللہ جل جلالہ خالق وقادر المطلق ہے، ذات کبریا ہے، سب خزانوں کا مالک ہے۔ جب انسان اپنے سے کم تر کمزور مخلوق کے سامنے جھک جائے تو وہ احسن تقویم سے اسفل سافلین میں چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حقیر مخلوق کو اس ذات کبریا کے مقابل لے آتا ہے۔ پھر وہ درندگی اور سفاکی کے ایسے ایسے مظاہرے کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ کس کا ساتھی ہے، کس کی نمائندگی کر رہا ہے۔ دوسری طرف ایک بندہ، جو کہتا ہے کہ اللہ ہی میرا رب ہے، اور اس بات پر ڈٹ جاتا ہے، اس کا اخلاق، اس کا کردار، اس کی گفتار

اس پر روشن دلیل ہے کہ وہ کس کا نمائندہ ہے۔ اپنے اپنے رستے پر جتنا کوئی مخلص اور مستقل مزاج ہے، اتنا ہی مضبوط ہو اس راہ کا نمائندہ ہے۔ جھوٹ، فریب، مکاری، دھوکہ ہی غرض یہ کہ ہر نوع کی فتنہ گری شیطان کی نمائندگی ہے، اور شیطان کے نمائندے بھی فتنہ گری کے جو محیر العقول مظاہرے کرتے ہیں، اس سے انسانیت کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ان ظاہر کا نتیجہ بھی اسی بندے پہ لوٹایا جاتا ہے، جس کے عمل سے مظاہرہ ہوا۔ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ روشنی سے کام لے کر اپنے اللہ کو نہیں پہچانا، اور اپنے بدترین دشمن کے سامنے جھک گیا۔ لغوی نہیں معنوی اعتبار سے اسے شیطانی نمائندے کی کرامات کہا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف معبود حقیقی کا نمائندہ ہے، وہ پورے اخلاص اور تندہی سے اپنے معبود کے پاک پاک حکم پر عمل پیرا ہے۔ اس کی رضا جوئی کے لئے تکلیفیں اٹھاتا ہے اس کی نمائندگی کا اپنی ساری خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ رستہ رحمٰن نے بتایا، اس پر عمل کر کے بندے نے اس کی نمائندگی کی۔ نتیجہ بندے کو ملا۔ عزت ووقار بندے کا بڑا، اس بندے کی عزت بڑھانے کے لئے اپنی قدرت کا اس کے ذریعے مظاہرہ کرامت ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ایک بار میں بعلبک کی ایک مسجد میں تقریر کر رہا تھا۔ سامعین بڑے ہی مردہ دل تھے۔ کسی پر میری تقریر کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ میرا موضوع اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پاک تھا، ”ہم انسان کی رگ وجان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔“ میں تقریر کیے جا رہا تھا، اور سامعین بدستور بے حسی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ پھر میں نے ایک شعر پڑھا، جس کا مطلب یہ تھا، ”میرا دوست میرے زیادہ قریب ہے، جب کہ میں اس سے دور ہوں۔ کس قدر بد نصیب ہوں کہ دوست پہلو میں ہے، اور میں اس سے جدا ہوں۔“ اسی دوران وہاں سے ایک مرد قلندر گزرا، یہ شعر سن کر وہ بے اختیار نعرے لگانے لگا، اس کی بے خودی دیکھ کر حاضرین مجلس بھی کیف ومستی میں نعرے لگانے لگے۔ اس وقت میری زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکلے، ”اے اللہ! تیری ذات پاک ہے۔ اہلِ دل اگرچہ دور رہتے ہوئے بھی دل سے قریب رہتے ہیں، مگر دل کے اندھے قریب ہوتے ہوئے بھی دور رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اللہ کو جنگلوں اور

پہاڑوں میں تلاش کرتے ہیں مگر اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں، کہ اللہ دل کے اندر ہے، اسے دیکھنے کے لئے ذراسی گردن خم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے ہر وقت دیکھا جاسکتا ہے۔''

گلستان اور بوستان شیخ سعدی ؒ کی ایسی تصانیف ہیں، جنہیں سدا بہار حیثیت حاصل ہے۔ ان دونوں کتابوں میں پندرہ نصائح، تہذیب و اخلاق، حسن قبول اور فصاحت و بلاغت کا بے بہا خزانہ موجود ہے۔ آپ کی ان کتابوں کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا مختلف زبانوں میں مختلف ممالک اور مختلف طبقہ فقر کے لوگوں نے ترجمہ کیا ہے۔ یورپ کے اہل علم وادب ایک مدت تک شیخ سعدی ؒ کے کلام پر فریفتہ رہے ہیں۔ مختلف حکمرانوں نے ان کتابوں کو اپنی سلطنت کا دستور العمل بنایا ہے۔ شاعروں اور ادیبوں نے بے کماحقہ ان کتابوں سے فیض پایا۔ کوئی کتاب اس وقت تک قبولیت کے درجے کو نہیں پہنچ سکتی، جب تک اس میں کوئی دلکش اور دلفریب مواد موجود نہ ہو۔ آپ کی تحریروں نے پوری دنیا کے لوگوں بالخصوص ایشیاء والوں کو بہت متاثر کیا۔ ''شاہنامہ'' کو بہت زیادہ پسند کیا گیا ہے۔ ان کتابوں نے مذہب اور شاعری میں تصوف کی روح پھونکی۔ ان میں تحریر کردہ قصے، حکایت، حقوق العباد، نعت اور کہانیوں نے انسان کو باطبع مرعوب کردیا۔ ان میں شریعت کے اسرار ورموز بیان کئے ہیں۔ ان میں قصوں کا لطف، مذہب کی عظمت اور قرآن حکیم کی تفسیر شامل ہے۔

اپنی ایک حکایت میں سعدی ؒ ایک درویش کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک درویش ملک شام میں ایک غار میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ اس کا نام خدادوست تھا۔ وہ بزرگ فی الواقع اسم بامسمیٰ تھا۔ دنیا کے جھگڑوں سے اسے کوئی تعلق وعلاقہ نہ تھا۔ اس کی قناعت اور بے نیازی دیدنی تھی۔ ان خصائل کی وجہ سے اسے سب کی نظروں میں اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل تھا۔ علاقے کے لوگ اس درویش کے لئے ہر وقت عقیدت واحترام کا اظہار کرتے تھے۔ جس علاقے میں درویش کا قیام وٹھکانہ تھا، وہاں کا حاکم بڑا ظالم اور مردم آزار تھا۔ لوگ اس سے بہت تنگ تھے۔ یہ ظالم حاکم کبھی کبھی اس درویش کی خدمت میں حاضری دیا کرتا تھا، مگر وہ اس حاکم کی طرف توجہ نہ دیتا تھا۔ ایک دن اس حاکم نے درویش سے شکایت کی، ''آپ ایک خدا

رسیدہ بندے ہیں، اور میں آپ کے عقیدت کے پھول لاتا ہوں۔ آپ مجھ پر امتیازی تلطف نا سہی، مگر ایسی نگاہ تو ڈال سکتے ہیں، جس سے آپ عام لوگوں کو نوازتے ہیں۔ آپ کی نیکی اور ریاضت اس بات کی متقاضی ہے آپ سب کے ساتھ یکساں سلوک کریں۔''

خدادوست درویش نے اس ظالم اور مردم آزار حاکم سے فرمایا، ''میری بات غور سے سنو۔ جب اللہ کی مخلوق تجھ سے نالاں ہے، اور تو بندگانِ خدا کا دشمن ہے تو پھر میں تیرا دوست کیسے ہوسکتا ہوں؟ تو بندوں کا دشمن ہے، اور خدا تیرا دشمن ہے۔ مجھے بتا کہ بندوں کے اور خدا کے دشمن کا دوست کیسے بن سکتا ہوں۔ خدا کے دوستوں کی اگر چمڑی بھی ادھڑ جائے، تب بھی وہ خدا کے دشمن کو دوست نہیں بناسکتے، احسان کا رحم کا وطیرہ اپنا، تا کہ خلق خدا تجھے دعائیں دے، کیونکہ زمانہ ہمیشہ زور آوروں کا نہیں رہتا، اگر تیرا برا وقت آ گیا تو کوئی تیرا پرسان حال نہ ہوگا۔''

وہ حاکم نہایت شرمندہ ہوا، اور آئندہ کے لئے تائب ہوکر اس خدادوست درویش سے رخصت ہوا۔ اس دن کے بعد اس نے خلق خدا پر ظلم کرنا چھوڑ دیا۔ شیخ سعدی ؒ اس حکایت پر خدا کے ولیوں کی زندگی، اور ان کے اعمال وافعال کا تذکرہ اور مفہوم بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے دوست ایسے شخص کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اور نہ ہی ایسا کرسکتے ہیں۔ خدا کا دوست خدا کی مرضی کے خلاف کیسے چل سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کا اتباع کرنے والے کو پسند کرتا ہے، اور اللہ والے اس بات سے کبھی غافل نہیں ہوتے، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص اس وقت تک کسی چیز میں کامل نہیں ہوسکتا جب تک دو باتیں اس میں یکجا نہ ہوجائیں۔ ایک جوہر فطری اور دوسرے زمانے کے ایسے اتفاقات، جو اس کی وجہ سے واقع ہوں۔ شیخ سعدی ؒ جو کہ ایک مردم خیز خطے میں پیدا ہوئے، وہاں ہونہار بچوں کو خود بخود کسب کمال کی طرف ترغیب ملتی تھی۔ یتیمی بچوں کو عموماً بے راہ اور آوارہ بنا دیتی ہے۔ مگر بعض اوقات اچھا ماحول میسر آنے کی وجہ سے یہی ترقی کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے۔ شیخ سعدی ؒ میں خودداری اور غیرت اس قدر تھی کہ آپ نہایت ضرورت کے وقت بھی وضع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔

سکندریہ کے قحط کے دوران آپ نے جس ثابت قدمی اور حوصلے کا مظاہرہ کیا وہ بے

مثال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلقت کی خیر خواہی کی سرشت ودیعت کر رکھی تھی۔ انسانی محبت و ہمدردی کے اس جوش جذبے کے تحت آپ نے زبان وقلم کو پند ونصائح کے لئے وقف کر دیا تھا، اور خطرناک سے خطرناک موقعے پر بھی کلمۂ حق کہنے سے گریز نہ کرتے۔ حکمرانوں اور ان کے عالموں کے ظلم وستم دیکھنے سے آپ کے اندر انسانی ہمدردی راسخ ہوگئی۔ زندگی کے نشیب و فراز دیکھے، وزیروں کی اولاد کو بھیک مانگتے دیکھنے سے، اور بھیک مانگنے والوں کو وزیر بنتے دیکھا۔ ایسی بلندی، ایسی پستی پر آدمی غور کرے تو اس پر دنیا کی بے ثباتی واضح ہو جاتی ہے، اور اس کی نظروں میں دنیا کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔

کسی نے شیخ سعدی ؒ سے تصوف کی حقیقت کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، "گزرے زمانے میں ایک جماعت ہوا کرتی تھی، جس کی صورت پراگندہ اور دل مطمئن ہوتا تھا۔ اور اب ایک ایسی مخلوق ہے جس کا ظاہر مطمئن اور دل پراگندہ ہے، کیونکہ جب تک انسان کا دل بھٹکتا رہے گا تو وہ خلوت میں بھی اپنے باطن کو صاف نہ پائے گا۔ اگر مال و مرتبہ، کھیتی و تجارت کا مالک ہونے کے باوجود انسان کا دل خدا کی یاد میں لگا رہے تو پھر اسے خلوت نشینی اور تصوف کہا جا سکتا ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ عاجز دل کا حال وہ جانتا ہے، جو خود اپنے حالات میں عاجز آ گیا ہو، جو راحت اور عیش میں رہا اسے غربت اور تنگدستی کا احساس نہیں ہو سکتا۔

عقیدوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ بدعقیدہ شخص مفلس عاشق کی طرح ہے۔ شاہی خلعت اگرچہ قیمتی ہے، تاہم اپنا پرانا لباس اس سے زیادہ وقعت رکھتا ہے اور بڑوں کا دستر خوان اگرچہ لذیذ ہیں، تاہم اپنی جھولی کے ٹکڑے اس سے زیادہ مزیدار ہوتے ہیں۔ دو اشخاص کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ حسرت لئے مر گئے۔ ایک وہ مال جس نے مال جمع کیا، لیکن پیٹ بھر کر کھانا بھی نہ کھا سکا، دوسرا وہ، جس نے علم حاصل کیا اور عمل سے محروم رہا۔

گناہ کے متعلق فرمایا، "گناہ جس سے بھی سرزد ہو برا ہے مگر علماء سے اس کا ارتکاب تو بہت ہی برا ہے، کیونکہ عالم کی ہر کوئی تقلید کرتا ہے۔ اگر عالم ہی گناہ کا مرتکب ہوگا تو لوگ اس کی

تقلید میں گناہ ہی کرتے چلے جائیں گے۔"

شیخ سعدی ؒ دمشق میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی تربت پر معتکف تھے کہ عرب کا ایک بادشاہ جو ظلم اور ناانصافی میں بہت حد تک بڑھ چکا تھا، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، "اے نیک شخص! تو خدا رسیدہ آدمی ہے۔ ابھی تو نے نماز پڑھی ہے تو میرے حق میں دعا کر، مجھے ایک بہت بڑے دشمن سے سخت خطرہ ہے۔ خدا کرے میرا دشمن نیست و نابود ہو جائے، اور مجھے فتح وکامرانی نصیب ہو۔"

شیخ سعدی ؒ نے فرمایا، "اے ظالم بادشاہ! آج سے ہی اپنی کمزور رعایا پر ظلم کرنا بند کر دے، اور ان کی ہمدردیاں حاصل کر لے تو تجھے بڑے سے بڑا دشمن بھی گزند نہیں پہنچا سکتا۔ تو ظلم کرے گا تو تجھ پر بھی ظلم کیا جائے گا، اور اگر تو صلح اور محبت کا راستہ اختیار کرے گا تو تیرے ساتھ بھی مہر ومحبت کا معاملہ ہوگا، اس لئے اپنی رعایا پر ظلم کی بجائے مہربانی کر، کیونکہ بزرگوں نے فرمایا: کہ بدی کا بیج بو کر نیکی کی توقع کرنا جہالت ہے۔"

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص برے کی صحبت اختیار کرے گا، برا ہی کہلائے گا، خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو۔ حدیث مبارک ہے کہ عطار کے پاس بیٹھنے والا خوشبو سے بہرہ ور ہوگا، جب کہ چمار کے پاس بیٹھنے والا بدبو کا شکار ہوگا۔ فرمایا کہ اولاد کی نیک اور اچھی تربیت کرو۔ اولاد دو برس کی ہو جائے تو نہ محرم اور ایرے غیرے کی محفل میں نہ بیٹھنے دیا جائے۔ اولاد کے بہترین اخلاق وکردار سے والدین کا نام باقی رہتا ہے۔ اولاد سے لاڈ پیار بگاڑ کا باعث بنتا ہے۔ اولاد کے دل میں ان کا احترام اور ان کی سختی برداشت کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ بچے کی ضروریات ایسے طریقے سے پوری کرنی چاہئیں کہ اس کا کسی اور طرف دھیان نہ رہے۔ آغاز تعلیم میں بچے کو شاباش دینی چاہئے، اور اس کی تعریف کرنی چاہئے، لیکن جب اس طرف راغب ہونے لگے تو اس کی فلاح وتربیت کے لئے ضرورت پڑے تو سختی بھی کرنی چاہئے۔ بچوں کو تعلیم کے ساتھ دستکاری بھی سکھانی چاہئے، تاکہ برے دنوں میں وہ کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرے۔

آپ فرماتے ہیں، ’’انسان کی جتنی وابستگی دنیاوی رزق اور دولت سے ہے اگر اتنی ہی وابستگی رزق اور دولت دینے والے سے ہو جاتی تو پھر وہ اپنے اصل مقام پہ ہوتا۔ مگر انسان خدا کے ساتھ بھی کاروبار کرتا ہے۔ اسی طرح اگر حج کرے گا، زکوٰۃ دے گا تو اس میں بھی ریا کا پہلو نظر آئے گا۔ لوگوں میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے صدقہ خیرات کرے گا۔ یہی اعمال اگر خدا کی خوشنودی اور رضا کے لئے کیے جائیں تو انسان کا وقار بہت ہی بلند ہو جائے گا۔‘‘

’’نفحات الانس‘‘ میں تحریر ہے کہ شیخ سعدی ؒ ایک طویل عرصے تک بیت المقدس میں بطور ماشکی کام کرتے رہے، اور سختیاں جھیلنے کے باوجود انہوں نے کبھی خدا سے گلہ نہیں کیا۔ آپ فرماتے ہیں، ’’ایک مرتبہ میرے پاؤں میں جوتا نہیں تھا، اور جوتا خریدنے کے لئے پیسے بھی نہیں تھے اسی پریشانی کے عالم میں کوفے کی جامع مسجد پہنچا، وہاں میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کے دونوں پاؤں نہیں تھے۔ اس وقت میں نے اپنے ننگے پاؤں غنیمت جانے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔‘‘

شیخ سعدی ؒ نے غربت و عسرت میں کبھی بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، جب سکندریہ میں قحط پڑا تو وہاں ایک خواجہ سرا بہت دولت مند تھا۔ غریبوں اور مسافروں کو اس سے کھانا اور نقدی ملتی تھی۔ آپ کو آپ کے ساتھیوں نے مجبور کیا کہ اس خواجہ سرا کے گھر چل کر دعوت کھائی جائے، مگر آپ نے جانے سے انکار کر دیا، اور کہا، ’’شیر اگر بھوک کے مارے مر بھی جائے تو کتے کا جھوٹا نہیں کھایا کرتا۔‘‘ سومنات میں شیخ سعدی ؒ نے لوگوں کو ایک بہت بڑے بت کو پوجتے اور اس سے مرادیں مانگتے دیکھا، آپ بہت حیران ہوئے کہ جاندار بے جان سے مرادیں مانگ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے ایک برہمن سے بات کی آپ اس بے حس و بے جان مورتی پر کیونکر فریفتہ ہیں؟ اور ساتھ ہی اس بات کو نفرت اور حقارت سے دیکھا۔ اس برہمن نے یہ بات پجاری کو بتا دی۔ وہ سب آپ پر حملہ کرنے کے آ گئے۔ آپ نے جان بچانے کے لئے مصلحت سے کام لیا، اور کہا، ’’میں نے کوئی بد اعتقادی کی بات نہیں کی۔ اس مورتی پر فریفتہ تو میں بھی ہوں، لیکن نو وارد ہونے کی وجہ سے اور کہانی کے اسرار نہ جاننے کی وجہ سے میں اس کی حقیقت جاننا

چاہتا تھا تاکہ میں سمجھ بوجھ کر اس بت کی پوجا کروں۔‘‘

اس برہمن نے آپ کو مندر آنے کی دعوت دی اور کہا کہ آج رات مندر آنا، تم پر ساری حقیقت واضح ہو جائے گی۔

شیخ سعدی ؒ کہتے ہیں، ’’میں ساری رات مندر میں رہا۔ وہاں مرد اور عورتیں جمع تھے اور اس بت سے دعا کرانے کے خواہش مند تھے۔ کچھ دیر بعد بت نے ہاتھ اٹھایا اور دعا کی۔ اس برہمن نے مجھ سے کہا، ’’اب تو کوئی شک والی بات نہیں رہی‘‘ میں نے ظاہر داری سے روتے ہوئے کہا، ’’میں سخت شرمندہ ہوں‘‘ اب ان لوگوں کا آپ پر اعتبار بڑھ گیا اور انہوں نے آپ کو مندر آنے کی اجازت دے دی اس طرح آپ عارضی طور پر برہمن بن گئے۔

ایک رات آپ مندر میں اکیلے تھے، آپ نے مندر کا دروازہ بند کر دیا۔ بت کو چاروں طرف سے غور سے دیکھا کہ اس کے اندر ایک برہمن بیٹھا ہوا تھا جو ایک ڈوری کے ذریعے بت کے ہاتھ اوپر نیچے کرتا تھا اسے سب بت کی کرامت قرار دیتے تھے اس برہمن نے آپ کو دیکھا، اور بھید کھل جانے کے خوف سے نکل بھاگا۔ آپ اس کے پیچھے بھاگے۔ آپ کو یہ خوف تھا کہ یہ برہمن انہیں مروا نہ دے۔ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے رہے راستے میں ایک کنواں آیا۔ آپ نے برہمن کو اس کنویں میں دھکا دے دیا، اور خود حجاز چلے آئے۔

شیخ سعدی ؒ کی یوں تو کئی تصانیف ہیں، مثلاً کریما، دیوان غزلیات (تین جلدیں)، مجموعے قطعات و رباعیات، تاریخ عباسیہ، تاریخ بغداد (آٹھ جلدیں)، جزائر افریقہ (چار جلدیں) تصوف میں چند مسائل، وغیرہ، لیکن گلستان و بوستان کو عالمی شہرت ملی۔ دنیا بھر کے دانشوروں نے اپنے سر، سعدی ؒ کی عظمت کے سامنے جھکا دیئے۔ مشرق و مغرب کے بیسیوں مصنفین نے شیخ سعدی ؒ کے حالات زندگی تحریر کیے، اور نظم و نثر دونوں میں اپنے فن کا امام تسلیم کیا۔ آپ کے حالات زندگی جن لوگوں نے تحریر کئے ہیں، ان میں مولانا شبلی نعمانی، مرزا حسرت، براؤن ٹی جانسن اور رضا زادہ شفیق قابل ذکر ہیں۔

ایک بار شیخ سعدی ؒ کسی جنگل سے گزر رہے تھے، انہوں نے ایک نورانی چہرے

والے بزرگ دیکھے، جو ایک بڑے جسیم چیتے پر سوار آرہے تھے۔ فرماتے ہیں، ''میں اس بزرگ کو یوں چیتے پر سوار دیکھ کر کانپنے لگا، اور ایک درخت کے پیچھے چھپنے لگا تو مجھے بزرگ نے آواز دے کر بلایا، اور کہا، ''اس جانور سے مت ڈرو، بلکہ خدا سے ڈرو، کیونکہ اگر انسان خدا کے احکامات کی پابندی کرے تو چیتا بھی اس کے حکم کی بجا آوری کرے گا۔ اور مجھے یہ مقام صرف خدا کی بجا آوری سے حاصل ہوا ہے کہ یہ چیتے شیر وغیرہ میرے حکم کی پیروی کرتے ہیں۔''

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''یہ بات واقعی سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، اور جب یہ مخلوقات میں اشرف و افضل اللہ کا کامل بندہ بن جائے، اور اس کے تمام احکامات پر مکمل طور پر عمل کرنے لگ جائے تو پھر خداوند عالم اس کے سامنے کائنات کی ہر مخلوق کو مسخر کر دے گا۔ انسانوں میں بھی اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، اور حیوان بھی اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں گے، لیکن بندگی کا حق اس طرح ادا ہو، جس طرح ادا کرنے کا حکم ہے، پھر یہ خوبیاں اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔''

ایک بزرگ کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا عناد تھا۔ وہ ان کی بزرگی اور شہرت سے بہت نالاں تھے۔ ایک رات اس بزرگ نے خواب دیکھا کہ آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے گئے ہیں، اور تمام حور و ملائکہ نور کے طبق لے کر زمین پر نازل ہو رہے ہیں۔ بزرگ نے ان حوروں اور فرشتوں سے پوچھا، ''یہ کیا ماجرا ہے۔ نور کے خوان کس سلسلے میں اتارے جا رہے ہیں؟'' جواب ملا، ''شیخ سعدی شیرازی نے ایک بیت کہی ہے، جو اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی ہے۔ نورانی طبع کا نزول اس سلسلے میں ہو رہا ہے۔''

پوچھا، ''کونسی بیت؟''

فرشتوں نے کہا، ''وہ مقبولِ الٰہی بیت ہے''

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفترے است معرفت کردگار

جب بزرگ کی آنکھ کھلی تو سٹپٹائے۔ پیشانی عرقِ ندامت سے تر تھی۔ دل خوفِ خدا

سے کانپ رہا تھا۔ اسی کیفیت میں وہ گھر سے نکلے، اور سیدھے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے درِ عظمت پر جا پہنچے، اور دل میں خیال کیا، ''شیخ کو دربارِ الٰہی میں ان کی مقبولیت کا مژدہ سناؤں گا۔'' مگر شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جا کر وہ بزرگ حیران رہ گئے کہ وہاں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ چراغ روشن کیے، اپنے مصلّے پر بیٹھے، جھوم جھوم کر مذکورہ بالا شعر پڑھ رہے تھے۔ انہیں ان بزرگ کے آنے کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ وہ بزرگ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے بغیر واپس آ گئے، بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر استغفار کی، اور آئندہ شیخ سعدی سے بغض سے توبہ کر لی۔ اس بیت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی زیارت سے مشرف فرمایا تھا۔ راقم

جب یہ رباعی کہی تھی اس وقت بھی حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت اور انعامات سے نوازا تھا۔

بلغ العلےٰ بکمالہٖ   کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ   صلوا علیہ وآلہٖ......

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کی تھیں۔ ایک شادی حلب کے ایک رئیس کی صاحبزادی سے کی، مگر ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ دوسری شادی صفا (یمن) میں کی۔ دوسری بیوی کے بطن سے اولاد تو پیدا ہوئی لیکن ایامِ طفولیت میں ہی وفات پا گئی۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک حجرہ بنوایا۔ دن رات آپ وہیں رہا کرتے تھے۔ بادشاہ و امراء اور دیگر لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بقدر ظرف فیض یاب ہوتے تھے۔ 291ھ میں آپ نے اسی حجرے میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا مزار دل کشا سے کچھ فاصلے پر دامن کوہ میں ایک بڑی عمارت ہے، اس مقام کو سعدیہ کہتے ہیں۔ اہل شیراز ہفتے میں ایک مرتبہ آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے سعدیہ ضرور جاتے ہیں۔

(روزنامہ سنڈے ایکسپریس 23 اپریل 2006ء)

⑯ حضرت حاجی امداد حسین رحمۃ اللہ علیہ

ولادت 3 جنوری 1828ء بمقام نانوتہ ضلع سانپور، والدہ ولی اللہ، ایک دن خواب میں حضور سرورِ کونین ﷺ کے دربار میں حاضر تھے۔ دادا جان رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ پکڑ کر دربار اقدس میں لے گئے۔ یا رحمۃ اللعالمین ﷺ اسے آپ کے دربار میں پیش کر دیا ہے۔ اس کی بہتری کے لئے ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ایک اور شخص کے حوالے کر دیا۔ ظاہری علوم حاصل کئے۔ چنانچہ اُن بزرگ میاں نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوگئی جن کے حوالے فرمایا گیا تھا۔ ان سے تربیت وغیرہ حاصل کی۔ پھر زیارت النبی ﷺ سے شرف یاب ہوئے۔ فرمایا: یہاں کیوں نہیں آتا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً روانہ ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز کے نواسے شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی۔ پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ اور پھر ہندوستان واپس آ گئے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب زیر مطالعہ لائے خدمتِ دین ومخلوق میں لگے رہے، انگریز کے خلاف مع رفقاء جہاد کرتے رہے، 50 سال عمر تک مجرد رہے۔ پھر شادی جیسی سنت پر بھی عمل کیا۔ خدیجہ بنت شفاعت رام پوری سے نکاح کیا۔ 84 سال 3 ماہ 2 دن عمر پائی۔ 12 جمادی الآخر 1317ھ بروز شنبہ فجر کے وقت میں وفات اور جنت المعلا میں دفن ہوئے (ماخوذ تلخیص، سنڈے ایکسپریس 3 جولائی 2005ء)

⑰ ماہِ چشت خواجہ محمد علیہ الرحمتہ

رب العزت کے خاص مخلص بندوں میں سے تھے۔ جو سیدنا خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے 215 برس قبل ایران کے ایک قصبہ چشت میں خواجہ ابواحمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے، دادا جان قرسناقہ کے بادشاہ تھے، خواجہ ابواحمد نے فقیری کو ترجیح دی، والدین دونوں کو رب العزت نے بیٹے کی ولادت کی بشارت دی، دوران حمل پیٹ سے کلمہ شریف کی آوازیں آتیں، 9 محرم کو ولادت: حضور سید الاولین والآخرین ﷺ نے فرمایا: ''نام محمد رکھنا'' 10 محرم کو سارا دن بیٹے نے

دودھ نہ پیا، عمر سترہ سال تھی، سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا دور تھا، آپ بھی ان کے ہمراہ سومنات کے لئے جہاد پر روانہ ہوئے، ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمتہ کا خرقہ بھی ان کے پاس تھا، فتح ہوئی، پھر واپس چشت چلے گئے، والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے خوب فیوض وبرکات حاصل کئے، روحانی منازل طے کیں، عظیم مقام پایا، والد صاحب وصال فرما گئے۔ خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 80 برس سے زائد تھی۔ زندگی میں صرف تین خلفاء بنائے۔ 4 ربیع الثانی 411ھ کو وصال مزار چشت میں مرجع خلائق (تلخیص روزنامہ سنڈے ایکسپریس 29 اکتوبر 2006)

⑱ حضرت شاہ بلاول رحمۃ اللہ علیہ

ہمایوں بادشاہ پانچ سال کی جلاوطنی کے بعد دوبارہ ہند میں آیا تو ایران اور افغانستان کے بہت سے خاندان بھی اس کے ساتھ آئے۔ ہرات کا ایک خاندان لاہور کے قریب شیخوپورہ میں آباد ہوا، سید عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا، نام بلاول، سات سال کی عمر پہ بلاول نماز فجر کے بعد ایک دوست کے ہاں گیا، ماں رو رہی تھی کہ بیٹا مر گیا ہے، بلاول نے کہا: مجھے یقین نہیں کہ مرا ہے، بلاول کے مردہ بیٹے کے پاس جانے سے وہ زندہ ہوگیا۔ حالانکہ تجہیز وتکفین کا بندوبست کیا جارہا تھا۔ بلاول نے علوم بھی حاصل کر لئے، بزرگوں کی خدمت میں بھی جانے لگے، شاہ شمس الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ، خلافت بھی عطا فرمایا، کئی سال شاہ اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پہ رات دن تلاوت میں مشغول رہے، بلاول رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات وبزرگی کا چرچا دہلی تک ہوگیا، شاہ جہاں بادشاہ کا دور تھا، شاہ جہان نے جہانگیر کے مزار پر حفاظ کی فوج بٹھادی تاکہ ختم قرآن شریف کئے جائیں، ان دنوں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بھی مرجع خلائق تھے، شاہ جہان آپ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا حضرت بلاول رضی اللہ عنہ نے، خدمت خلق اور عبادت وخدمت اسلام کے لئے زندگی وقف فرمادی تھی، اخلاق حسنہ کے حامل تھے۔ 28 شعبان 1046 بروز پیر وصال، باغ راجہ دینا ناتھ کے قریب مزار ہے، شاہ بلاول کا بَن کہا جاتا ہے (اس علاقہ کو)

(تلخیص سنڈے ایکسپریس 29 مئی 2005)

۱۹ خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ

1202 تا 1270ھ، 1789 تا 1855ء

خواجہ شاہ غلام علی دہلوی علیہ الرحمتہ کے آخری خلیفہ اعظم غلام محی الدین کے دور میں سکھوں کا راج تھا خواجہ صاحب کا نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ان کے، ایک بزرگ خواجہ عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ تھے، سندھ سے قصور آ گئے، ایک مغل منصب دار وکیل خان کی بیٹی سے نکاح ہوا، ان کے فرزند غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ بڑے بزرگ ہوئے، پیر وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ مصنف ہیر رانجھا اور بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ آپ نے درس کا انتظام اپنے بیٹے خواجہ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کیا اور خود پشاور ہجرت فرما گئے وہیں دو سال بعد وفات پائی۔ 7، 8 سال بعد لاش مبارک قصور لائی گئی، سکھوں نے خزانہ سمجھ کر تابوت کو کاٹنا چاہا تو دیکھ کر حیران ہوئے کہ آپ کی زخمی ٹانگ سے تازہ خون بہہ رہا تھا۔ قصور کے بڑے قبرستان میں تدفین کی گئی، خواجہ غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی واحد اولاد خواجہ غلام محی الدین تھے، پرورش مولانا شیخ محمد قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے کی، تعلیم کی تکمیل کے بعد بریلی شریف گئے، پھر دہلی آ گئے اور خواجہ غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، چچا جان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے، دعا فرمائی "الٰہی جو فیض غوث الاعظم کو وراثتاً، عطاءً و کسباً پہنچا ہے سب ان کو عطا فرما" تین چار ماہ میں صاحب کمال بنا دیا، اجازت و خلافت ملی۔ کمالات روحانی عطا فرمائے، قصور واپس آ کر مسند ارشاد پر جلوہ افگن ہوئے، طریقہ عالیہ مجددیہ کی اشاعت میں شب و روز لگ گئے۔

اقوال زریں:

1۔ علمائے سو کے وعظ میں شرکت نہ کرنا، فرنگی حکام سے نفرت کرنا، قرآن شریف کی تلاوت کرنا، بے شمار کرامات و تصرفات آپ سے ظاہر ہوئے (کتاب ہذا میں 23 کا بیان ہے) حلیہ، لباس، عادات بمطابق سنتِ مطہرہ، بے شمار کتب لکھیں، شاعر بھی تھے۔

جانشین:

خواجہ ثانی عبدالرسول رحمۃ اللہ علیہ سید غوث رحمۃ اللہ علیہ، سید نذیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سید شبیر احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ،

۲۰ حضرت غلام نبی للٰہی رحمۃ اللہ علیہ

1234ھ تا 1356ھ (للہ قصبہ کوہستان نمک اور دریائے جہلم کے درمیان تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم (للہ انٹر چینج) خواجہ غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی کمالات حاصل کیئے، غلام نبی للٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت غلام مرتضیٰ بیربل شریف والے بہت ہی مشہور بزرگ ہوئے ہیں، انہی کے نُورِ نظر حافظ دوست محمد للٰہی رحمۃ اللہ علیہ تھے، اور دیگر کئی حضرات بھی آپ کے طفیل معرفت و ریاضت کے شاہکار بن گئے، جن میں سے رابع حافظ محمد مقبول الرسول للٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ صاحبزادے تھے: محمد مطلوب الرسول صاحب سجادہِ نشین صاحبزادہ محمد مقصود الرسول، دوسرے بیٹے خوشاب سے 1949ء میں میٹرک پاس کیا۔ 1955 میں L.L.B کی سند لی۔ تیسرے بیٹے محمد صبغۃ اللہ صاحب، چوتھے لختِ جگر ڈاکٹر حجۃ اللہ صاحب (1937 میں ولادت، 1996ء میں ریٹائرمنٹ لی، پانچویں صاحبزادے انوار احمد صاحب۔

۲۱ رابع الثانی حافظ محبوب الرسول رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے

مصنف کتاب "تاریخ مشائخ نقش بندیہ" محمد عبدالرسول صاحب: رابع ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے، ملازمت کا آغاز نومبر 1952 سے گورنمنٹ کالج سرگودھا سے کیا، آخر پر بطور پرنسپل آرمی پبلک کالج سرگودھا 31-03-97 تک رہے (کنڈیکٹ پر) چیرمین تعلیمی بورڈ سرگودھا 1-09-89 تا 31-05-92 بھی رہے، بے شمار کتب لکھیں، تاریخ اسلام، پاک ہند کی اسلامی تاریخ تحریک پاکستان، تحریک پاک و ہند، تاریخ مشائخ نقشبندیہ بطور شریک مصنف بھی رہے، اعلیٰ ترین اداروں میں انتظامی شعبوں پر بھی کام کیا، ریونیو آفیسرز کالونی سرگودھا میں قیام پزیر ہیں۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی رب العزت نے عطا فرمائی۔ بڑا بیٹا میجر صاحبزادہ محمد وسیم الرسول آرمی ویلفیر ٹرسٹ ایڈمن آفیسر ہے، دوسرا بیٹا صاحبزادہ محمد سلیم الرسول ایم۔ اے فیڈرل کالج اسلام آباد میں انگریزی کے پروفیسر ہیں، تیسرے بیٹے صاحبزادہ محمد شمیم الرسول ایم۔ اے

آرمی پبلک کالج سرگودھا میں ہیں۔ جناب محمد وسیم الرسول صاحب نے اعلیٰ حضرت ویلفیر سوسائٹی قائم کی ہے۔ رفاہی کام شروع کر رکھے ہیں۔ ماخوذ مفہوم "تاریخ مشائخ نقشبندیہ" از حضرت پروفیسر صاحبزادہ محمد عبدالرسول للّٰہی صاحب دامت برکاتھم العالیہ، حضرت صاحب نے آخر پر یہ شعر لکھا اور راقم کمترین بھی اسی پر ختم کرتا ہے۔

مگر صاحب دِلے روزے برحمت
کند برحال ایں مسکیں دعائے

(۲۲) حضرت شیخ محمد طاہر بندگی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ ہیں، پہلے لاہور کی ولایت سے ہم کنار ہوئے، پھر ان کے وصال کے بعد حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے حضور رہ کر سلسلہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ کی اجازت و تلقین حاصل کی، شیخ عبدالاحد کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی رہے۔ ولادت بچپن اور تعلیم کے بارے میں مختلف روایات ہیں، وصال 1040 بعمر 56 سال ہی بیان کیا ہے، تاریخ وصال میں بھی اختلاف ہے، نام شیخ محمد طاہر یا شیخ طاہر یا شاہ طاہر بھی لکھا ہے۔ کاشفات عینیہ مجددیہ میں وہ خلافت نامہ بھی شامل ہے جو حضرت شیخ مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا تھا۔ بہرحال نام شیخ محمد طاہر ہی تھا۔ بندگی کا لقب شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا۔ شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ ہند تشریف لائے، اور حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کوئی ایسا شخص جو علم سے آراستہ ہو ہمارے پاس بھیج دو، تاکہ ہم قصیدہ بردہ کے الفاظ درست کر لیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ طاہر بندگی کو روانہ فرما دیا۔ جو وقت کے ممتاز اور بے نظیر علم و فضیلت والے تھے، ایک روز قصیدہ بردہ خود لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا (شیخ بندگی نے) شاہ صاحب نے پہلا شعر غلط پڑھا آپ نے اصلاح کرنی چاہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ اسی طرح درست ہے، بہت جلال میں آگئے شیخ طاہر تین دن تک بے ہوش رہے، آخر شاہ صاحب نے اپنا دست مبارک ان کے چہرے پر پھیرا تو ہوش میں آئے، اور بغیر اجازت سرہند شریف کی طرف روانہ ہوئے، تین دن چلتے رہے مگر حدودِ کیتھل ہی میں رہے، چوتھے روز شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود الہام فرمایا "اے

طاہر بددلی مکن، واپس مڑے، شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ قادریہ میں داخل فرما کر لاہور کی قطبیت سے نوازا، اور حضور مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا ان پر خاصی توجہ رکھیں۔ آپ علوم ظاہری میں یکتائے روزگار تھے، لاہور میں محلہ شیخ اسحٰق (چونا منڈی) اور موتی بازار میں ٹھہرے، خطہ میانی کے رئیس حافظ جان محمد تھے، حافظ صاحب آپ کو میانی صاحب لے آئے، کتاب حدیث، تفسیر خود لکھتے اور فروخت کرتے، بیت الخلاؤں کی صفائی خود فرماتے۔ حضرت مجدّد الف ثانی علیہ الرحمتہ نے آپ کو "العالم، العامل، الفاضل الکامل الشیخ محمد طاہر" سے یاد فرمایا ہے، خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کے لئے آپ کو مقرر فرمایا تھا، اس درس و تدریس کے دوران ایک واقعہ ابتلا رونما ہوا، جس کے بارے میں راقم نے اپنی کتاب "ذکر خیر 4 امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ" میں تفصیلاً عرض کیا ہے۔ یہاں پر صرف اسی پر اکتفا کی جاتی ہے کہ بعض تذکرہ نویسوں نے گل افشانیاں کی ہیں، جو کہ سراسر غلط ہیں۔ (متعلقہ کسی ہندو عورت سے عشق کے بارے میں) سب سے پہلی کتاب زبدۃ المقامات میں بھی یہ ذکر نہیں، عشق مجازی کا ذکر کہیں نہیں، بلکہ ان کتب میں لفظ شفقی کا استعمال ہوا ہے جسے حضور مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی پاور سے مولا کریم کی بارگاہ میں التجا کر کے مٹوا دیا، تحقیقات چشتی اور خزینۃ الاصفیاء میں پہلی مرتبہ عشق مجازی کی داستان کو طراز بنایا گیا ہے جو کہ سراسر غلط ہے، اس طرح تو عظیم ترین بزرگوں حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ سکندر کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت پر بھی حرف آتا ہے یہ کتب پہلی کتب کے بعد لکھی گئیں۔

حضرت طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ زہد و تقویٰ، ریاضت، مجاہدہ، عبادت، میں بدرجہ اتم مقام رکھتے تھے، اخلاق حسنہ کے حامل تھے، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آپ کو خلعت خاص عطا فرمایا تھا، خوارق عادات بھی ظہور میں آتی رہیں، وصال: 20-08-/05/20 محرم 1040ھ بروز جمعرات، آپ کے مزار اور مدرسہ کے آس پاس محلہ میانی آباد ہو گیا، سکھوں نے اس محلے کو لوٹا اور کئی علمی خانے برباد کر دیئے، آگ لگا کر جلا دیئے، محلہ کی ویرانی کے بعد اس جگہ قبرستان بن گیا، مزار مرجع خواص و عوام ہے ہر وقت انوارات کی بارش اہل نظر دیکھ سکتے ہیں، اور برکات کا حصول عوام کر سکتے ہیں، آپ کی توجہ باطنی سے ہزاروں اصحاب بہرہ ور ہو کر مقامات عالیہ پر فائز ہوئے، شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

۲۳ حضرت سید فاضل الدین گیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

بانی سلسلہ قادریہ فاضلیہ

نام محمد فاضل، لقب فاضل الدین، پیدائش 1070ھ بمقام چک قاضی تحصیل شکر گڑھ سیالکوٹ، والد ماجد ابوالحسن سید عنایت اللہ، عدلیہ کے بلند عہدے پر فائز، دور شاہ جہان اور اورنگ زیب میں کشمیر، کابل، دہلی میں چیف جسٹس رہے، آپ کے سات بیٹے تھے، جن میں سے محمد فاضل بہت مشہور ہوئے، محمد فاضل کی اپنی تصنیف نخبۃ الاخیار ج 1 بزبان فارسی کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری نیو کیمپس ذخیرہ آذر میں موجود ہے، شجرہ نسب وہی ہے جو دربار فاضلیہ قادریہ بٹالہ شریف فاضلیہ کالونی فیروز پور روڈ لاہور سے شائع شدہ ہے، شجرہ نسب والد کی طرف سے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ والدہ ماجدہ کی طرف سے سیدہ فاطمہ زہرا بتول رضی اللہ عنہا تک۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ذکر فرمایا ہے، محدث، شارح مشکوٰۃ ملا علی قاری نے بھی لکھا ہے، آغا سید بدیع الدین شہید اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ پہلے بزرگ ہیں جو ہندوستان میں آئے، (ہمایوں کے عہد میں) ان کی اولاد سے کئی صاحبانِ بلند پایہ پیدا ہوئے، انہی کی اولاد سے جناب سید محمد فاضل الدین ہوئے، تعلیم و تربیت سیالکوٹ اور لاہور کی درس گاہوں سے لی۔

شیخ ابومحمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جو کہ شیخ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند خلافت پر تھے ایک شب خواب میں جناب ابوالفرح فاضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور بیعت کے لئے شیخ محمد افضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرنے کا فرمایا، چنانچہ ان سے بیعت ہوئے، صاحب کمال بنکر سلسلہ فاضلیہ کی بنیاد ڈالی، جب کہ تلاوت کے دوران جناب غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی یہ رویت عینی تھی، آپ کی زبان پر یا شیخ عبدالقادر شیأ اللہ کا ورد جاری ہوا، سلسلہ قادریہ فاضلیہ کا نظام عطا فرمایا گیا، خانقاہ قادریہ فاضلیہ کا قیام عمل میں لایا گیا، (شہر بٹالہ شریف کے باہر) مسجد اور مدرسہ تعمیر کرائے گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اچھے اخلاق و عادات و کرامات کا مظہر تھے، آپ کی کتب الہامی ہیں،

بزبان عربی، فارسی، تعداد تقریباً 100 چند ایک کے نام۔

1۔ بیان الاسرار بزبان عربی:

یہ قصیدہ غوثیہ کی عدیم المثال شرح ہے، عظیم عارفین نے اِسے پسند فرمایا ہے، پروفیسر سید محمد مظہر احمد کبیر صاحب نے بیان الاسرار پر ایک خوبصورت مقالہ تحریر فرمایا ہے۔ جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں غیر مطبوعہ موجود ہے۔ ہر باب کی ابتداء اس طرح ہے۔ یا اللہ، یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یا غوث رحمۃ اللہ علیہ

2۔ خیرات القادر: (عربی) درود و سلام پر مبنی 220 صفحات

3۔ کنوز القادر (عربی) اور اوراد الاسبوع عربی کی شرح بزبان فارسی

4۔ گلزار قادریہ، قلمی نسخہ، لائبریری نیو کیمپس لاہور میں موجود ہے۔

5۔ لمحات القادریہ، بزبان فارسی، تین جلدیں، بابت احوال غوث اعظم علیہ الرحمۃ

6۔ نخبۃ الاخیار، قلمی نسخہ، ذخیرہ آذر پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہے۔

7۔ فتوح القادر، فارسی، اشغال قادریہ، مراقبات کا بیان

دیگر بے شمار تصانیف، ادب کی بھی خدمت کی۔ شاعری بھی کی۔

عرش اور فرش پر دیکھوں جو محبوب رب کا
تمامی دین دنیا موں محمد ہے محمد ہے
تمام اوراق ہستی ہی پڑھے ہیں جان و دل سوں میں
خدا کے سر کا دفتر محمد ہے محمد ہے
ہو یا ہے جان و تن میرا ستارا نُور روشن کا
کئی ظلمات جاسوں سب محمد ہے محمد ہے
احمد احمد تمہیں دیکھو کرم سیں جب نوازا ہے
خدا کے فیض کا مظہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے

پنجابی کلام نمونہ:

ہرگز رب نہ ملیا تہناں نوں جہناں ترٹی چوڑ نہ کیتی
جو پاکی بن درد ماہی دے سو پاکی جان پلیتی

دیگر

نائیں میرا چُھٹ تم کوئی اُنظر بحالی یا نبی
ہے رَین دن غفلت میری............
فاضل پکارے رَین اِشفع شفیع المذنبین
فریاد کرتا ہر گھڑی انظر بحالی یا نبی

آپ کا کتب خانہ جل گیا، یہ عظیم سانحہ ہوا، سکھوں کے ظلم وستم کی نظر ہوا، کتب خانہ لوٹ لیا اور کچھ جلادیا۔

ارشاداتِ فاضلی:

اکثر اسرار مجھے میرے رب نے مجھ پر الہام فرمائے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کی متابعت ظاہرا اور باطن دونوں طرح ہو، شریعت کا لحاظ رکھا جائے، شریعت ہی خباثت، سے پاک کرنے والی ہے، خدائی حدود سے تجاوز کرنے والا فاسق ہے۔ حدیث "جس نے میری سنت کو چھوڑ دیا اسے میری شفاعت نصیب نہ ہوگی" مرید اپنے شیخ کے حکم کے تابع رہے۔ ہزاروں ارشادات ہیں افسوس کہ بندہ نقل نہ کرسکا۔ وصال 7 ذی الحجہ 1151ھ، بمقام بٹالہ شریف ضلع گورداسپور وہیں مزار شریف ہے بے شمار خلفاء چھوڑے۔

(۲۴) ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

والد ماجد: شمس الدین، تاریخ پیدائش 989ھ یا 968 سال وفات 21 رمضان شریف 1068ھ

خداداد لیاقت اور علم وفضل سے مالا مال، امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ الصمد کے ہم سبق، مولانا کمال الدین کشمیری متوفی 1017ھ سے علوم حاصل کئے، سعد اللہ خان پرائم منسٹر شاہجہان بادشاہ بھی مولانا کے شاگرد تھے۔ لاہور کی ایک مسجد (نیویں مسجد) میں بھی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ درس لیا تھا، یہاں بھی ملا عبدالحکیم اور سعد اللہ خان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس رہے۔

1021ھ کے دوران ملا عبدالحکیم کو کسی ذریعہ سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقالہ ملا جو حقائق و معارف سے لبریز تھا، پڑھ کر بہت متاثر ہوئے، ایک عریضہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا جس کے لفظ لفظ سے آپ کی عقیدت مندی ظاہر تھی "امام ربانی، محبوب سبحانی، مجدد الف ثانی" کے الفاظ سے مخاطب فرمایا تھا، یہ خطاب اس قدر مشہور ہوا کہ دوسرے خطابات قیوم اوّل، خزینہ رحمت سے زیادہ شہرت یافتہ ہوگیا، اور پھر حضرت سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے معتقد ہوئے کہ 1023ھ میں سرہند شریف حاضر ہوئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر آپ نے مجدد الف ثانی کے "مجدد الف ثانی" ہونے کے اثبات میں ایک رسالہ بھی لکھا، جس کا نام "دلائل التجدید" رکھا (اردو معارف اسلامیہ جلد 12) حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی بہت قدر کرتے تھے، اور آفتابِ پنجاب کے لقب سے نواز تھا۔

عہدِ اکبری میں لاہور میں سرکاری ملازمت بھی کی، کافی عرصہ درس و تدریس میں رہے "فاضل لاہوری" کے لقب سے شہرت حاصل ہوگئی، جہانگیر بادشاہ نے آپ کو ایک جاگیر بھی عطا کی تھی، شاہ جہان کے ابتدائی دور میں اکبر آباد کے سرکاری سکول میں اوّل مدرس بھی رہے، شاہی دربار تک بھی رسائی ہوگئی، شہزادوں کو بھی تعلیم دیتے رہے، ملک العلماء کا خطاب پایا، شاہ جہان نے دو مرتبہ چاندی تلوا کر ان کے وزن کے برابر چھ چھ ہزار نقد دیا۔

اولاد:

اوائل میں آپ نے حضرت نوشہ قادری ؒ سے بھی فیض حاصل کیا تھا، ایک بیٹے مولانا عبداللہ علم وعمل میں بے مثال تھے، بوجہ اخلاق کریمانہ امام امت کہلائے، بے شمار کتب کے مولانا عبداللہ مصنف بھی تھے۔ اورنگ زیب ؒ نے ان پر بہت نوازشات کیں

تلامذہ:

حضرت سیالکوٹی ؒ کے سینکڑوں شاگرد تھے، مولانا عبدالرحیم سنبھلی ؒ بہت مشہور ہوئے، مرادآباد میں قاضی رہے دوسرے شاگرد سید اسمٰعیل بلگرامی بہت مشہور، غلام علی آزاد نے ان دونوں کا ذکر لکھا ہے۔

ملا عبدالحکیم سیالکوٹی ؒ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع اور نامور عالم تھے۔ شہرت قسطنطنیہ تک تھی، کشف الظنون میں ان کی تصانیف کا ذکر ہے، بے شمار بزرگوں، عالموں، ادیبوں نے ان کے بارے میں بہت اچھے تاثرات لکھے ہیں

زبدۃ المقامات میں بھی مولانا محمد ہاشم مجددی ؒ نے ذکر جمیل لکھا ہے۔

حضور امام ربانی ؒ کا ارشاد: اس وقت دیارِ ہند میں کوئی ان کا ثانی نہیں ہے۔ روضہ قیومیہ میں بھی ان کا خوبصورت تذکرہ ہے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی ؒ علمائے وقت کے بادشاہ اور تصانیف عالیہ کے مالک تھے۔ غلام علی آزاد بلگرامی: علامہ زمانے بھر میں افتخار کا باعث ہیں۔

تصانیف:

حواشی تفسیر بیضاوی، فقہ علم کلام، منطق، فلسفہ میں بھی کتب بہت مشہور ہیں، صرف ونحو ومعانی سے متعلقہ بھی کتب ہیں۔ ایسی بے شمار بلند پایہ کتب بھی تھیں جو شائع نہ ہوسکیں، اور اب ان کا وجود بھی نہیں ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن امرتسری: ''مجھے عراق، شام، استنبول کی متعدد درسگاہوں میں ان کی تصانیف داخل در درس دیکھنے کا موقعہ ملا'' آپ بلاشبہ بحرِ علوم وفضل کے غواص تھے۔ تصانیف کی تفصیل ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف مئی 2001 میں ہے اسی رسالہ سے آپ ؒ کا ذکر جمیل لیا گیا ہے۔

(۲۵) حضرت سعید بن سلام علیہ الرحمتہ

جہاں بانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بانی
جگر خوں ہو تو چشمِ دل میں ہوتی ہے نظر پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(لاہوری درویش علامہ اقبال ؒ)

جناب سعید بن سلام ؒ کی تربیت خضر علیہ السلام نے کی تھی، آپ ؒ مراکش کے علوم و معارف کے مرکز خوب صورت شہر الاضام کے مدرسہ الفرقان سے فارغ التحصیل تھے۔ علامہ عبداللہ عامری ؒ جیسے قابل استاد اور روحانی مربی کی شاگردی میں آپ نے علمی منازل طے کیں۔

جس روز الفرقان میں سالانہ جلسہ تقسیم اسناد ہو رہا تھا، لوگوں کا بہت ہجوم تھا، جب سعید بن سلام ؒ کو سند کے لئے پکارا گیا، آپ ؒ اپنی نشست سے اٹھے، لوگوں نے دیکھا اہل جلسہ پر انوارات کی بارش ہونے لگی ہے، مسحور کن خوشبو سے حاضرین کے دل ودماغ معطر ہو گئے۔ شام کا وقت تھا ہر طرف نور ہی نور تھا۔ سعید ؒ کا بھید کھلتا دیکھ کر استاد گرامی عامری ؒ نے نعرہ صلوٰۃ لگایا۔ فضا میں درود وسلام کی صدا بلند ہونے لگی، سند کی وصولی کے لئے سعید ؒ نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا ایک غیبی ہاتھ نے سند اٹھا کر ان کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اہل جلسہ نے بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام کے نعرے بلند کئے۔ علامہ عامری ؒ نے سعید ؒ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا حضور سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تمہیں سند عطا فرما کر تمہارے علم کی توثیق فرما دی۔

بعد از نماز عشاء علامہ عامری ؒ نے فرمایا ''اب باطنی علوم کی طرف توجہ دو ''ریاضت، مجاہدات، اور عبادات پر کمر باندھ لو'' فرمایا: ''باطنی علوم کے لئے ویرانوں میں جانا پڑے گا'' جناب سعید ؒ بغیر سامان کے ایک نخلستان میں پہنچے، وہیں آپ ؒ اسرار وانوارات

سے نوازے گئے۔ خضر علیہ السلام نے تربیت فرمائی، صاحب کرامت بھی بن گئے، ڈاکوؤں کے ساتھ واسطہ پڑا، ڈاکوؤں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا۔ مزید مجاہدات سے تمام حجابات دور ہو گئے۔ تجلی حق کا نزول ہوا۔ چار سال تک عالم سکرت و استغراق میں رہے۔

ایک بار انگور کھانے کی تمنا ہوئی، کنکریاں منہ میں ڈالیں، اللہ تعالیٰ نے کنکریوں کو انگور بنا دیا۔ مراکش میں ایک دن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا علامہ عامری رحمۃ اللہ علیہ عالم نزع میں ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ کو سخت علیل دیکھ کر صحت یابی کی دعا کی۔ علامہ رحمۃ اللہ علیہ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا "سعید! ہم نے تم کو خدا سے ملایا اور جب ہماری باری آئی تو تم دعا کے ذریعے ہمیں دیدار خدا سے محروم کرنا چاہتے ہو"۔ بے شمار باطل پرست جناب سعید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے۔ جناب سعید رحمۃ اللہ علیہ دن بھر حرم پاک کی خدمت کرتے اور رات بھر ریاضت میں مشغول رہتے رہے۔

ایک عجیب واقعہ اور کرامت:

ایک مرتبہ جناب سعید بن سلام رحمۃ اللہ علیہ مراکش سے حج کی غرض سے بیت اللہ میں حاضر تھے۔ ایدمیر کا ایک نوجوان حسن نامی غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگ رہا تھا "اے اللہ! میرے والد کو جادو کے اثر سے نجات دے"۔ جناب سعید رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ حسن نے کہا: "میرے والد کے جسم پر سے زامبے نام کے جادوگر نے کالے جادو کے ذریعے کھال اتار دی ہے۔ وہ سخت اذیت میں ہے جسم سے بدبو آتی ہے۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے اپنے ساتھ لے چلو، تیز رفتار اونٹنی پر دونوں (سعید رحمۃ اللہ علیہ اور حسن) سوار ہو کر چل دیئے۔ حسن نے بتایا کہ میرے والد ہاتھی دانت کے بڑے تاجر اور مبلغ اسلام تھے۔ کئی غیر مسلم قبائل نے اسلام قبول کیا۔ اس لئے غیر مسلموں کی کوشش سے زامبے جادوگر نے ان کے جسم سے کھال کھینچ لی۔ یہ جادوگر چھ ماہ غار میں بند رہتا ہے۔ تین ماہ چلے کرتا ہے، دو ماہ عوام کے مسائل سنتا ہے، ایک ماہ آرام کرتا ہے۔ سفر کے دوران ایک تیز رفتار سانڈنی سوار آیا اور آگے نکل گیا، حسن بھی ساتھ جا ملے، دونوں میں نزاع شروع ہوا، سعید رحمۃ اللہ علیہ اونٹنی، سانڈنی اور تلواریں لے کر نظروں سے اوجھل ہو گئے، پھر

نمودار ہوئے، سعید رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر حسن نے اونٹنی سانڈنی سوار کو دے دی۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "آنکھیں بند کرو"، پھر فرمایا "کھولو"، حسن حیران ہوا آنکھیں کھولنے پر وہ اپنے گھر کے سامنے تھا، سعید رحمۃ اللہ علیہ گھر میں داخل ہوئے، حسن نے اپنے والد کو بالکل صحت یاب پایا۔ والد کا نام حمزہ تھا۔ ہوا یوں کہ سعید رحمۃ اللہ علیہ ایک کمرے میں بند ہوئے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوئے، رب کریم نے سارا معاملہ القاء فرما دیا۔ باطنی روحانی طور پر اس غار میں پہنچے جہاں جادوگر زامبے غار میں بند تھا، اللہ کا نام لے کر سعید رحمۃ اللہ علیہ نے غار کے منہ سے چٹان ہٹا لی۔ زامبے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر دہکتی ہوئی آگ پھینکی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ زامبے اڑ کر کسی دوسری طرف نکلا۔ سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا تعاقب کیا۔ زامبے نے تاریکی پھیلا دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نور حق سے تاریکی دور فرمائی۔ بالآخر زامبے قدموں میں گرا اور تائب ہوا، کلمہ طیبہ پڑھا، سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا ابھی چل کر حمزہ کے جسم پر کھال چڑھاؤ۔ زامبے نے تعمیل کی۔ حمزہ تندرست ہوا۔ انہیں دودھ اور شہد پلایا گیا۔ حمزہ نے سعید رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی۔

حسب معمول پھر تبلیغ کا کام شروع کیا۔ احیائے دین کا آغاز ہوا۔ ایدمیر کی پوری آبادی مسلمان ہو گئی۔ حمزہ، حسن، زامبے (عبدالرحمٰن) تبلیغی مشن پر لگ گئے تھے۔ تائب جادوگروں کی تربیت سعید رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمائی۔ سارا علاقہ سراپا ہدایت بن گیا۔ سعید بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وفد سائیلٹ کے آمر جشی حاکم کے پاس برائے تبلیغ بھیجا۔ حاکم نے جنگ کرنے کا ارادہ کیا، سعید رحمۃ اللہ علیہ نے نومسلموں پر مشتمل افواج بھیج دیں، مگر جنگ سے پہلے ہی تمام لوگ مسلمان ہو گئے، مالیہ کی فوج نے بھی بری طرح شکست کھائی اور مسلمان ہو گئی۔ وہاں سعید رحمۃ اللہ علیہ نے سارے علاقہ پر حسن کو امیر مقرر فرمایا اور خود ہمیشہ کے لئے حرم پاک کی خدمت پر مامور ہو گئے۔

(سنڈے ایکسپریس اپریل 8-2008ء)

۲۶ حضرت مخدوم سید رکن الدین ہاشمی علیہ الرحمتہ

ولادت 3 جمادی الثانی 1038ھ بروز جمعرات بوقت فجر، بمقام محی الدین غازی پور تحصیل وسوہہ ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب۔

حسب ونسب: حسنی وہاشمی سید، سلسلۂ نسب 27 واسطوں سے سیّدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ تک۔

جدامجد مخدوم سید صدر الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ، والد ماجد: مخدوم سید ہاشم شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ہروردی رحمۃ اللہ علیہ۔

سید رکن الدین شاہ ہاشمی نقش بندی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جہان کو منور فرمایا۔ آپ کا گاؤں جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اصغر سید محی الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آباد ہوا۔ انہوں نے اہل عرب میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔

مخدوم رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ نے چار سال کی عمر میں قرآن حکیم پڑھ لیا، اور چھ سال کی عمر میں حفظ بھی کرلیا۔ اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر حدیث فقہ اور دیگر علوم حاصل کیے، اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض و برکات حاصل کرنے کے بعد سیّدنا وسیّدی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ العزیز سے بیعت کی جو کہ سیدوسیدی شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ علیہ (گردن نہ جھکی جن کی جہانگیر کے آگے) کے خلیفہ اور فرزند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سرہند شریف میں داخل ہوئے، دربان نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جانے سے روک لیا، اور سید ہونے کا ثبوت مانگا، آپ نے روضہ شریف مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رخ کر کے آواز دی "یا شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ"۔ آواز آئی "یا رکن الدین آلِ نبی ﷺ اولادِ علی رضی اللہ عنہ" دربان نے بھی سُنا اور قدموں میں گر پڑا، آپ آگے حاضر خدمت ہوئے، تو خواجہ قیوم اوّل نے فوراً بیعت فرمالیا، آپ دو سال خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے، اس کے بعد اجازت وخلافت سے رخصت کر دیے گئے، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شہنشاہِ ہند اورنگ زیب عالمگیر کو بھی آپ کی موجودگی میں بیعت فرمایا تھا، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے استدعا پر لکھ کر سند دی کہ تجھے سلطنتِ ہند ملے گی، جناب رکن الدین

ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اورنگ زیب سے بالمشافہ گفتگو کی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "امام العارفین" کے خطاب سے نوازا۔ آپ مسلسل روزے بھی رکھتے۔ عمر بھر کوئی کام خلافِ سنّتِ مطہرہ نہ کیا، زاہد شب بیدار رہے، غار میں کافی دیر سکوت میں رہتے۔ اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قاضی کے عہدے کی پیش کش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ (فرزند خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ) کے ارشاد پر اپنے بیٹے سید معین الدین کے لئے یہ عہدہ قبول کرلیا۔ آپ سلسلہ عالیہ سہروردیہ بزرگوں کے مزارات اوچہ شریف پر حاضری دیتے رہے، ملتان شریف کے اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر بھی حاضری دی، واپسی پر راستے میں خضر علیہ السلام نے نظر کرم سے نوازا۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ خدمت وتبلیغ دین کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک عالم کو اپنے فیضان سے سیراب فرمایا۔ وصال 12 جمادی الثانی 1115ھ، مدفن ومزارِ پُرانوار آپ کے گاؤں ہی میں والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں، انوار و برکات کا مرکز، مرجعِ عوام وخواص۔ (ایکسپریس سنڈے ایڈیشن)

یا اللہ! راقم گنہگار کو بھی مع اہل وعیال نورِ ہدایت سے نواز دے، جملہ امتِ مسلمہ پر اپنا رحم فرما، کیونکہ امت مسلمہ کا حال اب بہت بُرا ہے۔ بدرگاہ رحمۃ للعلمین ﷺ استدعا ہے:

اکبار بطحا سے فلسطین میں آؤ آقا

(احمد ندیم قاسمی)

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

(حالی)

(۲۷) حضرت سید اقبال گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: ابتدائی سطور کی تلاوت سے یقین ہو گیا کہ لکھنے والے ڈاکٹر اعجاز رستم صاحب بلاشبہ انوار و اسرار، اسلامی تصوف، فقر، طریقت کے بہت صحیح معنوں میں ترجمان ہیں۔ اللہ ان کی ذات میں مزید برکات داخل فرمائے۔

سید اقبال حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید سیف الدین عبدالوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ نے شام سے عرب، عراق، ترکستان، سندھ سے آتے ہوئے لاہور میں قیام فرمایا۔ محلہ کوفت گراں لاہور میں قادری سلسلہ کی پہلی مسجد کی بنیاد رکھی، ہر جگہ بے شمار اولیاء کرام سے ملاقاتیں کیں پھر واپس شام گئے اور اپنے آبائی بزرگوں سے ہند میں رہنے کی تمنا ظاہر کی، والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میری زندگی میں میرے پاس رہو پھر جہاں چاہو چلے جانا، بعد ازاں وہ بزرگ خراسان سے ملتان اور پھر حکم خداوندی سے 1482ء میں اچ گیلانیاں میں مقیم ہوئے، گورنر ملتان شاہ حسین لنگاہ اور ہند کے سلطان سکندر خان لودھی ان کے ارادت مندوں میں سے تھے، یہ بزرگ سید محمد غوث اُچی حلبی رحمۃ اللہ علیہ 1517ء میں فوت ہوئے۔ مزار اچ شریف میں ان کی اولاد پورے پاکستان اور کشمیر میں پھیلی ہوئی ہے۔ رب تعالیٰ نے انہیں چار بیٹوں سے نوازا۔ جن میں سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے، ان کی ولادت 862ھ میں ہوئی، 940 ہجری میں وصال، آپ اپنے مریدوں کو قوالی سے منع کرتے، ان سے ہزاروں کرامتیں منسوب ہیں۔ مزار اچ شریف میں آپ کے دو بیٹے سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی نسل ان کے بیٹے محمد غوث المعروف بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ سے چلی، اپنے دادا کے وصال کے بعد بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ ضلع اوکاڑہ میں آ گئے۔ بالا کوٹ کی پہاڑیوں میں عبادت اور مجاہدہ میں رہے۔ اکبر نے ان کی تعمیر کا کام شروع کر دیا تھا۔ آپ لاہور آئے، اور ایک نئے محلہ رسول پورہ کی بنیاد رکھی۔ ان کے ہاں سید جیون شاہ المعروف سید عبدالقادر ثالث کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ گیلانی رزاقی سیدہ تھیں۔ ہر روز انہیں سیدہ فاطمہ زہرا بتول طیبہ طاہر سلام اللہ علیہا کی زیارت ہوتی۔ شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی محلہ رسول

پورہ میں ہے۔ متصل لاہور ہائی کورٹ۔ ان کے بڑے بیٹے سید عبدالوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال جہانگیر کے عہد میں 1628ء میں ہوا۔ ان کی ایک بیٹی سیدہ فاطمہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہا بی بی کلاں کے نام سے مشہور تھیں۔ ان کا محلہ وڈی بی بی دا محلہ کہلاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے شوہر حضرت موج دریا غازی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مذکورہ تمام بزرگوں سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوتی تھیں۔

سید عبدالوہاب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بیٹا سید عبدالرزاق گیلانی المعروف شاہ چراغ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ رب نے دیا تھا۔ مقبرہ شاہ چراغ میں چالیس بزرگ مدفون ہیں۔ آپ کے سات بڑے بیٹے تھے۔ ایک بیٹے سید ابوالفتح حکیم پیر اللہ بخش گیلانی کے گھر ایک بیٹا الحاج پیر سید اقبال حسین 1908 پیدا ہوئے۔ جو میاں جی گیلانی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ چھ بھائی تھے، جنوبی پنجاب کے مختلف علاقوں میں آباد ہوئے اور ہر جگہ اسلام کی شمع روشن فرمائی۔ سید اقبال حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ چیچہ وطنی گئے۔ چک نمبر 315 گ ب کی مسجد اور مدرسہ کے آپ انچارج بنے۔ جائیدادوں اور جاگیروں کو یہ حضرات ٹھوکر مارتے۔ فرقہ پرستی سے بیزار تھے کہ یہ امت مسلمہ کے لئے ناسور ہے۔ بلند پایہ عابد زاہد صابر شاکر اور مجاہد تھے۔ 1979ء میں حج ادا فرمایا۔

فرمودات:

1۔ جو حکومتی اہل کاروں کے قریب ہوا وہ خدا سے دور ہوا۔

2۔ مسافر اور مہمان کے لیے کھلا خرچ کیا کرو۔

3۔ برے کے ساتھ بھی نیکی کیا کرو۔

آخر آپ لاہور پہنچے اور اپنے بزرگوں رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر حاضری دی اور پھر واپس لوٹے 6 شوال 1403ھ 27 جولائی 1952ء کو وصال فرمایا۔

جناب سید اقبال حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر تبلیغ دین میں لگے رہے اور بندگان نے آپ سے نور ہدایت حاصل کیا۔ گاؤں میں مزار مرجع خواص و عوام ہے۔ چک نمبر 315 گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں۔ ٹوبہ اور شورکوٹ کے درمیان چٹیانہ ریلوے سٹیشن کے پاس وصال 1982ء میں۔ سالانہ عرس ہر سال 22 ہاڑھ بکری کو منایا جاتا ہے۔

بابا بس سٹاپ:

آپ ایک بار خانپور کی طرف بس میں جا رہے تھے۔ راستے میں ویران جگہ پر نماز ظہر کا وقت آ گیا۔ آپ کے بار بار کہنے پر بس نہ روکی گئی۔ فرمایا "مجھے اتار کر چلے جاؤ" بس والوں نے ایسا ہی کر دیا۔ تھوڑی دور جا کر بس ایسی خراب ہوئی کوئی نقص بھی نہ تھا مگر آگے بھی نہ چلتی تھی۔ آخر کار بس والوں کو سمجھ آ گئی، واپس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لے گئے۔ اس بس سٹاپ کا نام بابا بس سٹاپ پڑ گیا۔ بس والوں نے معافی بھی مانگی اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا۔

(۲۸) حضرت حاجی بہادر کوہاٹی علیہ الرحمتہ

حضرت حاجی بہادر زبدۂ خاصانِ حق
در شریعت در طریقت از ہمہ بردہ بستی

حضرت سید عبداللہ غزنوی کو حضرت حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ کہا جاتا ہے۔ بلند مقام اولیاء میں سے۔ ذوق وشوق سے عمر بھر دین کی اشاعت کی۔ اسم گرامی سید عبداللہ، والد سید شاہ محمد سلطان رحمۃ اللہ علیہ غزنوی۔ دادا جان سلطان میر مسرور رحمۃ اللہ علیہ۔ ہندوستان کے شہر اکبر آباد میں پیدا ہوئے، دادا جان نے اکبر مغلیہ بادشاہ کے باطل دین کے خلاف پہلا فتویٰ جاری کیا تھا۔ غزنی کے رہنے والے تین عظیم حضرات کا تعلق غزنوی کے محلہ ہجویر سے ہے۔ (سید علی ہجویری ملقب بہ حضرت داتا گنج بخش، فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، تیسرے حضرت عبداللہ المعروف حاجی بہادر کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ) یہ تینوں بت شکن ہیں۔

پتھروں سے بنے ہوئے بتوں کو توڑنا سنتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور سنتِ مطہرہ حضور رسالت مآب ﷺ ہے۔ نفس کے تراشیدہ بتوں کے توڑنے کا فریضہ تمام انبیاء علیہم السلام نے دیا۔ داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کفر کے بتوں کو، حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ نے کفر و شرک کے بتوں سے ماحول کو صاف فرمایا۔ آپ کے پہلے استاد خضر خان رحمۃ اللہ علیہ، پھر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضرت سیدنا و سیدی مجدد

الف ثانی قدس سرہ العزیز سے بیعت ہوئے۔ پہلے معلم خضر خان رحمۃ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جن سے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ چشتیہ سلسلہ میں شاہ بدر الدین المعروف شاہ بلاق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیعت کی تھی۔ پانچ سلسلوں سے فیض یافتہ، مگر مجددی سلسلہ کو عام کرنے کے لئے افغانستان اور ہندوستان جایا کرتے تھے۔ ایک زوجہ قوم رحم علی خیل سے، دوسری اہلیہ بنگش قوم سے، تیسری قوم قوم خوست سے، چوتھی ساداتِ گیلانیہ سے۔ نام بی بی رقیہ تھا۔ بی بی رقیہ رحمۃ اللہ علیہا اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی لے پالک بیٹی تھیں۔

ایک بار حج کے لئے روانہ ہوئے۔ بیت اللہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ واپسی پر درس و تدریس کے لئے کوہاٹ تشریف لے گئے۔ پانچ صاحبزادے تھے۔ جن کی اولاد مختلف علاقوں میں آباد ہے۔ بہادر کا خطاب حضور قاسم نعمائے رب العزت جل جلالہ ﷺ کی طرف سے روضہ شریف پر حاضری کے دوران عنایت فرمایا گیا۔ (یا اللہ! یہاں مجھے رونا آیا۔ تُو دلوں کے بھید جانتا ہے۔ کرم و رحم فرما دے آمین راقم)

شد ملقب از جناب خیر البشر ﷺ
حضرت حاجی بہادر، نام او شہ مشتہر

کوہاٹ میں آپ مرکزی دینی درسگاہ اور مسجد کے قریب دفن ہوئے۔ افغانستان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ جامی کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ لقب بر بنائے کیفیت قلبی ہے۔ یہ القابات و خطابات بھی ہیں۔ غازی، معین الدین، شمس الفقراء

سلسلہ نسب تیس واسطوں سے امام زین العابدین علیہ السلام رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے سلسلہ طریقت حضور خواجہ شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمتہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک۔

روضۃ القیومیہ میں آپ کا ذکر ہے "حالات حاضرہ حاجی بہادر کوہاٹی" از محمد شوکت کے مطابق دارا شکوہ آپ کے شاگرد رہے۔ آپ اعلیٰ پایہ کے ادیب اور مصنف بھی تھے۔ مفتاح الاقائق بینان الحقائق، معارج الولایت، بحر الفراست، مخزن الحائق، گلستان اور بوستان کی شرح بہت مشہور، آپ کے فرزند صوفی سید محمد زمان بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے دنیائے روحانیت میں عظیم مقام

پایا۔کوہاٹ بلی ٹنگ میں آپ کا مزار، پیر صاحب مانکی شریف کے پیر بھائی تھے۔اس دور میں حضرت شاہ عرف زندہ پیر گھمکول کوہاٹ رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ان کے پیشوا پیر صاحب موڑہ شریف تھے۔

خرد دیکھے اگر دل کی نگاہ سے
جہاں روشن ہے نورِ لا اِلٰہ سے

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

صوفی شاعر رحمان بابا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت کوہاٹی بہادر رحمۃ اللہ علیہ سے اکتسابِ فیض کیا۔ بلاشبہ حاجی بہادر اپنے دور کے عظیم ترین عالمِ دین اور روحانی مربی تھے۔بابا رحمان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''منقبت اولیاء'' مشہور ہے۔فارسی میں فرماتے ہیں۔ترجمہ:''میں نے درویشوں کی قوتِ رفتار دیکھی ،ایک قدم فرش پر دوسرا عرش پر ہوتا ہے''۔میرے مرشد خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی ہی قوّت اور حالت تھی ان کی بدولت قبلہ ام خواجہ صدیق احمد شاہ سیدوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی خصائص و کمالات کے مالک تھے۔راقم توکلی،حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا''اگر میں منصور رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوتا وہ پھانسی پر نہ چڑھتے''۔

چند فارسی ارشادات کا ترجمہ یا مفہوم:

1۔ تیرا دل اللہ کی جائے نزول ہے اس لئے جو چیز اللہ کے سوا ہے اس کو دل میں لانے سے پرہیز کر۔

2۔ اپنے نفس اور شیطان سے جنگ کرنا لازم ہے۔

3۔ اگر تم محبوبِ حق کو پہچانتے ہو تو اپنے والدین کا ادب کرو۔

4۔ اے بھائی! مومن کا دل درحقیقت خدا کا حرم ہے۔

5۔ ان سے دور رہو جو خود کو صالحین اور زاہدین میں سے سمجھتے ہیں، دنیا کا حرام اکٹھا کرتے ہیں، مریدوں سے حرام کھانے کو روا سمجھتے ہیں، ان کو حرام سے منع نہیں کرتے ، یہ خود جہنمی ہوتے

ہیں، بدنصیب مریدوں کو لمبی گمراہی میں دھکیل دیتے ہیں۔حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ میں روضہ شریف پر حاضر ہوئے آواز آئی، اے عبداللہ! اندر آؤ، آپ کے علاوہ عبداللہ نام کے کئی افراد تھے سب باری باری آئے مگر دروازہ نہ کھلا وہ واپس ہوتے گئے آخر میں سید عبداللہ کوہاٹی رحمۃ اللہ علیہ گئے دروازہ خود بخود کھل گیا آواز آئی: مرحبا جیبی یا ولدی انت ریحان من العرب ریحک منتشر فی العرب والعجم۔

ترجمہ: میرے پیارے بیٹے! خوش آمدید، تم عرب کے ریحان ہو، تمہاری خوشبو عرب وعجم میں پھیلے گی میرے مرقد کے قریب آؤ، دست مبارک ظاہر ہوا، ارشاد ہوا میری انگلی چوسو، یونہی آپ نے چھوٹی انگشت مبارک چوسنا شروع کی تو انوار واسرار کا چشمہ ابلنا شروع ہوگیا۔پھر خطاب ہوا: اے معرفت کے مردِ شجاع! علم ظاہری و باطنی سے تم اتنے بھر گئے ہو کہ اب مزید گنجائش نہیں۔اب جاؤ اور یہ امانت اہل امانت کو پہنچاؤ، یہ خوشبو چار سُو پھیلا دو۔

ابھی آپ حرم مدینہ شریف ہی میں تھے کہ آپ کے پیر بھائی شیخ آدم نبوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محسن جو قریباً ایک سال کے تھے علالت کی وجہ سے انتقال کر گئے۔محسن کی والدہ کے پرزور اصرار اور التجا کے سبب حضرت حاجی بہادر رحمۃ اللہ علیہ نے بہ حکمِ خدا محسن کو زندہ کر دیا۔اس کرامت (زندہ کرنے سے متعلقہ) کا بیان اگر کسی صاحب کے پاس کسی معتبر کتاب میں ہو تو راقم کو مطلع فرمائیں اور ڈاکٹر ابو اعجاز رستم صاحب کو بھی ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے اس کی تحقیق مطلوب ہے۔(سنڈے ایڈیشن جولائی 2008ء) راقم کو یقین ہے ایمان ہے۔یہ ممکن ہے۔ایسے دیگر ہزاروں مشاہدات وواقعات ہیں۔صرف حوالہ کے لئے عرض کیا ہے۔

(۲۹) شیخ ابومحمد ردیم علیہ الرحمتہ

ولادت: بغداد شریف میں، وصال بھی یہیں، وصال 303 میں، مزار مرجع خلائق، سلسلہ بیعت، سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے، قاضی کا منصب بھی قبول کر لیا تھا۔تاہم دونوں پیر مرید ایک دوسرے کے پاس جایا کرتے تھے۔آپ کے ہم عصر اولیاء بھی آپ کے پاس

آتے۔ فرمایا "میں اللہ کا حقیر ترین بندہ ہوں نہ کہ معاشرے کا"، کسی کے سوال پوچھنے پر یہ فرمایا: بہت بڑے عابد بھی تھے، گوشہ نشینی بھی اختیار فرمالیتے۔

ارشاد: اس شخص کا کیا حال ہے جس کا دین اس کی خواہش ہو (نفسانی خواہشات والا حق پرست نہیں ہوتا۔ راقم) "مشاہدے کا دوسرا نام یقین ہے" "اللہ سے محبت کا مطلب ہے کہ تمام حالتوں میں راضی بہ رضائے الٰہی ہونا ہے" کیسے زرّیں ملفوظات: اگر موت کا حکم آجائے تو وہ مجھے دل وجان سے منظور ہے۔

"جب اللہ تمہیں قول اور فعل سے نوازے (عالم باعمل بن جاؤ۔ راقم) اللہ تم سے قول کو واپس لے لے تو کچھ فکر نہ کرنا، اگر قول اور فعل دونوں لے لئے جائیں تو سمجھ تم پر عذاب الٰہی کا نزول شروع ہو چکا ہے۔"

جو شخص احکام میں اپنے بھائیوں پر کشادگی کرے مگر اپنے نفس پر تنگی کرے وہ کامیاب ہے، سبب کا پیدا کرنا خدا کی شانِ ربوبیت ہے۔ خدا کی راہ میں جان دینے پر ہمیشہ تیار رہو۔ وما توفیقی الا باللہ (سنڈے ایکسپریس 11 مارچ 2007ء)

(۳۰) شیخ جلال الدین سلہٹی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ مولانا روم علیہ الرحمتہ کے شہر قونیہ میں پیدا ہوئے۔ سنِ ولادت کا ذکر نہیں ملتا، آپ کے والد شیخ الشیوخ محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عالم فاضل بزرگ انسان تھے۔ ان کی شادی سلسلہ سہروردیہ کے مشہور بزرگ سید احمد کبیری رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ رحمۃ اللہ علیہا سے ہوئی تھی، جو کہ جلال الدین کی ولادت کے بعد جلدی وفات پا گئیں۔ والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے اسلامی، روحانی ماحول کا اثر ان پر ہوتا گیا، اور عارفانہ ماحول سے خوب متاثر ہوتے رہے، ماموں سید احمد کبیری رحمۃ اللہ علیہ نے بچے کو پرورش اور تربیت کیلئے لے لیا اور والد گرامی جہاد پر روانہ ہوئے، اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔

یہ جذبہ شہادت ہمیشہ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں موجزن رہا، والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بچپن ہی میں مفارقت دے چکے، حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کو ادائیگی کا سبق ماموں جان رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔ آپ اپنے ماموں رحمۃ اللہ علیہ سے جہاد کے موقع پر گفتگو کرنے کا فرماتے۔ جلال الدین نے عرض کی "میں جنگل جا کر تنہائی میں رہنا چاہتا ہوں" تنہائی میں ریاضت وعبادت کی اجازت لی، نت نئے تجربات ومشاہدات کئے، عوام الناس برائے حصولِ انوارات وفیوضات پہنچنا شروع ہو گئے۔ مخلوق ہر جگہ جاتی جہاں آپ ہوتے۔ آپ نے الگ تھلگ رہنے کی بجائے عوام میں رہنا پسند فرمالیا۔ اور دوبارہ ماموں جان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ گئے، پارسا لڑکیوں نے بھی آپ سے نکاح کی تمنائیں کیں مگر آپ ادھر متوجہ نہ ہوئے اور مجرد زندگی گذارنے کی طرف متوجہ رہے، اور جہاد کی سعادت کے حصول کے لیے اپنے سات سو مریدوں کو لے کر جہاد کے لئے نکل پڑے، خواجہ غریب نواز ہند الولی نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمتہ کے مزار پر حاضر ہوئے پھر مختلف معرکوں میں باطل کا مقابلہ کرتے ہوئے سلہٹ پہنچے۔ سلہٹ مین ہندو راجا گوڑ گوبند کی حکمرانی تھی، بارشوں کی کثرت کے باعث یہ علاقہ دلدلی تھا۔ زمین مختلف قسم کی کیڑوں مکوڑوں کی آماجگاہ تھی۔ آسام کا علاقہ جادو ٹونہ کے لیے مشہور تھا۔ لوگ اطباء سے لاعلاج مریض ان جادوگروں کے پاس لے جایا کرتے۔ مسلمان اقلیت میں تھے۔ برہالدین نامی رحمۃ اللہ علیہ بزرگ اسلام کی خاطر ہندوؤں کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ برہالدین رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹے کی پیدائش پر گائے ذبح کی، ایک چیل کے ذریعے ایک بوٹی ایک ہندو

برہمن کے گھر جا گری، تلاش شروع ہوئی یہ بوٹی کہاں سے آئی، ہندو وہاں پہنچے جہاں دیگیں پک رہی تھیں ہندو راجا کے دربار میں پہنچے "مہاراجہ غضب ہوگیا مسلمانوں نے گائے کاٹ دی" راجا نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ برہان الدین کا دایاں ہاتھ اور نوزائیدہ بیٹے کا سر کاٹ کر لے آئیں۔ مہمان موجود تھے، کھانا پک گیا تھا، سپاہی مع برہمن وہاں پہنچ گئے۔ سپاہیوں نے راجا کا حکم سنایا اور بچے کا سرتن سے جدا کر دیا، اور برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ اور راجا کے دربار میں لے آئے، برہان الدین کا گھر ماتم کدہ بن گیا، مسلمانوں نے راجا کا سدباب کرنے کا پروگرام بنانا شروع کیا۔ ایک دن مسلمانوں کا ایک وفد سکندر شاہ مسلمان حاکم کے پاس گیا۔ سکندر شاہ نے راجا پر چڑھائی کی۔ بارش شروع ہوگئی، راجا کی فوج بارش میں لڑنے کی عادی تھی۔ راجا کے جادوگروں کا بھی مسلم فوج پر اثر تھا۔ اس طرح مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ سکندر شاہ نے کافی سمجھایا کہ اس میں جادو وغیرہ کا کوئی اثر نہیں، سکندر شاہ نے اپنے ماموں بادشاہِ وقت سے امداد لی۔ ایمانی جذبہ وقوت سے سرشار لوگ راجا کے مقابلہ کے لئے آئے، مسلم فوج کے دلوں سے جادو کا جھوٹا خوف دور کرنے کی کوشش کی گئی، جو مسلمان حکمرانوں اور مسلم فوج کے ایک بزرگ مولانا صاحب جلال الدین سلہٹی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا سنایا۔ جناب جلا الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کی بشارت دی۔ تم جنگ کے لئے نکلو، میں اپنے تیرہ سو ساتھیوں سمیت آپ کے ساتھ ہوں گا۔ سکندر شاہ اور نصیر الدین بادشاہ مع جلال الدین سلہٹی رحمۃ اللہ علیہ راجا کی لاکھوں کی تعداد میں فوج کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ راجا اپنی فوج کے ساتھ بھاگنے لگا۔ جب اس نے دیکھا مسلمان گاجر مولی کی طرح ہندو فوج کے سرتن سے جدا کر رہی ہے۔ شیخ جلال الدین سلہٹی رحمۃ اللہ علیہ نے راجا کا سر خود کاٹا۔ نیزے پر رکھ کر بلند کیا، اور اعلان فرمایا: جو مسلمان ہو جائے اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اس طرح مسلمانوں کو ترقی ملی۔ سلہٹ میں مغربی سیاح ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن بطوطہ آیا ہوا تھا۔ جلال الدین سلہٹی نے انہیں اپنے پاس بلایا۔ ابن بطوطہ حاضر ہوئے اور بتایا "میں مراکش کے شہر طنجہ کا رہنے والا ہوں، عرب وعجم کا مسافر ہوں" ابن بطوطہ کو حضرت نے اپنی خانقاہ میں احترام واکرام کے ساتھ ٹھہرایا۔ جانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جبہ اور عمامہ عنایت فرمایا۔ عرض کی اب میں چین جاؤں گا، چین گئے جناب برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں گئے۔ مذکورہ جبہ امیرالامراء نے ابن بطوطہ سے اصرار کے ساتھ لے لیا تھا اور جناب برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ یہ جبہ دراصل شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کے لئے تیار کیا تھا اور ابن بطوطہ کی وساطت سے پہنچانا چاہا تھا۔

بلاشبہ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ عظیم عارف باللہ تھے۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں ان کا خوبصورت تذکرہ کیا ہے۔

یومِ وصال: 20 ذیقعد 740ھ بوقت ظہر انہی کے حجرے میں سپرد خاک کیا گیا وہیں سلہٹ بنگلہ دیش میں مزار پُرانوار موجود ہے۔ مرجع عوام وخواص ہے۔

(سنڈے ایکسپریس اکتوبر 7-2007ء)

(۳۱) حضرت خواجہ محمد معصوم ولی رحمۃ اللہ علیہ (سرہند شریف والے)

امام ربانی: جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بچے کی ولادت متوقع تھی کہ ایک شب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ فرمایا "شیخ احمد! آپ کے گھر ایک فرزند ارجمند پیدا ہوگا اس کا نام محمد معصوم رکھنا، کیونکہ وہ عمر بھر معصوم رہے گا" جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آزردہ خاطر رہتے کہ عمر کا پتہ نہیں۔ اکبر بادشاہ کی لادینی حکومت کا خاتمہ، جہانگیر حکومت کی اصلاح کا بقیہ کام ادھورا نہ رہ جائے۔ اس خواب سے آپ مطمئن ہوئے، اور اہلیہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کو بھی آگاہ فرمایا۔ اہلیہ محترمہ نے بھی وہی خواب من وعن پیش کر دیا۔ پختہ یقین ہوگیا کہ مشن جاری رہے گا۔ ولادت 11 شوال 1007ھ کو ہوئی۔ آئندہ رمضان کے ایام میں سحری تا افطاری کبھی آپ نے دودھ نہ پیا۔ خواجہ معصوم پاک رحمۃ اللہ علیہ ذاتی وصفاتی جوہر کے حامل تھے۔ عادات پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ رکھتے تھے۔ 11 سال کی عمر میں تحصیلِ علم مکمل کر چکے۔ شاہ جہان آپ کا مرید ہوا۔ وہ محلاتی سازشوں کے باعث جہانگیر سے خائف تھا۔ آپ نے شاہ جہان کو دعائے سرخروئی دی۔ 27 صفر 1037ھ کو جہانگیر کی وفات کے بعد نورجہاں کے برحیلے

کے باوجود شاہ جہاں کو حکومت ملی۔ ارشاد: دعا تمہارے لیے ہوگی مگر تمہیں بھی احکام کی پیروی کرنا ہوگی۔ آپ کا نکاح مسنونہ حضرت امام ربانی ؒ کے ایک مرید اور صغیر احمد رومی ؒ کی بیٹی بی بی رقیہ ؒ سے 27 ذوالحجہ 1021 ہجری کو ہوا۔

جناب مجدد الف ثانی اپنے لخت جگر کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ 1034ھ میں حضرت امام ربانی ؒ کا وصال ہوا۔ یکم ربیع الاول 1034 خواجہ معصوم نے مسند خلافت و قیومیت سنبھالی۔ اور پچاس ہزار افراد نے آپ کی بیعت کی۔ (راقم نے آپ ؒ کے حالات مختصراً ذکر خیر 4 سیرت طیبہ امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ میں لکھے ہیں) آپ اپنی بزرگی کے باعث برصغیر کے تمام لوگوں کے دلوں پر منقش ہو چکے تھے۔ دنیا بھر کے گوشہ گوشہ میں تبلیغ اسلام فرمائی۔ ایک دن آپ کی مجلس کے حاضرین میں اورنگ زیب بھی موجود تھا۔ فرمایا: اورنگ زیب تو کام کا آدمی لگتا ہے۔ اورنگ زیب نے کہا: میں دین کا احیاء چاہتا ہوں۔ فرمایا: تمہاری زندگی تک دین کا احیاء قائم رہے گا۔ تمہارے کندھوں پر حکومت کا بارِ گراں بھی ہے۔

آپ حج کا بہت شوق رکھتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ حاضر ہوئے۔ دوران طواف ملائکہ اور حوروں کو بھی طواف کرتے دیکھا۔ پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعمتوں سے خوب نوازا۔ 1069ھ میں واپس لوٹے۔ اس وقت ہند میں خانہ جنگی شروع تھی۔ اورنگ زیب اور داراشکوہ میں مقابلہ ہوا۔ اورنگ زیب کو کامیابی ہوئی۔ خواجہ صاحب ؒ کے مرید بڑھتے گئے۔ ہزاروں کرامتیں دکھائیں۔ سلسلہ عالیہ مجددیہ کو فروغ بخشا۔ دینِ اسلام کی خوب اشاعت فرمائی۔ 9 ربیع الاول 1079ھ تلاوت سورۂ یٰسین کے دوران آپ ؒ نے ایک دم "یا نبی سلام علیک" فرمایا اور روح پرواز کر گئی۔ جنازہ آپ کے صاحبزادے نے پڑھایا۔ عالی شان مقبرہ اورنگ زیب ؒ کی بہن روشن آراء نے تعمیر کروایا۔ جو آج بھی مرجع خواص وعوام ہے۔ (آپ کی سوانح پر بے شمار کتب موجود ہیں)

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر ابو اعجاز رستم پہ ہزاروں رحم وکرم نازل فرمائے جو نہایت جانفشانی اور ذوق سلیم کے ساتھ اولیاء کرام کے حالات نہایت چھان بین اور سخت جدوجہد کے جمع کرتے ہیں اور شائع کرواتے ہیں۔ راقم

(۳۲) حضرت فتح علی موصلی ؒ

حضرت فتح علی موصلی ؒ نے اپنے مرید جناب سَری سقطی ؒ کو جلاد سے کیونکر بچایا؟

واقعہ:

ہر مقام پر حضور رسول اکرم ﷺ کا کامل اتباع لازم ہے۔ حضرت سری سقطی ؒ کو موت کی سزا سنائی گئی۔ حکام جمع ہیں۔ لوگوں کا ہجوم بھی ہے۔ جلاد نے کوتوال شہر کے اشارے پر تلوار چلائی اور رک گیا۔ بار بار ایسا ہی ہوا، کوتوال نے کہا تلوار کیوں روکتے ہو۔ جلاد نے جواب دیا: میں تلوار چلاتا ہوں مگر ایک نورانی چہرہ والے بزرگ (حضرت فتح علی موصلی ؒ) وار کو روک لیتے ہیں۔ قاضی شہر بھی موجود تھے۔ پوچھا کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ کوتوال نے کہا: یہ چور اور قاتل ہے۔ قاضی نے حکم دیا مقدمہ میری عدالت میں بھیجو، گواہوں کو روبرو لاؤ، قاضی نے گواہوں سے پوچھا، گواہوں نے کہا، ہم سے پولیس نے ڈرا کر جھوٹی گواہی دلوائی ہے۔ تلوار کا وار کرنے والے بزرگ حضرت فتح علی موصلی تھے۔ حضرت سری سقطی ؒ نے اپنے ایک منحرف مرید کو لیا اور حضرت فتح ؒ کی خدمت میں جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ رات ہو چکی تھی۔ راستے میں گشتی پولیس دیکھ کر مرید تو بھاگ گیا سری سقطی ؒ وہیں کھڑے رہے، پولیس نے چوری اور قتل کا الزام لگا کر پکڑ لیا۔ جھوٹے گواہ بنا کر سزائے موت کا فیصلہ لیا۔ حضرت سری سقطی ؒ نے بھی سارا واقعہ سنا دیا۔ قاضی نے آپ کو باعزت بری کر دیا۔ پولیس والوں اور کوتوال کو معطل کر دیا۔ جھوٹے گواہوں کو قید کر دیا۔ وہ منحرف مرید بھی مجمع میں تھا جب گردن اڑانے پر عمل شروع تھا، مرید نے معافی مانگی جو حضرت موصلی ؒ پر اعتراض کیا کرتا تھا۔

صدق کا مطلب:

حضرت موصلی ؒ نے بھٹی میں سرخ گرم لوہا ہاتھ سے نکالا۔ فرمایا اس طرح لوہے کو ہاتھ میں پکڑ لینا صدق ہے۔ صدق کا مفہوم پوچھنے پر آپ ؒ نے یہ تفصیل ارشاد فرمائی۔ قیام

بغداد کے محلے کرخ کے ایک کھنڈر میں تھا، بے سائبان جگہ کو آپ اپنی خانقاہ اور حجرے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ نفس امارہ پر غالب تھے۔ آپ کی زندگی اور عبادت پر ہم عصر اولیاء رشک کیا کرتے تھے۔ تیسری صدی ہجری میں بغداد میں پیدا ہوئے تھے۔ بغداد اس وقت اسلامی علوم، فنون کا مرکز تھا۔ سری سقطی ؒ نہ صرف آپ کے ہم عصر تھے بلکہ آپ کے ساتھ بہت عقیدت بھی رکھتے تھے۔ حضرت موصلی ؒ کو جو برا کہتے آپ ان کی بہت خدمت کرتے، حسنِ سلوک سے پیش آتے، غرباء کی مدد فرماتے۔ ہمیشہ خدا کی یاد میں زندگی بسر فرمائی۔

(۳۳) حضرت شمس الدین سیالوی علیہ الرحمتہ

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد غاصب انگریز مسلمانوں کو کچلنے کے لیے ہر حربہ استعمال کر رہے تھے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل پیرا تھے۔ فرقہ داریت کو جنم دیا گیا۔ اہل اللہ نے دین اسلام کی اشاعت اور احیائے قلوب کا فریضہ کما حقہ سرانجام دیا۔ خواجہ سلیمان تونسوی ؒ کی قیادت میں اس حوالے سے بہت کام ہوا، جس میں بڑا حصہ ان کے خلیفہ اعظم حضرت شمس الدین سیالوی ؒ کا تھا۔ خواجہ سیالوی ؒ کے آباؤ اجداد علمی و دنیاوی لحاظ سے بڑے ممتاز تھے۔ ان کے ایک جداعلیٰ حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی ؒ کے خلیفہ تھے۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ میں بارہ سال قیام۔ بغداد جانے کا حکم ملا۔ بعدازاں شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے عالم خواب میں آپ کا ہاتھ حضرت موسیٰ پاک شہید ؒ کے ہاتھ میں دیا۔ بغداد سے ملتان پہنچے۔ اس وقت عمر 90 سال تھی۔ جناب موسیٰ پاک ؒ نے وطن جا کر نکاح کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے ایک جنگل میں قیام فرمایا اور سیال نامی ایک بستی آباد کی۔ 1214ھ سیال شریف میں حضرت شمس الدین پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام میاں محمد یار بن میاں محمد شریف ابن میاں برخوردار ابن میاں تاج محمود ابن میاں شیر کرم علی ہے۔ سلسلہ نسب 50 واسطوں سے حضرت عباس علمبردار ؓ سے جا ملتا ہے۔ والدہ ماجدہ کا نام جنت بی بی ؒ۔ والدہ کا گاؤں سیال شریف کے پاس پوبلہ ہے۔ والدہ صاحبہ قرآن شریف کی حافظہ تھیں اور بچیوں کو پڑھاتی

تھیں۔ پوبلہ میں آج بھی عورتیں کافی تعداد میں حافظ ہیں۔ بہت زیادہ عبادت کرتی تھیں۔ ہر رات سونے سے قبل 41 بار سورہ یٰسین کی تلاوت کرتیں۔ تین بیٹوں کے بعد خواجہ صاحب کی ولادت ہوئی۔

آپ کے چچا میاں احمد یار صاحب کے سسر صاحب نظر درویش تھے۔ نام نور نبی تھا۔ سیال شریف آئے اور خواجہ صاحب ابھی چھوٹے ہی تھے، خواجہ صاحب کو دیکھ کر ادب سے کھڑے ہوگئے اور فرمایا ان کی پیشانی میں اسم اعظم لکھا ہے۔ اپنی بیٹی سے فرمایا تمہیں رب بیٹی دے گا جسے ان کے نکاح میں دینا۔

جناب شمس الدین پنڈی گھیپ چلے گئے، مذہبی کتابیں پڑھیں، پھر مکھڈ گئے، یہاں درسی دینی کتب پڑھتے رہے۔ اتفاق سے ان دنوں خواجہ صاحب کو کابل جانے کا موقع ملا۔ وہاں سے آپ نے حدیث کی سند بھی حاصل کی۔ کابل مکھڈ واپس آئے۔ اب باطنی تربیت کا شوق موجزن تھا۔ استاد شاگرد دونوں تونسہ شریف روانہ ہوگئے جناب پیر محمد کرم شاہ ؒ مصنف تفسیر ضیاء القرآن نے تونسہ شریف میں بیعت کا واقعہ تفصیلاً لکھا ہے خواجہ صاحب پیر پٹھان ؒ کو دیکھتے ہی فریفتہ ہوگئے۔ خواجہ تونسوی ؒ نے بیعت سے مشرف فرمادیا۔ چند اوراد بھی بتائے، مولانا محمد علی کس کے ہمراہ واپس مکھڈ آئے اپنا تمام اثاثہ خواجہ صاحب کے حوالے کر کے مدرسہ کا انتظام بھی ان کے سپرد فرمادیا۔ ادھر سیال شریف میں خواجہ ؒ کے والدین ؒ آپ ؒ کے منتظر تھے۔ خواجہ صاحب ؒ سیال شریف پہنچے ان کی شادی چچا میاں احمد یار ؒ کی بیٹی سے کر دی گئی۔ اب سیال شریف میں ہی میں درس و تدریس اور روحانی فیوض و برکات عوام تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہوئے۔ کئی بار پیدل تونسہ شریف جاتے اور چالیس دن قیام فرماتے۔ خواجہ تونسوی ؒ کے ہمراہ چودہ مرتبہ مہار شریف گئے۔ خواجہ صاحب 140 میل کا فاصلہ سواری کے آگے آگے پیدل ہی طے فرماتے مع زادِ راہ۔

درود کبریت احمر:

ایک بار آپ تونسہ شریف جا رہے تھے۔ ایک جنگل سے گزر ہوا، ایک خوبصورت

بزرگ ملے، فرمایا درود کبریت احمر پڑھا کرو۔ کہا: میرے لئے میرے پیر کا فرمان کافی ہے، تونسہ شریف حاضر ہوئے تو پیر پٹھان نے فرمایا "راستے میں تمہیں ایک صاحب ملے تھے جو وظیفہ بتایا پڑھا کرو۔ وہ سید عبدالقادر جیلانی ؒ تھے۔" یہ کبریت احمر پہلی بار اورادِ چشتیہ مین خواجہ صاحب ؒ کی بدولت نصیب ہوا۔ پیر سیال اس کی تلاوت کرتے رہے۔ ایک بار پیر پٹھان ؒ کے پوتے خواجہ محمد سیال شریف آئے۔ خواجہ صاحب ؒ بڑھاپے اور کمزوری کے باوجود خود ان کی خدمت پر کمر بستہ رہے۔ تونسہ شریف میں آپ کو "مولوی صاحب سیالاں والے" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ خواجہ صاحب کو شکل و صورت و سیرت میں خواجہ تونسوی ؒ سے کمال مماثلت، مشابہت، موافقت حاصل ہو چکی تھی۔

خواجہ تونسوی ؒ نے آپ کو بے شمار انعامات سے نوازا۔ آپ نے درود شریف کبریت احمر کی زکوٰۃ اپنے مرید خاص خواجہ معظم الدین ؒ کو ساتھ شامل کر کے چالیس دن معتکف رہ کر (سیال شریف میں) ادا فرمائی تھی۔ جس میں حضور سید المرسلین ﷺ اور جناب غوث اعظم ؒ نے دونوں ہستیوں کو خوب نوازا تھا۔ راقم نے یہ تذکرہ اپنے ایک مضمون بابت خواجہ معظم الدین ؒ لکھا ہے اور حضرت صاحبزادہ معظم الحق صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا ہے تاکہ اشاعت فرمالیں۔

۳۴ حضرت شاہ شجاع کرمانی علیہ رحمۃ اللہ

یہ ایسے صاحب اقتدار کا ذکر ہے، جو دشتِ لوط کے جنوب مشرق میں کرمان شاہ کا حاکم تھا۔ ہرنوں کے شکار میں مگن تھے کہ ناکامی ہوئی۔ اس دوران ایک نوجوان دیکھا کہ ہر شے اس کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ حیران ہوا۔ نوجوان نے کہا: دنیا کا خیال چھوڑ و خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ نوجوان کی عجیب و غریب اسرار و انوار سے لبریز باتیں سن کر شاہ شجاع پر رقت طاری ہوگئی۔ حاکمیت ترک کر دی۔ اولیاء کرام ؒ کی صحبتیں اختیار فرماتے۔ آخر یحییٰ بن معاذ ؒ کی خدمت میں پہنچے۔ ان کے وعظ کی مجالس میں حاضر ہوتے۔ یہ سبق سیکھ لیا خدا سے امید رکھو۔ خدا

کی یاد کرو۔ فقر خدا کا راز ہے۔

نوٹ: دو صفحات 30 اکتوبر 2005ء روزنامہ ایکسپریس سنڈے ایڈیشن کے بندہ نے نہایت علالت اور دقت کی قلت کے دوران دیکھے اور صرف مذکورہ سطور لکھیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے افسانوی رنگ میں یا ناول کی شکل میں جو کچھ تفصیلاً لکھا۔ اگر براہ راست حضرت موصوف ؒ کا ذکر جمیل لکھ دیتے تو مجھ جیسے ناتواں نا اہل ہیچمدان کو جلدی کچھ سمجھ میں آ جاتا۔ بہر حال ڈاکٹر صاحب نے بہت بہتر تحریر فرمایا یہ راقم کی کمزوری ہے کہ افسانوی طوالت والے بیان کو جلدی نہ سمجھ سکا۔

۳۵ شیخ بدرالدین غزنوی علیہ رحمۃ اللہ

آپ ؒ کا کوئی مرشد نہ تھا، تنہا معرفت کی وادی میں کامیاب سفر کیا۔ آخر سلسلہ چشتیہ کا انتخاب کیا۔ ان کے والد گرامی کو حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ شیخ غزنوی ؒ کے وعظ میں حضرت خضر علیہ السلام آتے تھے۔ حضور ﷺ کے ارشاد پر قطب الدین ؒ سے بیعت کر لی۔ جب کہ عمر 70 سال تھی۔

قطب الدین ؒ دہلی میں تھے، شیخ غزنوی ؒ کے داماد بھی دہلی میں تھے۔ اس وقت قطب الدین ؒ کی عمر صرف 17 سال تھی۔ یہ قطب الدین بختار کاکی علیہ الرحمۃ ہیں جو کہ خواجہ ہند الولی معین الدین چشتی اجمیری ؒ کے خلیفہ ہیں۔ خواجہ بختار کاکی ؒ کے خلیفہ جناب بابا فرید الدین گنج شکر ؒ ہیں۔ ان کے آگے مشہور خلیفہ خواجہ نظام الدین اولیاء ؒ ہیں۔ جو کہ امیر خسرو ؒ کے پیشوا ہیں۔ بہر حال جب بدر الدین غزنوی ؒ خواجہ قطب الدین ؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے خواجہ خواجہ حمید الدین ناگوری ؒ بھی وہیں تھے۔ خواجہ ناگوری ؒ کی عمر 130 سال تھی۔ اور خواجہ قطب الدین ؒ کی عمر صرف 17 سال۔ فرمایا جس رات آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تھی اسی رات آپ میرے مرید بن گئے تھے۔ استدعا کی خواجگانِ چشت کی رسم ادا کی جائے۔ خواجہ صاحب ؒ نے بدر الدین کو کلاہ چہار ترکی

پہنائی۔ فرمایا: اوپر دیکھو۔ ب دیکھا تو پوچھا، کیا دیکھا؟ شیخ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تحت الثریٰ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ اندیرا ہے خلافت بھی عطا فرمادی۔ انہی کے آستانہ پر رہنا شروع کر دیا۔ خرقہ بھی عنایت کیا۔ خانقاہ کی امامت بھی بدالدین رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی۔ غزنوی سے چند نوجوان آئے۔ کب روانہ ہوئے؟ قریباً آٹھ ماہ قبل۔ اپنے والدین کا حال پوچھا۔ نوجوان بولے: خود معلوم کرلو مراقبہ وکشف سے فرمایا میں نے انہیں زمین کے اندر سوتے دیکھا ہے۔ نوجوان نے کہا۔ مغلوں نے پورے غزنی کو برباد کردیا ہے سارے باشندوں کو قتل کردیا ہے۔ جن میں ہمارے اور آپ کے والدین بھی تھے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی دی۔ فرمایا: ''یہاں بھی وعظ کی مجالس قائم کرو، مجلس وعظ میں سید مبارک علی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ضیاء الدین بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، قاضی حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہوتے تھے۔ بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کی خدمت کرتے۔ کئی کرامات دکھائیں۔ وصال 656ھ ان کا نام عارفوں کی لسٹ میں نمایاں لکھا ہے۔

درخواست، دعا، یا اللہ! گنہگار کمترین نے چار پانچ دنوں میں علالت اور ناموافق حالات کے باوجود درجنوں تیرے بندوں، مقبولوں، محبوبوں، دوستوں رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے مختصر حالات لکھے ان کے طفیل میری مغفرت فرمادے۔ قبر، حشر میں بلا حساب بخشش سے نواز دے۔ اولاد کو سیدھے راستے پر چلادے۔ عظیم محسن مربی صاحبزادہ الطاف محمود ہاشمی صاحب کے تمام مقاصد پورے فرمادے۔ جملہ آرزوئیں مکمل فرمادے۔ بلکہ سید الانبیاء وشفیع دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امتِ مسلمہ کے حال پر رحم فرمادے۔ ان ایام میں ہر جگہ مسلمان ذلیل وخوار ہیں۔ اپنی غیبی امداد و توفیق سے ان پر کرم ورحم فرمادے۔ کیونکہ تیرے خاص بے مثل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

(۳۶) حضرت سید امیر رحمۃ اللہ علیہ

افغانستان میں سید امیر بن محمد سعید 1210ھ میں گوٹھ نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جوان ہونے پر تمام علوم حاصل کئے۔ پھر فضلِ حق نقشبندی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ سے فیوضات وبرکات

باطنی وروحانی حاصل کیں۔ پھر یار محمد خوان زادہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی۔ مسند خلافت سنبھالی۔ اخلاق عظیمہ، فضائل کریمہ، لباسِ زہد وتقویٰ سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے والد اور چچا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ قادریہ میں جناب فضل احمد معصوم مجددی (حضرت جی پشاوری) کے خلیفہ تھے۔ حضرت جی پشاوری رحمۃ اللہ علیہ ہزاروں کرامات دکھاتے رہے۔ بہت بلند پایہ شہباز لامکانی تھے۔ سید امیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاؤں کبھی دراز نہ کئے جب آرام فرماتے۔ ارشاد: بے ہودہ بات نہ کرو کیونکہ رب سن لیتا ہے۔ کلامِ الٰہی اور حدیث شریف سنو۔ ہمیشہ توجہ الٰہی میں رہتے۔ یہ اکثر استغراق سکرت میں رہتے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے انگریزوں اور ہندوؤں کے خلاف عملی جنگ میں کئی بار حصہ لیا۔ مثلاً وادی پشاور میں مجاہدین کی لڑائیوں میں اٹک کے قلعہ پر تاریخی شب خون کے سانحہ پر حضرت جی کے کئی مریدوں کو بڑی بڑی کڑاہیوں میں تیل گرم کرکے ڈالا گیا۔

امیر دوست خان والیٔ کابل نے سکھوں کے ساتھ جنگیں لڑیں۔ سکھوں کو شکست ہوئی۔ لڑائی میں سید امیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ یوسف زئی کی فوجی لشکر میں تھے۔ اور ان کے طفیل مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ سردار گلاب سنگھ کے عہد میں 1849ء میں میجر جارج لارنس نے پشاور پر قبضہ کرلیا۔ سید امیر نے کابل کے شاہ شجاع کو انگریز کے خلاف جہاد کے لئے لکھا۔ انگریز نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور کوئی عذر نہ ملا تو 1852ء میں سید امیر کے خلاف وہابیت کے الزام میں مہم شروع کردی۔ انگریز آپ کو بڑا خطرہ سمجھتے تھے۔ 24 شوال 1277ء کو گرفتار کرکے فوجی چھاونی میں قید کردیا۔ اس لئے انگریز کے خلاف ایک طوفان اٹھ آیا۔ آخر کار انگریز گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوئے۔ 29 محرم 1278ھ کو حضرت سید امیر کو رہا کردیا۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصۂ محشر میں ہے
پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے۔

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

وصال ذی الحجہ 1294ھ مزار جائے رہائش ہی پر، پشاور میں۔

(روزنامہ سنڈے ایکسپریس اپریل 2007ء)

۳۷ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ

مذہباً شافعی۔ قشیری نسبت ہے قشیر بن کعب کی طرف۔ ولادت: ربیع الاول 376ھ بمقام استواء نیشاپور میں۔ ابتدائی علوم کی تحصیل کے بعد امام استاد ابوعلی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسِ وعظ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجلس میں نورانیت، خلوص اور تقویٰ کے آثار دیکھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلوک کی راہ پر گامزن ہوئے۔ پہلے مریدوں میں شامل کر لیے گئے، پھر خواص میں شامل فرمایا گیا۔ فقیہہ ابوبکر طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ پڑھی۔ امام ابوبکر بن خورک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد بنے۔ علم کلام، منطق، فلسفہ پڑھا۔ امام اسحٰق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ سے ابن باقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پڑھیں۔ جناب دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ زوجہ کا اسم گرامی فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا ان کے وصال کے بعد امام ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع فرمایا۔ اور بے مثل واعظ بھی بن گئے۔ بے مثل لکھنے والے (مصنف) بھی، گھوڑ سواری اور اسلحہ کے استعمال میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ علمِ تصوف ان پر ختم تھا۔ ان کی کتاب الرسالہ القشیریہ کو کتب تصوف کی ماں کہا جاتا ہے۔

امام عبدالغافر نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ امام مطلق، فقیہہ، المتکلم، الاصولی، المفسر، الادیب، النحوی، الکاتب، الشاعر بھی تھے۔

عظیم محدثین سے حدیث شریف کا سماع کیا۔ شریعت وطریقت کو یکجا کیا۔ بے شمار حضرات نے آپ سے روایات کیں۔ ابوالحسن الباخرزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کا کوڑا اگر چٹان پر مارا جائے تو وہ پگھل جائے اور اگر ابلیس آپ کی وعظ مین بیٹھ جائے تو توبہ کرے۔ امام عبدالغافر فارسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وصال 16 ربیع الثانی 465ھ نیشاپور میں ہوا۔

تصانیف بے شمار مصنف رحمۃ اللہ علیہ کتاب ہذا لکھتے ہیں۔ یہ کتاب رسالہ قشیریہ 437ھ میں لکھی گئی۔ اولیاء اللہ کے کمالات کی حاصل ہے۔ ہمارے زمانے میں ان اولیاء اللہ کے صرف نشانات ہی بچے ہیں۔ طریقت ختم ہوگئی۔ احترام شریعت رخصت ہوا۔ جعلی اولیاء کا زمانہ آگیا۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھی۔ اولیاء کے حالات لکھے۔ آداب، اخلاق، معاملات،

عقاید، اشارات، روحانی حالات درج کیے۔ (نتیجہ فکر آف راقم گنہ گار ناکارہ)

بعض نکات ماخوذ از کتاب مذکورہ:

پہلے اصولی مسائل پر صوفیاء کے عقاید کا بیان ہے۔ بیان بہت اعلیٰ ہے، توحید پر ہے۔ ایمان نام ہے ان غیوب کی تصدیق جنھیں رب جانتا ہے "بغیر محنت کے کچھ نہیں ملتا" توحید کے بعد صفاتِ باری تعالیٰ کا تفصیلی ذکر ہے۔ یہ عنوان بھی ہے "تصوف تاریخ کے آئینے ہیں"۔

۳۸ تذکرہ ابراہیم بن ادھم بن منصور رحمۃ اللہ علیہ

بلخی شہزادے تھے۔ بطور شکار لومڑی یا خرگوش کا پیچھا کیا غائبانہ آواز سنی "اس کا غیبی حکیم دیا گیا ہے یا اس کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو" دوبارہ یہی آواز سُنی۔ آپ نے شکار چھوڑا جنگل میں نکل گئے۔ مکہ معظمہ آئے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی رہے۔ آخر پر شام میں تھے وہیں وصال فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ ایک بار اسم اعظم سے دعا کی تو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔ حلال کھاؤ۔ کسی نے کہا گوشت مہنگا ہو گیا فرمایا اسے نہ خریدو۔ صالحین کو درجہ کیسے ملتا ہے؟ ان پر عمل کرنے سے۔

1. اپنے اوپر سختی کا در کھولو۔ سونے کا دروازہ بند کرو اور جاگنے کا دروازہ کھولو۔
2. اپنے اوپر ذلت کا در کھولو۔
3. اپنے اوپر محبت کا در کھولو۔
4. اپنے اوپر فقر وفاقہ کا در کھولو۔
5. اپنے اوپر موت کی تیاری کا در کھولو۔ (بحوالہ الرسالہ القشیریہ)

(۳۹) جناب ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

نام ثوبان بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ ورع میں بے مثل تھے، ورع معنی پرہیزگاری۔ ارشادات: اللہ سے محبت کرو، دنیا سے نفرت کرو۔ قرآن کی اتباع کرو۔ حالت کی تبدیلی سے ڈرو۔ سنت کا اتباع لازمی ہے۔ کمینہ وہ ہے جو اللہ تک پہنچنے کا راستہ نہ جانتا ہو اور نہ ہی جاننے کی کوشش کرتا ہو۔ جب معدے میں طعام بھرا ہو تو اس میں حکمت نہیں بھرتی۔ (بحوالہ مذکورہ)

(۴۰) جناب فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکو سے ولی اللہ بنے تھے۔ وصال 187 ہجری مکہ شریف میں۔ ایک لڑکی سے عشق کرنے لگے۔ دیوار پھلانگ کر جا رہے تھے کہ کسی کو یہ آیت پڑھتے سنا۔ ترجمہ (کیا مومنین کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد میں خشوع اختیار کریں" فوراً توبہ کرلی۔

فرمایا: جب اللہ کسی سے نفرت کرتا ہے تو اس کے لئے دنیا کشادہ کر دیتا ہے۔ میری نافرمانی کا اثر میرے گدھے اور خادم پر بھی پڑتا ہے۔ (بحوالہ مذکورہ)

(۴۱) جناب معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

ابن محفوظ (فیروز کرخی) بڑے مستجاب الدعوۃ تھے۔ اب بھی عوام ان کی قبر سے شفا پاتے ہیں۔ قبر مجرب تریاق ہے۔ کرخ بغداد کا ایک محلہ وصال 200ھ۔ اپنے شاگرد سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: جب اللہ سے کوئی حاجت ہو تو میری قسم دے کر مانگا کرو" والدین عیسائی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ بھی اسلام لائے۔ ذریعۂ قرب الٰہی: اطاعت پر مداومت۔ خدمتِ خلق۔ (بحوالہ مذکورہ)

(۴۲) جناب سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

نماز کے علاوہ گھر سے نہ نکلتے۔ سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے خالو تھے۔ ورع اور توحید میں بلند مرتبہ والے تھے۔ سوائے مرض الموت کے کبھی نہ لیٹے۔

(جناب ابوسلیمان عبدالرحمٰن دارانی رحمۃ اللہ علیہ: وصال 215ھ)

(۴۳) جناب بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ

(ننگے پاؤں والے) راستہ پر کاغذ کا ٹکڑا پایا۔ دیکھا اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔ ادب کیا، چوما اور گھر میں اونچی جگہ صاف ڈبی میں ڈال کر رکھ دیا۔ خوشبو بھی لگائی تھی۔ رب العزت نے فرمادیا "میں تجھے خوشبودار بناؤں گا" کلمہ طیبہ پڑھا، فرمانبرداری کے باعث منازلِ ابرار تک پہنچے۔ حضرت خضر علیہ السلام سے اکثر ملاقات ہوتی۔ 243ھ میں بغداد میں وصال۔

جناب حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ علیہ، جناب داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، جناب شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ، ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، جناب سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ (بحوالہ مذکورہ) کا تذکرہ بھی مذکورہ کتاب میں ہے۔

(۴۴) جناب حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ

واقعہ:

ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی۔ ہوا خارج ہوگئی شرمندہ ہوگئی۔ آپ نے ایسا ظاہر کیا جیسے بہرے ہیں۔ وہ خوش ہوگئی۔ آگے ان بزرگان رحمۃ اللہ علیہ کا حسین بیان ہے۔ راقم ناکارہ نہ لکھ سکا۔ بہرحال ان کے ناموں میں بھی برکات ہیں۔

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوحفص الحداد رحمۃ اللہ علیہ، ابوتراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن خبیق رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن عاصم انطاکی رحمۃ اللہ علیہ، منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ، جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (سید الطائفہ)، ابوعثمان جبری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ۔ احمد بن یحییٰ الجلاء رحمۃ اللہ علیہ، ابومحمد ردیم رحمۃ اللہ علیہ،

ابوعبداللہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ۔احمد بن نصر زقاق رحمۃ اللہ علیہ،عمر بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ،سمنون بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ،ابوعبید بسری رحمۃ اللہ علیہ،شاہ بن شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ،یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ،محمد بن عمر الوراق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ،ابوسعید احمد خزاز رحمۃ اللہ علیہ،ابوعبداللہ مغربی رحمۃ اللہ علیہ(نوٹ اطلاعاً سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ 400 رکعات پڑھتے تھے۔وصال 297ھ)ابوعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ،ابوالحسن علی بن سہل رحمۃ اللہ علیہ،ابومحمد جریری رحمۃ اللہ علیہ،احمد بن عطا رحمۃ اللہ علیہ،ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ(ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:تدبر کے ساتھ تلاوت،پیٹ خالی رکھنا،رات کو نماز پڑھنا،بوقت سحری گڑگڑانا۔صحبت صالحین "یہ دل کی دوا ہے"

ابوعثمان جبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بہترین نسخے: اللہ کی صحبت میں مراقبہ،حضور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع،اولیاء اللہ کا احترام،اہل خانہ سے حُسنِ خُلق،برادری سے خندہ پیشانی،جاہلوں سے خندہ پیشانی اور ان کے لیے دعا کرنا۔مزید اسمائے گرامی مقبولانِ حقِ تعالیٰ جن کا ذکر امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔بنان الحمال رحمۃ اللہ علیہ(مصری 3 1 6ھ ولادت)ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ "آفات و بلیات سے بچاؤ کا نسخہ دل کا قانع ہونا ہے۔زہد اور صبر کے ساتھ ذکر دائمی۔ابوبکر محمد بن موسیٰ واسطی رحمۃ اللہ علیہ(جمعہ کے غسل کی بڑی فضیلت ہے)ابوالحسن بن الصائغ رحمۃ اللہ علیہ،ابراہیم بن داؤد رقی رحمۃ اللہ علیہ "وہ کمزور ترین ہے جو نفسانی خواہشات کا غلام ہو۔"

خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ،ابوحمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ،ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ،عبداللہ مرتعش رحمۃ اللہ علیہ،ابوعلی احمد رودباری رحمۃ اللہ علیہ،عبداللہ منازل رحمۃ اللہ علیہ،ابوالخیر اقطع رحمۃ اللہ علیہ،محمد بن علی کتانی رحمۃ اللہ علیہ،ابو یعقوب ہنر خوری رحمۃ اللہ علیہ،ابوالحسن مزین رحمۃ اللہ علیہ،ابوعلی بن کاتب رحمۃ اللہ علیہ،مظفر قرمسینی رحمۃ اللہ علیہ،ابوبکری ابیری رحمۃ اللہ علیہ،ابوالحسین بن منان رحمۃ اللہ علیہ،ابواسحٰق حرمسغی رحمۃ اللہ علیہ،ابوبکر حسین علی رحمۃ اللہ علیہ،ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ،ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ،ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ،ابوالعباس سیاری رحمۃ اللہ علیہ،ابوبکر بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ،ابوعبداللہ بن محمد رازی رحمۃ اللہ علیہ،اسمٰعیل بن نجید رحمۃ اللہ علیہ،علی بن احمد رحمۃ اللہ علیہ،محمد بن خفیف رحمۃ اللہ علیہ،بندار رحمۃ اللہ علیہ،ابوالعباس احمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ،ابوعثمان سعید رحمۃ اللہ علیہ،ابوالقاسم ابرہیم رحمۃ اللہ علیہ،ابوالحسن علی رحمۃ اللہ علیہ،ابوعبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ،ان کے بعد اصطلاحات تصوف کا بیان ہے۔

آگے یہ ابواب ہیں۔توبہ،مجاہدہ،خلوت اور گوشہ نشینی،تقویٰ،ورع،زہد،خاموشی۔

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ:اگر کوئی بات کہے تو نیک کہے ورنہ خاموش رہے"خاموشی سے حکمت کا وارث بن جاتا ہے۔آگے باب:خوف،رجاء،حُزن وغم،بھوک،غیبت،قناعت،نفس کی مخالفت،خشوع اور خضوع،حسد،توکل،شکر،یقین،صبر،مراقبہ،رضا،عبودیت،ارادت،مرید اور مراد میں فرق،ابواب:استقامت،اخلاص،صدق،حیاء،حریّت،ذکر،فتوت،اولیاء کے خوابوں کا بیان،مریدوں کو نصیحت۔

حدیث طبرانی: جب تک بندہ اپنے مسلم بھائیوں کے کام میں لگا رہے اللہ اس کے کام میں لگا رہتا ہے۔آگے اولیاء کی کرامتوں کا بیان ہے۔فتوت کی بے شمار تعریفیں ہیں،ابواب:فراست،خُلق،جود وسخا،غیرت ولایت،دعا،فقر،تصوف،ادب،صوفیاء کے سفر کے احکام،محبت۔

نوٹ: راقم نے ہزاروں کتب پڑھیں ایسا طرز بیان کسی میں نہ پایا جو امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہذا میں دیکھا نہایت احسن۔

باب تلقین۔معرفت باللہ،محبت مشائخ کا پاسِ خاطر اور ان کی مخالفت نہ کرنا،سماع (عمدہ آواز خدا کی نعمت ہے)باب اولیاء کی کرامات۔121 کرامتوں کا بیان ہے۔باب شوق

چند کرامتیں اشارۃً:

1۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے شیر کو راستے سے ہٹا دیا جب کہ لوگ سفر کے دوران ڈرے۔

2۔ سفر کے دوران علاء بن حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سمندر آ گیا۔پانی پر چلنا شروع کر دیا۔اور پار نکل گئے۔

3۔ دو صحابی رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوئے لاٹھی کا سرا چراغ بن گیا۔

4۔ سلمان رضی اللہ عنہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ نے پیالہ کی تسبیح سُنی۔

5۔ یا ساریہ الجبل والی کرامت کا بیان۔

راوی انس رضی اللہ عنہ: اللہ سے امید (اور گناہوں سے ڈر بخشش کا وسیلہ ہے۔مفہوم)

رسالہ قشیریہ کا تعارف ختم ہوا۔

۴۵ حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

راقم نے آپ کا حال ''گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول'' صفحات 304 میں لکھا ہے۔ یہاں مزید کوئی نئی بات ہی عرض کی جائے گی۔

وہ علم کم بصری جس میں ہمکنار نہیں
تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

ایران کے بسطام شہر میں حجرہ موبدان تھا۔اس میں نہایت صالح بزرگ شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ان کی زوجہ ولیہ تھیں۔حاملہ ہوئیں۔بچے کی پیدائش سے پہلے شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ انتقال کر گئے۔بچہ پیدا ہوا۔سلطان العارفین بنا۔رہتی دنیا تک اس بچے کا نام (با یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ) روشن رہے گا۔آپ اولیاء میں ایسے ہیں جیسے ملائکہ میں سیدنا جبرائیل علیہ السلام۔توحید کے معاملات اور مسائل میں جہاں بزرگوں کی انتہاء وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتداء ہے۔بے مثل عظیم ترین رتبہ کے حامل۔تلاشِ علم میں شہر شہر گاؤں گاؤں خاک چھانی۔شام کے ویرانوں میں کئی سال پھرتے رہے یہاں 170 علماء ومشائخ سے فیوض حاصل کیے۔امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔آپ یہ بھی فرمایا کرتے ''میں نے علم خدا سے سیکھا'' ''میں اگر شریعت وسنت کا پابند ہوں تو یہی میری کرامت ہے'' چالیس سال ایک مسجد کی صفائی خود فرماتے رہے۔ایک سال تک پانی نہ پیا۔خراسان سے حج کے لئے روانہ ہوئے ہر قدم پر دو نفل پڑھتے۔حج کیا۔فرمایا: خدا نظر نہیں آیا۔دوسرے سال بھی ایسا ہی ہوا۔تیسرے سال بہت خوش ہوئے کہ اس بار ہر طرف گھر والا ہی نظر آیا۔مکہ شریف جاتے تو مدینہ شریف نہ جاتے کہ یہ خلافِ ادب ہے۔مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ جاتے۔

تمام عمر سیب نہ کھایا،خواہش رہی،مگر نہ کھایا کہ اس طرح نفس کی تسکین ہوگی۔ایک مرتبہ روضہ شریف مدینہ منورہ پر تھے۔حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: ''اے بایزید! اٹھو جا کر اپنی ماں کی خدمت کرو۔'' رمضان شریف کے مہینے میں بسطام پہنچے۔ہزاروں لوگ استقبال کے لئے

آ گئے۔نفس بہت خوش ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے سامنے روٹی کھانا شروع کر دی۔لوگ گھروں کو چلے گئے۔آپ روزہ سے نہ تھے۔دور کے مسافر تھے۔دروازہ کھٹکھٹایا۔امی جان بینائی سے محروم تھیں۔بیٹے کو گلے لگا لیا،اس کے بعد ہمیشہ ان کے وصال تک ان کے پاس ہی رہے۔''ماں کی خدمت اور رضاجوئی ہر کام پر فوقیت رکھتی ہے'' ارشادِ گرامی: والدہ نے ایک رات پانی مانگا۔دریا سے پانی لائے تو والدہ سو چکی تھیں۔ساری رات والدہ کے سرہانے پانی لے کر کھڑے رہے۔وصال: 15 شعبان 261ھ۔(روزنامہ سنڈے ایکسپریس 08-03-16

افسوس کہ آج بندہ لاہور سے آیا،بیماری کے ساتھ تھکاوٹ بھی۔مزید ذکر جمیل نہ لکھ سکا۔

۴۶ حضرت میراں موج دریا رحمۃ اللہ علیہ

ولادت 940 ہجری۔1533 عیسوی۔بمقام اوچ شریف۔اوچ شریف اہل اللہ کی آماجگاہ ہے۔حضرت جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے قرابت دار۔ہمایوں بادشاہ کا دور۔والد گرامی سید صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام میراں محمد شاہ۔سادات نسب تھے۔آپ کے آباؤ اجداد نے سلسلہ سہروردیہ لاہور اور پنجاب میں خوب پھیلایا۔موج دریا رحمۃ اللہ علیہ حافظِ قرآن بھی۔اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی۔ہر دم ذکر وفکر میں رہتے۔خرقہ خلافت ملا۔دور دراز سے لوگ آ کر انوار واکرام کی جھولیاں بھرتے۔اکبر بادشاہ نے بھی آپ کی بزرگی کے قصے سُنے۔چتوڑ کا قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔نجومیوں نے بتایا اوچ شریف کے یگانہ روزگار،نابغہ،عصر میراں محمد شاہ (موج دریا) کی دعا سے فتح ہوگا۔اکبر کے مشیروں کا وفد اوچ شریف پہنچا۔فرمایا ''آپ سب واپس جائیں،ہم از خود چتوڑ گڑھ پہنچ جائیں گے''،جس دن ہماری وہاں آمد ہوگی سخت طوفانی آندھی آئے گی۔خیمے قناتیں گر جائیں گی،چراغ گل ہوں گے۔صرف ہمارا چراغ روشن رہے گا'' بادشاہ مع امراء انتظار کرنے لگے۔حضرت میراں موج دریا رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق ایک رات حالات رونما ہوئے صرف ایک خیمے میں چراغ پوری آب وتاب سے روشن تھا۔جب

اکبر مع رفقاء خیمے کے قریب پہنچا تو دیکھا خیمہ بقعہ نور ہے مگر اندر کوئی چراغ نہیں جل رہا۔ ایک بزرگ نور علیٰ نور محوِ عبادت پائے۔ فرمایا: اندر آ جاؤ۔ فرمایا ''بادشاہ تو پورے ہند کی قسمت کا مالک ہے۔ یہ معمولی سا قلعہ فتح نہیں ہوا۔ جا کل انشاءاللہ قلعہ فتح ہو گا''

دوسرے روز آپ قلعہ کے پاس گئے اور تین مرتبہ اللہ پکارا۔ اور اکبر کی فوج نے قلعہ فتح کر لیا۔ فرمایا ''شاہوں کا کیا میل ہم فقراء سے''۔ بار بار عرض کرنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں رہنا قبول فرمالیا۔ اکبر نے آپ کو بٹالہ میں دو لاکھ روپے کی جاگیر دی جو کئی نسلوں تک آپ کی اولاد میں رہی۔ بعض لوگوں نے حسد کیا اور اکبر کی وساطت سے اس کرامت کا مطالبہ کیا۔ سنا ہے سید کو آگ نہیں جلاتی آپ ہمیں آگ میں کود کر دکھائیں۔ موج دریا رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی۔ شاہی قلعے میں بہت بڑا تنور گرم کیا گیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس طرف روانہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے سید شہاب الدین کو اس بات کا علم ہوا تو قلعے کی طرف گئے فرمایا ''باپ بعد میں کرامت دکھائے گا بیٹے کی کرامت پہلے دیکھو'' بیٹے نے فوراً شیر کی شکل اختیار کر لی۔ قلعے میں داخل ہوئے۔ ہر طرف خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ بھگدڑ مچ گئی۔ شیر نے اکبر کی طرف طمانچہ مارنے کے لئے پنجہ اٹھایا۔ اکبر خوف زدہ ہو کر موج دریا رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے چھپ گیا۔ موج دریا نے شیر سے فرمایا۔ اے شہاب الدین کیا شیر ہو گیا ہے۔ لختِ جگر اصل لباس میں آ گئے۔ ایک خادم نے عرض کیا ''حضور آگ سادات تو کیا خدام کو بھی کچھ نہیں کہتی۔ حکم دیں میں آگ میں جاؤں۔ خادم فرید آگ میں کود گیا۔ آگ گلزار ہو گئی۔ سارے حاضرین شرمندہ ہوئے۔ اکبر نے استدعا کی کہ اپنے خادم مرید کو حکم دیں کہ باہر آ جائے۔ اکبر نے امراء سے پوچھا۔ اب تمہاری تسلی ہوئی؟ لاہور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں مخلوق کی رہنمائی فرمائی۔ درس گاہ اور لنگر خانہ لاہور بٹالہ میں قائم کروائے۔

دو شادیاں تھیں۔ بی بی کلاں رحمۃ اللہ علیہا گیلانی سادات کے جید بزرگ سید عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ کی دختر۔ دوسری نور رنگ بی بی رحمۃ اللہ علیہا ایک مسلمان راجہ کی بیٹی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی بھائی سید جلال الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، یہ بھائی پاک دامن بیبیاں قبرستان محمد نگر میں دفن ہوئے۔

موج دریا رحمۃ اللہ علیہ کے سارے صاحبزادے عظیم عارف باللہ ہوئے۔ موج دریا رحمۃ اللہ علیہ 73 سال

کی عمر میں 17 ربیع الاول 1013 میں وصال فرما گئے۔ بٹالہ سے جسم مبارک لاہور لایا گیا۔ کسٹم ہاؤس ایڈورڈ روڈ پر سبز گنبد واقع ہے۔ یہ مزار اکبر نے آپ کے لئے آپ کے وصال سے قبل ہی تعمیر کروایا تھا۔ عرس 16، 17، 18 ربیع الثانی۔

(روزنامہ سنڈے ایکسپریس 23 ستمبر 2007ء)

(47) حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جمیل مختصراً راقم ناکارہ نے اپنی کتاب ''گلشنِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے پھول'' میں لکھا ہے۔ یہاں صرف نئی معلومات کا ذکر ہو گا۔

شاید نہایت ہی مختصر اہم نکات کا۔ کیونکہ یہ ناکارہ علیل ہے۔ وقت قلیل ہے۔ مولا کریم کی بارگاہ میں مقبولانِ حق تعالیٰ سے پیار کرنے اور ان تعلیمات (جو کہ قرآن و حدیث کے عین مطابق ہوتی ہیں) پر عمل کی توفیق کی التجا ہے۔ 98ھ 716ء امام محمد نفس الزکیہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر حضرت عبداللہ شاہ غازی کی ولادت۔ سلیمان بن عبدالمالک کا آخری دور۔ آپ حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے تھے۔ سندھ میں آ کر آباد ہوئے۔ مدینہ منورہ کی رائے عامہ نے محمد النفس الزکیہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا۔ خود منصور عباسی بھی ان لوگوں میں شامل تھا۔ یہ 754ء میں خلیفہ بنا۔ تخت نشین ہوتے ہی نفس الزکیہ کی گرفتاری کا حکم دیا مگر آپ روپوش ہو گئے۔ منصور کے کارندے تلاش کرنے میں ناکام رہے۔ آپ کے اقرباء کو قید کر لیا۔ آخر اعلانیہ آپ اس کے مقابلہ میں نکل آئے۔ چنانچہ مدینہ شریف میں 145ھ میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ حجاز اور یمن کے عوام نے آپ کو خلیفہ مان لیا۔ آپ کے بھائی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ، اہواز میں اپنے حامی بنائے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے حامی تھے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار درہم ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو بصرے بھیجے۔

امام نفس زکیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دارالخلافہ کا رخ کیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے عثمان الفاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو مدینہ شریف میں فوج اور پولیس کا اعلیٰ افسر مقرر فرمایا۔ محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ امارت

مکہ پر، قاسم بن اسحٰق امارت یمن پر مقرر ہوئے۔ امارت شام پر موسیٰ بن عبداللہ ؒ کو مامور کیا۔ موسیٰ بن عبداللہ ؒ کو اہل شام نے قبول نہ کیا۔ اور واپس آ گئے۔ سندھ میں آپ نے اپنے فرزند عبداللہ کو بھیجا۔ حاکم سندھ ابن حفص ؒ دل سے اہلبیت کے ہمدرد تھے۔ حضرت عبداللہ ؒ کی مدد کی۔ اسی اثناء میں امام محمد شہید ہو گئے۔ ابن حفص نے عبداللہ ؒ کو ایک ہندو راجہ کے پاس بھیج دیا جس نے آپ کو بڑی عزت سے پناہ دی۔ کئی اور علوی نفس زکیہ ؒ کی مدد کے لئے دوسرے ممالک میں مصروف عمل تھے۔ علی بن محمد ؒ مصر میں، حسن بن محمد ؒ یمن میں، موسیٰ بن عبداللہ جزیرہ میں یحییٰ بن عبداللہ ؒ طبرستان میں اور ادریس بن عبداللہ مغرب میں عباسی حکومت کے خلاف پرچار کے لئے متعین تھے۔

حضرت نفس زکیہ ؒ کا مقصد ظالم حکام کا خاتمہ کر کے خالص اسلامی حکومت کا قیام تھا۔ خدا کو چھوڑ کرانا کی بات رواج پا رہی تھی۔ اسلام مغلوب ہو رہا تھا۔ بے شمار صالحین شہید کر دیئے گئے تھے۔

حضرت سلیمان عبداللہ غازی ؒ امت میں پہلے باقاعدہ صوفی ہیں۔ سنت غار حرا کی پیروی کرتے ہوئے خدا سے رابطہ کرنا تصوف ہے۔ مدینہ شریف میں والد گرامی امام محمد نفس زکیہ ؒ شہید کر دیئے گئے۔ آپ ؒ سوچتے مصیبت کے وقت اپنے دشمن کافر کی پناہ حاصل کرنا بڑی بے حیائی ہے۔ لہٰذا آپ نے راجا کا شکریہ ادا کیا اور اجازت لے کر جنگلات میں بیٹھے۔ دریا کے کنارے جھونپڑی بنالی۔ لوگ یہاں آپکو دودھ دے جاتے۔ 12 سال یہیں رہے۔ عوام فیوضات و برکات آپ ؒ سے حاصل کرتے۔ لوگوں کا ہجوم ہوتا تو آپ نے اس جگہ کو چھوڑنے کا ارادہ فرمایا اور حکم الٰہی کے منتظر تھے۔ کسی بزرگ نے خواب میں فرمایا ''دریا دنیا کو سیراب کرتے ہوئے سمندر میں جا گرتے ہیں اور اپنا نام و نشان مٹا دیتے ہیں'' تاہم واضح اور دوٹوک حکم کا انتظار فرمایا۔ پھر وہی بزرگ خواب میں آئے ''اے دریا! سمندر تیرا منتظر ہے'' چند دنوں کے بعد وہی بزرگ آئے۔ مزید ارشادات فرمائے۔ لوگ مرتد ہو رہے ہیں اور تم دم درود میں لگے ہو (حکمرانوں کا حال عجیب تھا، حجر اسود 20 سال تک قرامطیوں کے قبضہ میں رہا)

آگ ہے اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے

کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مقصود ہے

غیر اسلامی عقاید حلول، تجسم، رجعت، تناسخ پھیل رہے تھے۔ اسی لئے اسلامی تصوف بھی ان کو ختم کرنے کے لئے ترقی کرتا گیا۔ ایسی باطل تحریکوں کو توڑنے ختم کرنے کے لئے اولیاء کرام ہی میدان میں آتے رہے۔ وہ بزرگ بار بار خواب میں آنے والے اور ظاہری طور پر بھی ملاقات کرنے والے حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ غرض عبداللہ شاہ ؒ سمندر کی طرف چلے۔ وہیں پہنچے جہاں مزار قدس ہے۔ اتنا بڑا شہر کراچی اس وقت مچھیروں کی بستی تھی۔ مخلوق خدا نے آپ کی طرف رجوع کیا۔ پھر سمندر نے کبھی لوگوں کو پریشان نہ کیا۔ لوگوں کو راہ حق دکھایا۔ قرامطیوں کے اثرات صرف ایران تک ہی نہ تھے۔ سندھ بھی محفوظ نہ رہا تھا۔ سمندر کے کنارے بیٹھے۔ شفا بخش چشمہ آپ کی کرامت ہے۔ ایک صبح نماز کے بعد آپ معمولات میں مشغول تھے کسی سفاک قاتل نے آپ پر خنجر کے پے در پے وار کر کے شہید کر دیا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
(اقبال ؒ)

(یکم جون 2008 سنڈے ایکسپریس)

۴۸ ابوالبرکات سید حسن بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

میراں سرکار 1023ھ سندھ ٹھٹھہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ والد گرامی سید عبداللہ ؒ۔ جو عبداللہ شاہ صحابی ؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ مسکلی کے قبرستان میں مزار مرجع خلائق ہے۔ یہ ایشیاء کا سب سے بڑا قبرستان۔ ٹھٹھہ سے تین میل شمال مغرب میں ہے۔ قبور پر مینا کاری دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے جو یہاں آئے واپس جانا نہیں چاہتا۔ ایسا سکون ہے۔

میں سکونِ دل کی خاطر کوئی ڈھونڈ لوں سہارا

سید عبداللہ ؒ بغرض تبلیغ ٹھٹھہ تشریف لائے۔ اس خطہ کو قرآن وحدیث اور توحید رسالت کے نور سے منور فرما دیا۔ تو میراں سرکار ؒ کی تعلیم و تربیت والد ماجد کے زیر سایہ

ہوئی۔16 سال کی عمر میں جملہ علوم کی تکمیل کر کے درس و تدریس کے امور سنبھال لیے۔ پھر روحانیت کی راہ پر گامزن ہوئے۔سلوک و تصرف کی منازل طے فرمالیں۔قادریہ سلسلہ میں اپنے والد ؓ سے بیعت ہوئے تھے۔سلسلہ نسب 14 چودہ واسطوں سے سید عبدالرزاق ؒ بن غوث اعظم ؒ تک جاملتا ہے،اور آگے تیرہ واسطوں سے حضرت علی شیر خدا ؓ تک۔سات سال چلہ کشی کے لئے دریا پر گذارے۔بعدازاں بے شمار مزارات پر جاتے رہے۔ہزاروں عوام غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔چھ ماہ کشمیر میں بھی قیام فرمایا۔غوث الاعظم ؒ نے خواب میں فرمایا "تیری آخری منزل پشاور ہوگی" افغانستان بھی گئے، پھر پشاور آئے۔ایک بڑے خان نے درخواست کی کہ میری بیٹی کے ساتھ نکاح فرمائیں۔یہ التجا قبول کی۔اس عفیفہ خاتون ؒ سے ایک بیٹا سید زین العابدین پیدا ہوا۔ایک اور شادی ایک عظیم بزرگ کی بیٹی جو کہ عظیم عارفہ تھیں سے کی۔پشاور میں سلطان پور میں قیام فرمایا،اس قصبہ کو بگرام کہتے ہیں۔(ہر جگہ تبلیغ فرماتے رہے دین اسلام کی اشاعت کرتے رہے)اہلیہ ثانی سے دو فرزند ہوئے ایک محدث اعظم عارف باللہ شاہ محمد غوث پشاوری لاہوری ہیں ؒ۔ان کا مزار لاہور میں دہلی دروازے کے باہر ہے۔(جہاں راقم کے دادا پیر طریقت خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی ؒ نے ایک چلہ فرمایا تھا)دوسرے بیٹے حضرت سید علی ؒ۔

حضرت تمام اوصاف حمیدہ و عادات پسندیدہ کے حامل تھے۔وصال سے قبل آپ نے کئی افراد سے قرض لیا تھا۔ان قرض خواہوں کو فکر لاحق ہوا۔مشعل برداروں کا ایک جلوس ان کے سروں پر اشرفیوں اور روپوں کے تھال رکھے ان کے پاس پہنچا اور انہیں رقم دے کر تمسکات لئے اور کہا یہ وہ قرض ہے جو حضرت میراں شاہ ؒ نے لیا تھا۔یہ واقعہ انہوں نے بعد از وصال حضرت شاہ محمد غوث ؒ کو سنایا۔آپ ؒ مختلف مقامات پر مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں سید حسن ؒ،کشمیر میں ابوالحسن۔سرحد میں سید حسن بادشاہ۔غوث پاک ؓ کے ساتھ جو آپ کا تعلق تھا اس کے باعث میراں سرکار۔ابوالبرکات کنیت سید حسن اسم گرامی میراں سرکار لقب۔21 ذیقعد 1110ھ جمعۃ المبارک بوقت عصر واصل باللہ ہوئے۔

(روزنامہ ایکسپریس 9 مارچ 2008ء)

شمس الکونین یتیم پرور

خواجہ عبدالخالق نقشبندی مجددی قادری ؒ

یہ سطور آپ ؒ کے حالات قسط دوم سے لی گئی ہیں۔(تفصیلی حوالہ آخر پر ہے)

ایک بزرگ نے آپ ؒ سے فرمایا تھا تیرحصہ ان کے پاس ہے جنہوں نے فرمایا تھا "از کجا آمدی؟" فرمایا قصیدہ غوثیہ پڑھا کرو۔فرمایا سیدھے الٰہ آباد محمد سعید کے پاس جاؤ۔الٰہ آباد میں گیروے کپڑے رنگوا کر جھولی گلے میں ڈال لی ہر ایک مکان پر محمد سعید کی تلاش میں پھرنے لگے۔ایک جمعہ کے روز ایک مسجد میں وہ مل گئے۔کہا میں تمہیں رودلی میں مرشد کریم کے پاس لے جاؤں گا۔دوسرے روز وہاں پہنچے۔آپ نے بیعت فرمالیا۔اور ایک ہی توجہ میں ہر موئے تن سے اللہ کی صدا جاری کرادی۔مسامات کے مطابق سانس میں اسم اللہ ساڑھے تین کروڑ بار نکلنے لگا۔اسے سلطان الاذکار بمصداق ذکراً کثیراً کہتے ہیں۔پھر وضو کرا کر اندر لئے گئے "الصلوٰۃ معراج المومنین" کی تشریح سے عملی طور پر تعارف کرایا گیا۔قالی نہیں بلکہ حالی (راقم) آپ ؒ ذاتِ الٰہی سے واصل ہوگئے۔مشاہداتی دنیا میں پہنچے۔مسائل پہ حق الیقین ہوگیا۔پھر ایک خاص توجہ سے بے ہوش رہے۔دماغ پر تیل کی مالش کرائی گئی۔فرمایا۔"اس ملک میں اسی کے لئے آیا تھا" عرض کیا:اپنا وجود بخش دیں۔پھر دستار فضیلت عطا فرمائی۔جاؤ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے اپنے والد ؒ کا نام روشن کرو۔ان بزرگوں کا مزار ضلع بارہ بنکی میں ہے۔

ایک اور صاحب سے ملے جنہوں نے بخارا جا کر سلسلہ نقش بندیہ سے تعلیم حاصل کی۔ اس دوران مولانا محمد قاسم نونوتوی بھی ان سے ملاقات کے لئے آئے اور کہا افسوس مجھے فرصت نہیں ہے ورنہ دو سال خدمت میں رہ کر علم و فضل حاصل کرتا۔خواجہ صاحب ؒ بھی 5 سال ان کے پاس رہے۔خلیفہ عبدالرزاق کلانوری ؒ (مزار دیپالپور) فرماتے ہیں:(راقم واقعہ نہ لکھ سکا)ایک بار آپ خلیفہ علی بخش اور ان کی بیوی کو لے کر سرہند شریف حاضر ہوئے۔آپ کے پاس وہاں 40 خواتین و حضرات تھے۔اندھیرا تھا۔فرمایا چلو مجدد الف ثانی ؒ کی والدہ

ماجدہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دیں۔ جب وہاں گئے۔ مذکورہ بیوی کے کہنے پر اندر جا کر ختم پڑھا۔ اندر داخل ہونے پر چراغ خود بخود روشن ہوگئے۔

فرمایا ''تم لوگ محنت نہیں کرتے الزام پیر پر لگاتے ہو'' یہ بات کریم اللہ سے فرمائی تھی۔ کئی کرامتوں کا بیان ہے۔ راقم نوٹ نہ لکھ سکا۔

ایک عظیم کارنامہ:

ہندوؤں میں بیواؤں کی شادی نہیں کی جاتی۔ عورتوں کو زندہ ان کے شوہروں کے مرنے پر ان کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا۔ ذات پات کا نظام زوروں پر تھا۔ اولیاء کی تبلیغ سے بے شمار ہندو مسلمان ہوئے ان میں راجپوت بھی تھے۔ ان سے یہ رسم نہ گئی۔ اس رسم بد کو ختم کرنے کی کوششیں 1200ھ میں جناب شاہ محمد رمضان نے کیں۔ مولانا حفیظ الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولنا عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس بارے میں جدوجہد فرمائی۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس رسم بد کو ختم کرنے کا پختہ عزم فرمالیا۔ آپ کی جدوجہد سے یہ رسم بدم توڑنے لگی۔ یہ کام پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانے کے مترادف تھا۔ سلام ہو ان پر جو اس مقصد کے لئے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معاون ہوئے۔ آنول۔ نگانہ۔ کانور۔ رہتک۔ کلانور کے لوگوں نے ساتھ دیا۔ جلسے منعقد کئے گئے۔ کرامتیں دکھائی گئیں۔ بڑے مصائب برداشت کرنے پڑے۔ آخر کار کامیابی ملی۔ افسوس آج ہم محض جنسی آزادی ہی کو آزادی نسواں یا حقوق نسواں کا نام دیتے ہیں۔ اور اسلامی احکام کو یکسر نظرانداز کرتے ہیں۔ ''ارشاد خالقیہ'' میں مولوی عبدالکریم نے لکھا ہے کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات غیر محدود ہیں۔ بنگلہ میں فجر کی جماعت ہو رہی تھی مسجد کی چھت زمین پر آرہی۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مع باقی نمازی نیچے دب گئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ 7 جون 1931ء کو نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ عزیز الرحمٰن خان رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیار پور میں دفن کئے گئے۔ وہاں آج کل پولیس ٹریننگ سنٹر ہے۔ مزارات وہیں موجود ہیں۔ مسلمانوں کے علاوہ آج بھی ہندو اور سکھوں میں بھی آپ عزیز اور محترم تھے اور ہیں۔ (ڈاکٹر ابواعجاز قاسم صاحب)

راقم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حسین تذکرہ اپنی کتاب ''گلشنِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے پھول'' میں

مختصراً از ولادت تا شہادت لکھا ہے۔ اس کتاب میں دو سو اولیاء کرام کے حالات درج ہیں۔

(۵۰) حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ 1830ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ پیدائش سے ایک ماہ قبل آپ کے گاؤں میں ایک مجذوب خاک کی مٹھیاں بھر بھر کر تقسیم کر رہا تھا۔ ''خوشیاں مناؤ اس صدی کا مسیحائے طریقت آنے والا ہے'' جس ہاتھ میں یہ مٹی جاتی، خوشبو سے بھر جاتا۔

آپ کی ولادت سے پہلے مولوی غلام رسول قلعہ سوبھا سنگھ میں جمعہ پڑھا کر واپس لوٹتے تو گاؤں میں داخل ہونے سے پہلے جوتے اتار لیتے۔ فرمایا ایک ایسی ہستی جنم لینے والی ہے جو سارے ہندوستان کا قطب ہوگا۔ آپ کے آباؤاجداد کو مغلیہ بادشاہ اکبر نے بڑے انعامات دینے چاہے مگر قبول نہ کیا۔

والد ماجد: سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ نام جماعت علی رکھا ''یہ بچہ بڑا ہو کر عظیم جماعت کا امیر ہوگا'' جب تعلیم حاصل کر چکے۔ لاہور اورینٹل کالج میں پروفیسر کی پیش کش ہوئی مگر والد صاحب نے اجازت نہ دی۔ شادی ماموں کی بیٹی کے ساتھ۔ وہ عفیفہ عابدہ زاہدہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو امیر ملت کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ مرشد کی تلاش میں قطب زماں بابا فقیر محمد چورہ شریف سے جا ملے۔ باباجی نے محبت سے دیکھا۔ اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت فرمالیا۔ اپنی دستار دے کر خلافت بھی بخش دی۔ سلسلہ رشد و ہدایت کا کام شروع فرمایا گیا۔ اطراف عالم میں روشنی پھیلائی گئی۔ کئی حج بھی کئے۔ مدینہ شریف سے خوب الطاف و اکرام حاصل کئے۔

مرزا قادیانی کے کذب و ارتداد کے خلاف نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ اسے ہر بار شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ اور یہ مرتد 26 مئی 1908ء کو اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ سکھوں کے مضبوط قلعہ ترنتارن (تحصیل ضلع امرتسر) میں جا کر تبلیغ فرما کر اور کرامتیں دکھا کر بے شمار سکھوں کو راہ ہدایت سے نوازا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی قدر و منزلت فرمائی۔

لاہور میں مسلم لیگ کے جلسہ میں تشریف رکھتے تھے۔ علامہ شبیر احمد عثمانی کی آمد پر لوگوں نے غصے کا اظہار کیا۔ امیر ملت نے علامہ صاحب بعض باتیں پوچھ کر عوام کے سامنے

فرمایا"یہ سچے مسلمان اور عاشق ہیں۔"121 سال کی عمر میں 30یا31اگست 1951 کو وصال فرمایا۔مزار پُر انوار علی پور سیداں میں سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے۔عرس کے موقع پر لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے۔

افسوس کہ بوجہ وقت کی قلت اور شدید علالت بندۂ ناچیز کما حقہ نہ لکھ سکا۔بہر حال جو لکھا اسے رب العزت قبول فرما کر راقم کے لئے ذریعہ نجات بنا دے اور امتِ مسلمہ پر حضرت جناب رحمتہ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل رحم و کرم فرما دے۔آمین ثم آمین۔(روزنامہ سنڈے ایڈیشن ایکسپریس 19اپریل 2008ء)

(۵۱) حضرت امام بری رحمۃ اللہ علیہ

والد ماجد: سید محمود شاہ ؒ۔لوگوں کی کثیر تعداد امام ؒ کے پاس آتی۔ ذکر الٰہی مین لگے رہتے۔عوام آ کر فیض لیتے۔جب آپ نے گھر چھوڑا عمر 13 یا 14 سال تھی۔(مختلف مقامات پر ہوتے ہوئے وہاں پہنچے (چور پور۔پرانا نام) جہاں اب مزار ہے۔والدین کے علم میں نہ تھا کہ کہاں ہیں؟ والد صاحب کٹھن سفر طے کر کے آپ کے پاس پہنچے مع بارہ افراد مریدین۔امام بری کی قیام گاہ تک پہنچ گئے۔امام صاحب والد صاحب کے قدموں میں گر گئے۔ابو جان نے بھی سینے سے لگایا۔امام ؒ نے عرض کی: آج رات آپ میرے پاس قیام فرمایئے۔کل کوئی فیصلہ کر لیں گے۔والدہ ؒ گھر اکیلی تھیں۔فرمایا حکمِ ایزدی نہ تھا اس لئے میں نے گھر خبر نہ کی۔ایک تیز گھڑ سوار گھر بھیجتے ہیں تا کہ والدہ کو تسلی ہو جائے۔نماز فجر باپ بیٹے نے ادا فرمائی۔وظائف سے فارغ ہو کر جھونپڑی سے باہر آئے۔ہزاروں عقیدت مند والد ؒ کے دیدار کے لئے جمع پائے۔اس علاقہ میں تمام جرائم پیشہ لوگ تائب ہو چکے تھے۔اب یہ جنگل ڈاکوؤں کا مسکن نہ تھا۔رب تعالی نے اس علاقہ کو چور پور سے نور پور بنا دیا۔پھر نور پور شاہاں کہنے لگے۔ابو جان ؒ نے فرمایا"بیٹا اب گھر چلو،تمہاری والدہ لاغر اور بہت بے چین ہے"امام صاحب نے پکا وعدہ کیا کہ ضرور جاؤں گا گھر،لیکن چند ایام کے بعد۔

والد ؒ نے آپ کی والدہ ؒ کو مزید صبر کی تلقین فرمائی۔چند دنوں کے بعد امام ؒ اپنے والدین ؒ کے گھر خود پہنچ گئے۔خوشی کا سماں بندھا۔صرف چند دن گھر پر ٹھہرے۔واپسی کی اجازت مانگی۔والدین کے قدموں پر باری باری سر رکھا۔روتے رہے کہ مجھے غار حرا والی تنہائی مطلوب ہے۔جانے دیں۔راقم کو ایک ہی ورق کہیں سے ملا تھا۔

(جو کچھ ہے بالکل درست ہے......2006ء فیملی میگزین 26نومبر تا 2دسمبر از پروفیسر خالد پروفیسر صاحب)

(۵۲) حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا خاندان روم سے برصغیر میں آیا۔سرہند شریف میں سکونت اختیار کی۔والد: سید اسمٰعیل ؒ۔والدہ ؒ نے نام پر اعتراض کیا۔والد ؒ نے فرمایا"ہمارے گھر میں بزرگی کی ابتداء اسی سے ہوگی۔"

اکثر اولیاء کرام ؒ کی طرح آپ کو بچپن میں والدین کے وصال کا صدمہ پڑا۔جوان ہوئے،بادشاہی لشکر میں سپاہی بھرتی ہو گئے۔دہلی کے قریب ایک گاؤں والوں نے بغاوت کر دی۔بادشاہ نے سبھی کو فنا فی النار کا حکم دیا۔آپ کو معلوم ہوا گاؤں میں سارے ہندو ہی ہیں۔لشکر گاؤں کے قریب پہنچا تو آپ نے گاؤں والوں کو مخاطب فرمایا:"میں تمہاری اصلاح کرنے آیا ہوں۔" گاؤں والوں نے کہا: جو جس عقیدے پر ہے وہیں رہے۔دوسرے مذہب میں مداخلت کا خیال چھوڑ دو۔کیا پتہ؟ کون حق پر ہے؟ آدم ؒ نے فرمایا: میں حق و باطل سے خوب واقف ہوں۔گاؤں پر حملہ کر دیا گیا۔سارے لوگ قتل کر دیئے گئے۔جناب آدم نے مندروں کو ڈھانا شروع کیا۔بڑے مندر میں گئے۔ایک شخص مورتی (بت) کے سامنے التجائیں کر رہا تھا۔جناب آدم نے اسے بار بار حق کی تلقین فرمائی۔وہ بضد رہا۔چنانچہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔مگر خود پچھتائے کہ بت پوجنے والا اپنے عقیدے پر کس قدر استقامت رکھتا تھا۔شاہی ملازمت سے مستعفی ہو گئے۔کسی غیبی طاقت سے ایک نور ان کے سینے میں داخل ہوا۔اور وہ ظاہر علوم سے مالا مال ہوتے گئے۔

مذکورہ واقعہ کے بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ جناب آدم ایک بزرگ کے پاس گئے۔ بزرگ نے کہا: وضو کر اور نماز پڑھ۔ آپ نے کہا مجھے آپ کی توجہ مطلوب ہے۔ بزرگ نے توجہ ان سے مبذول کی اور آپ چلے گئے۔ بزرگ نے بلانے کے لیے ایک مرید کو بھیجا کہ اس کے کان میں اللہ اللہ کہو۔ یہ سنتے ہی آپ بے ہوش ہو گئے۔ بزرگ کے سامنے لائے گئے۔ ہوش میں آنے پر دنیا ہی بدل چکی تھی۔ قربِ الٰہی حاصل ہو چکا تھا۔

آپ پھر ایک گوشہ نشین بزرگ کے پاس گئے اور نظر کرم کی التجا کی۔ فقیر نے کہا: تمہاری بے چینی کا علاج حضرت مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی قدس سرہ کے پاس ہے۔ جناب آدم حضور امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جا رہے تھے کہ دوران راہ حاجی خضر خان ملے، اور کہا چند دن میرے پاس رہو تا کہ آنجناب امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کے قابل ہو جاؤ۔ چند دن یہاں رہنے کے بعد جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے (بمقام اجمیر شریف) آپ رحمۃ اللہ علیہ جناب آدم سے نہایت شفقت سے پیش آئے، اور خاص توجہ فرمائی۔ جب سرشار ہو چکے تو امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ تحائف دے کر (برائے اپنے صاحبزادگان رحمۃ اللہ علیہ) سرہند شریف روانہ فرما دیا۔ اور فرمایا "وہیں رہنا"۔ دریا خان کو حکم دیا 100 سواروں کا دستہ لے کر آدم کے ہمراہ جاؤ۔ چنانچہ بخیر سرہند شریف حاضر ہو گئے۔ ان سواروں نے درخواست کی کہ جناب آدم انہیں مرید کر لیں۔ حضرت سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ بھی چند ایام کے بعد سرہند شریف لے آئے اور جناب آدم کو اجازت دی کہ جو چاہے اسے مرید کریں۔ آپ نے دریا خان کے سواروں کو بیعت فرما لیا۔ دریا خان بھی مرید ہو گیا۔ ان دنوں افغانستان سے جو لوگ سرہند آتے دریا خان کے پاس ہی ٹھہرتے۔ اور شیخ آدم کے مرید ہو جاتے۔ کچھ عرصہ بعد جناب سیدی سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا۔ اس سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ آدم کو آدم بنوری کا لقب دیا "آدم خان نہ کہلواؤ"۔

بوجہ شہرت بعض لوگ جناب آدم رحمۃ اللہ علیہ سے حسد کرنے لگے۔ سید علیم اللہ آپ کے پاس آئے اور حصولِ طریقت کا اظہار کیا۔ علیم اللہ ظاہری علوم بڑے بھائی سے حاصل کرتے

تھے۔ بڑے بھائی کو پتہ لگا علیم اللہ شیخ آدم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت جاتے ہیں تو غصے سے لال پیلے ہوئے۔ بھائی بولا یہ آدم وہی ہے جو بالکل ان پڑھ ہے۔ علیم اللہ نے کہا: انہیں علم لدنی حاصل ہے۔ بڑا بھائی امتحان کی غرض سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور علم الکلام کا ایک پیچیدہ مسلہ سامنے رکھا۔ شیخ نے احترام فرمایا۔ اور کہا: آپ کا مسلہ علمی ہے آپ عالم ہیں۔ میں کیا جواب دوں۔ بھائی نے بار بار کہا آپ ہی حل بتائیں۔ شیخ نے فرمایا "آپ میرا امتحان لینے آئے ہیں۔ تقریر شروع فرمائی مدلل جوابات دیئے" بڑے بھائی کا دل توبہ کی طرف مائل ہوا۔ مگر پھر بھی شیطانی وسوسہ ذہن میں آ گیا۔ اور دوبارہ تفسیر کا مسلہ پوچھنے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریر فرمائی۔ تاہم بڑے بھائی سے علم کی انا نہ گئی۔ تیسری بار یہ بھائی اکیلا حاضر ہوا۔ اور بالآخر قدموں میں گر پڑا۔ معاف کر دیجئے۔ اس کے بعد معتقد خادم بن گیا۔ 13 شوال کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار جنت البقیع شریف میں ہے۔

(پراسرار بندے 19 اگست 2007ء)

۵۳ سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اج کتھوں لیایئے لب کے وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ اک ہور

داستان ہیر رانجھا کے خالق پنجابی زبان کے عظیم آفاقی بزرگ شاعر پیر سید وارث شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ سے ہے۔

محمد شریف صابر لکھتے ہیں "یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ داستان ہیر رانجھا کے شاعر حضرت وارث شاہ دنیائے ادب میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں جب کہ ان کا قصہ ہیر ایک غیر فانی شاہکار اور عالمی سطح کا ادب پارہ ہے اسی بناء پر مختلف عالمی ملکی دانشوروں نے پیر سید وارث شاہ کو سخن کا بادشاہ تخت کا وارث، مہاکوی، ولی اللہ، عارف باللہ، شیکسپیئر، ورڈز ورتھ، پوشکن اور بودیئر کا ہم پلہ اور عظیم آرٹسٹ کے خطابات سے یاد کیا ہے سر عبدالقادر سید وارث کو نہ صرف شیکسپیئر تسلیم کرتے ہیں بلکہ انہیں پنجابی ادب کا سعدی بھی قرار دیتے ہیں۔"

خالد پرویز ملک ایڈووکیٹ اپنی کتاب تاریخ شیخوپورہ میں سید وارث شاہ کے بارے میں کہ پیر وارث شاہ کے کلام میں اخلاقی سیاسی، معاشرتی اور روحانی اقدار کا ایک سمندر کوزے میں بند کیا ہوا ہے قیامت تک نہ ٹلنے والی حقیقتیں اور سچائیاں اس فنکارانہ لہجے میں بیان کی گئی ہیں جس کے نقش انمٹ ہیں۔ان کا ذاتی مشاہدہ، تجربہ، علمیت، دینی اور دنیاوی علوم کا خزانہ ان کی اپنی ذات کے اندر ملتا ہے۔

سید وارث شاہ کے حالات زندگی کے بارے میں کوئی کنفرم بات نہیں ملتی۔ پنجاب کے اس قابل فخر سپوت نے ہیر کا قصہ 1180 ھ میں لکھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ 1150ھ 1140 ھ کے قریب یعنی 1722 میں سید قطب شاہ کے گھر پیدا ہوئے اور ان کا تعلق قبیلہ سادات سے تھا۔آپ کا مزار سابق وزیر اعظم مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی ذاتی دلچسپی اور عقیدت کے باعث وسیع وعریض اور باغ باغیچوں کی صورت میں تعمیر ہو چکا ہے۔جو کہ اپنی خوبصورتی کی منہ بولتی تصویر ہے۔روایت ہے کہ پیر وارث شاہ ؒ اور بابا بلھے شاہ ؒ دونوں ہم جماعت تھے۔علوم ظاہری حاصل کرنے کے بعد وارث شاہ قصور سے رخصت ہوئے اور پاکپتن میں بابا فرید گنج شکر ؒ کے مزار پر پہنچ گئے جہاں انہوں نے فیض حاصل کیا۔یہاں سے فارغ ہوئے تو ٹھٹھہ چلے گئے جہاں وہ ”بھاگ بھری“ کے عشق میں گرفتار ہوئے بھاگ بھری ایک بلوچ قبیلے سے تعلق رکھتی تھی اسی عشق نے انہیں ہیر رانجھے کا قصہ لکھنے پر اکسایا۔ہیر کا قصہ لکھنے والے سید وارث شاہ پہلے شاعر نہ تھے ان سے پہلے کئی فارسی ہندی اور پنجابی شاعروں نے اس قصہ پر طبع آزمائی کی۔مگر سید وارث شاہ ان سب سے بازی لے گئے۔

جناب سید وارث شاہ ؒ نے پنجابی ادب کا وہ شاہکار تخلیق کر دیا جو اس سے پہلے کوئی نہ کر سکا جس کے باعث اس قصہ نے ان کو زندہ جاوید کر کے ”ہیر“ کی کہانی کو ایک لافانی حقیقت بنا دیا۔

جناب سید وارث شاہ ؒ کے لکھے قصہ ہیر رانجھا کو اگر پرکھا جائے تو اس میں ماضی، حال اور مستقبل کا ذکر ملتا ہے اور ان باتوں کی نشاندہی بھی ہوتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ عیاں

ہوئے اور کسی مواقع پر نظر بھی آئے جیسے ضلع قصور کے بارے میں آپ کی یہ پیش گوئی کہ آدھا قصور پاکستان اور آدھا ہندوستان میں چلا جائے گا اور ایسا ہی ہوا۔

عہد وارث میں ہندوستان میں ہر طرف نفسا نفسی اور افراتفری کی فضا قائم تھی اور اس وقت پنجاب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔مغلوں کی سلطنت مسلسل عدم تحفظ کا شکار تھی۔پانی پت کی تیسری لڑائی 1761 میں مرہٹوں کی شکست کی وجہ سے شمالی ہند اور ہندوؤں کے تمام خواب چکنا چور ہو گئے جب کہ پنجاب میں سکھوں کی لوٹ مار کی وجہ سے حالات مزید خراب ہوئے اور پھر وہ آہستہ آہستہ مضبوط ہوتے گئے۔

آج کے دور میں بھی ہم چادر اور چادر دیواری کی تضحیک، بڑھتے ہوئے ظلم وجبر اغوا، جوا کی بیٹیوں کی عزت سر بازار پامالی اور بے حرمتی نظر آتی ہے تو فوراً امرتا پریم کے یہ اشعار ہمارے ذہن میں آجاتے ہیں:

اج آکھاں وارث شاہ نوں کتے قبراں وچوں بول
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول

کہا جاتا ہے کہ دنیا کی وسیع ترین زبان عربی ہے اور وسعت کے اعتبار سے دوسرا نمبر پنجابی زبان کا ہے۔پنجابی زبان کو اگر وسعت کے لحاظ سے دوسرا نمبر دیا جائے تو پھر سید وارث شاہ کی تخلیق کردہ ہیر سر فہرست ہے اسلام نے عورت کو جو بلند معاشرتی وقار عطا ہے سید وارث شاہ نے ہیر کی زبان سے ذکر کیا ہے۔”جو قومیں اپنی بیٹیوں کو قتل کرتی ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پاتیں۔روز قیامت ان کا گناہ کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔“

جناب سید وارث شاہ ؒ اپنی عمر کے آخری حصہ میں جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورا آ گئے اور یہیں ان کا انتقال ہوا۔جامع روایت کے مطابق آپ نے 1790 میں وفات پائی ہر سال آپ کا عرس جنڈیالہ شیر خان میں سرکاری طور 23، 24، 25 جولائی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے اور کسی دور دراز سے لاکھوں زائرین اور عقیدت مند مزار پر چادریں چڑھانے کے علاوہ لنگر بھی تقسیم کرتے ہیں۔

نوٹ: اس اخبار میں جناب تنویر ظہور صاحب لکھتے ہیں: وارث شاہ ؒ نے ہیر رانجھا کا قصہ 1180ھ 1766ء میں قصبہ ہانسی ضلع ساہیوال کے محلہ اچاتیہ کی مسجد کے حجرے میں بیٹھ کر تصنیف کیا۔ جو بعد ازاں دائمی شہرت کا حامل ہوا جو بھی اس تاریخی حجرے میں بیٹھا اسے سکون ملا۔ یہاں نیچے چھوٹا سا حجرہ، جائے نماز، قصہ مذکورہ اور ایک تکیہ پڑا ہے۔ ایک روشن دان ہے۔ جنڈیالہ شیر خان (ضلع شیخوپورہ) کو وارث شاہ ؒ کی نگری کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت سید وارث شاہ ؒ کا مزار بلاشبہ مرجع خواص وعوام ہے، ہمیشہ شب و روز زائرین آتے جاتے ہیں۔ آپ بلاشبہ ایک کامل صوفی اور عارف باللہ بھی تھے۔ کلام میں شریعت وطریقت کی کافی تعلیم موجود ہے۔ روزنامہ جنگ 25 جولائی 2003ء از طارق بشیر خان

(۵۴) اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر صاحب نے ابتداء میں اسلامی طریقت وفقر پر بہت کچھ لکھا پھر آنجناب ؒ کا ذکر خیر شروع فرمایا۔ آپ ؒ 10 شوال 1272ھ کو نقی علی خان ؒ کے ہاں بریلی میں پیدا ہوئے۔ دادا کا نام مولانا ضیا علی خان۔ 14 سال کی عمر میں آپ ؒ نے علومِ مدرسیہ سے سند فراغت لے لی۔ اور فتویٰ نویسی بھی شروع کر دی۔ 14 شعبان 1286ھ کو پہلا فتویٰ لکھا۔ ظاہری علوم کے حصول کے بعد حضرت شاہ آلِ رسول کی خدمت میں گئے۔ یہ قادری سلسلہ میں تھے۔ بیعت کر لی۔ پھر خلافت بھی ملی۔ بعدازیں جملہ سلاسل میں بھی خلافت ملی۔ ارشاد: خواہ کتنے مجاہدے کرے بات رب تعالیٰ کے فضل ہی سے بنتی ہے۔ 1323ھ میں حج کے لئے گئے۔ علمائے حجاز نے بڑی قدر و منزلت کی۔ اہل مکہ معظمہ آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپ کے ہمراہ مولانا حامد رضا خان بھی تھے۔ مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ مدینہ شریف کے علماء وصلحاء بھی جوق در جوق آپ کے پاس چلے آتے۔ حرمین شریف میں آپ نے کئی حضرات کو سندِ اجازت عطا فرمائی۔

ارشاد: اہل اللہ کے وسیلہ سے اللہ ہر مصیبت ٹال دیتا ہے۔

آپ کی فیض بخش صحبت جو بھی اختیار کرتا اس پر حقیقت و معرفت کے دروازے کھل جاتے۔ شریعت وطریقت کے مسائل ایک جملے میں حل فرما دیتے۔ فیوض و برکات کے چشمہ ہائے صافی ایک زمانے نے معرفت کی پاس بجھائی۔ آپ نے زبانی، تحریری اور عملی خدمات سر انجام دیں۔

گائے کی قربانی کی بڑی فضیلت بیان فرمائی۔ مسئلہ سمجھانے کا انداز بڑا موثر اور شگفتہ ہوتا۔ ایک شخص کے استفسار پر فرمایا 70 ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنی بیٹی کو بخش دو۔ یہ دونوں کے لیے ذریعہ نجات ہوگا۔ فرمایا ''عذاب روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے'' دینی خدمات بے شمار ہیں۔ آپ نے سینکڑوں علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ خضر ؑ کے متعلق فرمایا ''وہ نبی ہیں اور زندہ ہیں۔ مذہب جمہور'' (یہاں راقم عرض کرتا ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ خضر ؑ ولی ہیں، بلاشبہ، حضور امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ نے بھی یہی فرمایا جس طرح راقم نے عرض کیا) الیاس ؑ زندہ ہیں۔ عیسیٰ ؑ اور ادریس ؑ آسمان پر ہیں۔ رب کے فرمان پر موت کا ذائقہ چکھ لیں گے۔

وصال سے قبل فرمایا: میرے پاس سورۃ یٰسین اور رعد پڑھو۔ سفر کی دعائیں بھی۔ کلمہ طیبہ خود پڑھا اور 25 صفر 1340ھ جمعۃ المبارک وصال فرمایا۔ بریلی کے محلہ سوداگراں میں دارالعلوم منظر اسلام کی عمارت کے اندر مزار پُرنور ہے۔ جو کہ مرجع عوام وخواص ہے۔

راقم: مقام عشق ومحبت میں بھی مقام بہت بلند تھا۔ یہ حقیقت آپ کے کلام سے واضح ہے۔

سلام: ''مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام''۔ دنیا بھر کے مسلمان پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

(سنڈے ایکسپریس 26 اگست 2007ء)

(۵۵) حضرت شاہ پنن ولی رحمۃ اللہ علیہ

شہر گوجرانوالہ کے قریب ایک قدیم بستی ہے اروپ (راقم کو یہاں جانے کا اتفاق ہوا تھا) مغلیہ دور میں فوجی چوکی تھی۔ یہ عاشقوں کی بستی ہے۔ لوگ قادری شاذلی سلسلہ سے وابستہ

ہیں۔شاہ پنن ولی کا یہاں مزار ہے۔آپ ؒ مصلے کے نیچے سے پیسے نکال کر مزدوروں کو دیا کرتے۔ایک دن ایک مزدور نے دیکھ لیا۔پھر رات بھر مصلے کے نیچے گڑھا کھودتا رہا کچھ نہ ملا۔آپ نے اس مزدور کو دوسرے دن دگنا معاوضہ دیا۔وہ مزدور قدموں میں گر پڑا۔

شاہ پنن 1480ء کو ''اروپ'' میں پیدا ہوئے۔ارائیں قبیلہ سے تھے۔والدین صالحین میں سے تھے۔شاہ پنن کھیتی باڑی میں مشغول تھے۔ایک بزرگ آئے۔آپ کی طلب صادق تھی اس لئے علمِ انوار سے آپ کو نوازا۔اوراد و وظائف ارشاد فرمائے۔سلسلہ قادریہ میں بیعت کرلیا۔اور مقبول ولی اللہ بنے۔شیر شاہ سوری اس علاقہ سے گزرا۔حالات معلوم کیے۔اور ان سے بہت متاثر ہوا۔آپ ؒ حضور داتا صاحب لاہوری ؒ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔بلکہ آپ کا نام داتا صاحب ؒ کے روحانی مریدوں میں بھی شامل ہے۔ان کے مزار پر عوام وخواص حاضر ہوکر سکون حاصل کرتے ہیں۔مزار مرجع خلائق ہے۔11 ہاڑ کو ہر سال عرس ہوتا ہے۔

(تلخیص۔سنڈے ایکسپریس 23 مارچ 2008ء)

(۵۶) مخدوم پیر احمد شاہ سندھڑی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد شاہ ؒ حسنی سید۔والد سید گوہر حسین شاہ ؒ۔

جائے ولادت ہوشیار پور (مشرقی پنجاب) 19 ویں صدی عیسوی کے نصف میں۔ آبائی گاؤں غازی پور تحصیل وسوہہ۔دادا مخدوم سید دیوان شاہ ؒ ہوشیار پور کے قاضی۔یہ عہدہ خاندان میں پشت در پشت چلا آیا۔سات سال کی عمر ہی میں ظاہری و باطنی علوم حاصل کر لئے۔القابات: سلطان ہوشیار پوری، آفتابِ ولایت اور حکیم سندھڑی۔صاحب نظر فقیر اور پختہ کار حکیم۔اپنے والد ماجد ؒ کے جانشین۔پانچ سال گوشہ نشین رہے۔سیاحت کی غرض سے سندھ کی طرف گئے۔آپ کے بڑے بیٹے حکیم سید اشرف حسین بھی آپ کے ہمراہ تھے۔بہت سے ہندوؤں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔جالندھر، ہوشیار پور، گورداس پور اور سندھ

کے علاقہ گھونکی کے آپ کے قریباً پانچ ہزار مرید تھے۔اخلاق حسنہ کے حامل تھے۔ہر قول وفعل سنت مطہرہ کے مطابق تھا۔سلسلہ سہروردیہ اور یہ نقشبندیہ مجددیہ کے حقیقی وارث تھے۔مگر آپ صرف سلسلہ نقشبندیہ میں سبھی کو بیعت فرماتے تھے۔

ایک واقعہ بابت روحانی مقام:

بستی دانشمندوں ضلع جالندھر کے نمبردار کا بیٹا عیاش اور مغرور ہوشیار پور کی ایک بستی میں ایک موچی کی خوبصورت نیک طبع لڑکی پہ نظر ڈال کر اسے لینے کے لئے بے تاب ہوگیا۔موچی کو دھمکی دی۔لڑکی کی شادی میرے ساتھ کردو ورنہ اغوا کرلوں گا۔موچی پریشان ہوکر حضرت ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔فرمایا: یہ معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔عزت، طاقت کے خزانے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔تمہاری بیٹی کی حفاظت رب العزت عطا فرمائے گا۔تین چار دنوں بعد نمبردار کا بیٹا پھر آگیا۔موچی نے کہا ''میری بیٹی وہ سامنے نماز پڑھ رہی ہے اللہ کی قوت کو آزمانا چاہتے ہو تو آزمالو'' بیٹا کانپنے لگا۔موچی سے کہا: مجھے اس بزرگ کے پاس لے چلو جس نے تمہیں مالک کائنات کا دروازہ دکھایا ہے۔موچی اسے لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔بیٹا عرض کرنے لگا: ''مجھے معاف فرمائیے اور راہِ ہدایت دکھایئے'' شاہ صاحب ؒ نے درود شریف کا دم کیا وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ہوش آنے پر معافی مانگی۔سچے دل سے گناہوں سے توبہ کی اور مرید ہوگیا۔

؎ نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

مزید کرامات یہ راقم ناکارہ نہ لکھ سکا۔ارشاد: شریعت پر عمل تمام کاموں کا متکفل ہے۔شریعت کے اجزاء علم وعمل واخلاص ہیں۔خدا کی رضا جوئی منزلِ مراد ہے۔آپ کے دوسرے بیٹے سید فضل حسین شاہ ؒ روحانیت کی منزل کے مسافر تھے۔وصال 19 جمادی الثانی 1335ھ۔مزار آبائی گاؤں میں ہے۔چھوٹے بیٹے سید فضل حسین شاہ ؒ کے مزار موضع ساہکے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ہے۔29 صفر کو عرس ہوتا ہے۔

(سنڈے ایکسپریس 8 جون 2008ء)

(۵۷) حضرت سید شاہ جمال قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم گرامی شاہ جمال ہے۔ آپ کے والد مولانا عبدالواحد اور بھائی شاہ کمال تھے۔ آپ کے والد گرامی کا نام ایک روایت سے مولانا عبدالواحد ہے اور دوسری روایت میں عبداللہ ہے۔ مگر قوی روایت ہے کہ یہ نام عبدالواحد ہے حاکم کشمیر سے تعلقات خراب ہو جانے پر کشمیر سے سیالکوٹ آ گئے تھے۔ آپ کے بزرگ قاضی جمال الدین بڈشاہی کی اولاد میں سے تھے۔ جو کشمیر میں باوقار خاندان تھا۔ اور علم وعرفان میں ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ آپ دو بھائی تھے شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ۔ دونوں بزرگ اسم بامسمیٰ صاحب جمال اور صاحب کمال تھے۔ یہ دونوں بزرگ لاہور میں دفن ہوئے اور ان کے مزارات تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہیں۔ حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ فیروز پور روڈ کی ذیلی سڑک شاہ جمال روڈ پر واقع ایک حسین مقبرہ میں خوابیدہ ہیں۔ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کا مزار موضع راواں میں واقع ہے۔ جو اچھرہ اور وحدت کالونی کے درمیان ہے۔ ایک بزرگ شاہ کمال قبرستان مغلپورہ گنج میں بھی مدخون ہیں۔ یہ حضرت میاں وڈے درس والوں کے خلیفہ تھے

حضرت شاہ جمال قادری سہروردی شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد میں 895ھ 1587ء میں لاہور تشریف لائے۔ اس وقت لاہور شہر میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ عظام اقامت پذیر تھے۔ یہ شہر وفضل کا گہوارہ بنا ہوا تھا۔ سفینۃ الاولیاء میں درج ہے کہ لاہور ایک معزز اور ممتاز شہر ہے۔ اس جیسا اور کوئی شہر روئے زمین پر موجود نہیں۔ آج کل (عہد شاہجہان) میں یہ شہر اولیائے کرام کا مرکز بنا ہوا ہے۔ بے شمار اولیائے کرام کے مقابر ہیں اور اس شہر میں بے شمار حفاظ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اچھرہ (لاہور) کے مشرق کی جانب نشینی علاقہ میں جا بسے۔ آپ لاہور میں مقیم علماء و مشائخ سے ملے اور دعوت دین میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے اصلاح معاشرہ پر خصوصی توجہ فرمائی اور لوگوں کو تلقین کی کہ کم تولنا کم ماپنا اور جھوٹ بولنا جیسی معاشرتی برائیوں سے ہر قیمت پر پرہیز کریں تا کہ روز قیامت اعمال صالحہ کی بناء پر نجات ممکن ہو۔

سیرت و کردار اور مجاہدات آپ کے نہایت خوش اندام اور خوش اخلاق تھے خانوادہ

سادات سے تعلق ہونے کی بناء پر زہد و تقویٰ، شرافت و نجابت، علم و دانش اور مہارات کے عناصر آپ کے طبعی اخلاقیات میں شامل تھے۔ آپ کبھی بھی کسی کے دستِ نگر نہ ہوتے۔ بلکہ فیاضی و سخاوت اور دریا دلی میں عظیم شہرت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے شہنشاہِ اکبر کی بیٹی کے اس محل کی تعمیر کے وقت جو آپ کے دمدمہ کے سامنے بن رہا تھا اس کے شاہی معماروں اور مزدوروں کو مقابلہ کی مزدوری دے کر اپنے دمدمہ کی تعمیر کے لیے لگا لیا۔ آپ کی متوکلانہ زندگی کا ایک اہم حصہ آپ کے مجاہدات ہیں۔ آپ طویل چلہ کشی کیا کرتے تھے۔ ایک چلہ ختم ہوتا تو دوسرا شروع ہو جاتا۔ آخری سالوں میں یہ چلہ کشی زیادہ ہو گئی تھی۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال بھی ایک چلہ کے دوران ہی ہوا۔ چلہ گاہ اچھرہ (دمدمہ) جس میں آنجناب کا وصال پاک ہوا۔ جو موجود عمارت کی تعمیر نو کے وقت شہید کر دیا گیا تھا۔ چلہ گاہ شیخوپورہ، یہ شاہ جمال روڈ شیخوپورہ قلعہ نزد قبرستان میں واقع ہے۔ چلہ گاہ شاہ رحمان (بھڑی شریف) اور چلہ گاہ شاہدرا۔ کہتے ہیں کہ ریاست چمبہ (بھارت ضلع گورداسپور) میں بھی آپ کی نشست گاہ ہے۔ جہاں عرس ہوتا ہے۔ دمدمہ کے قلب وجوار میں تاریخی آثار حضرت شاہ جمال قادری سہروردی لاہور کے جوار میں بہت سی شاہی عمارات تعمیر تھیں۔

دمدمہ کے قریب شہزادی سلطان بیگم بنت اکبر بادشاہ کا محل۔ باغ۔ بارہ دری اور تالاب تھا۔ نورالدین محمد جہانگیر نے 1025ھ 1616ء میں مسافروں کے لیے ایک سرائے تعمیر کرائی تھی۔ اس میں پندرہ بیس ہزار افراد کی گنجائش تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس میں گولا بارود بنانے کی فیکٹری لگا دی تھی۔ اس وجہ سے یہ سرائے گولیاں والی کہلانے لگی۔ اس کا طول وعرض 190 گز X140 گز تھا۔ مندر بھیرون دیوتہ، یہ مندر فیروز پور روڈ اچھرہ پر شمع سینما کے عقب میں واقع ہے۔ بھیرون ایک طاقتور عفریت دیوتا تھا جس کی ہندو لوگ پوجا کرتے تھے۔ تالاب چندرات، رحمان پورہ اچھرہ میں ہندوؤں کا ایک قدیم تالاب تھا۔ جو اہلِ ہنود کا نہایت مقدس تھا اور مندر تھان، کالی ماتا، یہ بھی ہندوؤں کا ایک مقدس مقام تھا جو اچھرہ اور سرائے گولیاں والی کے درمیان واقع تھا۔ تذکرہ جات میں آپ کی شادی اور اولاد کے بارے میں کوئی تحریر نہیں ملتی۔ اس

سے آپ کی مسلسل چلہ کشی سے حالات سے یہ نتیجہ نکلنا بدیہی ہے کہ آپ نے حالت تجرد میں زندگی بسر کی۔ آپ کی وفات شاہ جہان کے دورِ حکومت میں ہوئی۔

ہر جمعرات کی رات کو بھی ہزاروں عقیدت مند مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ حضرت شاہ جمال ؒ سالک اور صاحب صحو درویش تھے۔ آپ نے ارشاد و ہدایت کے کاروبار کو خوب ترقی دی اور عوام وخواص کو فیض تربیت سے سیراب کیا۔ حتیٰ کہ آپ ؒ کے بعد بھی آپ کا سلسلہ طریقت آپ کے خلفاء کے ہاتھوں جاری رہا۔ یقیناً آپ کے خلفاء کی تعداد کہیں زیادہ ہوگی مگر تذکروں میں ہمیں مندرجہ ذیل اسماء ملتے ہیں۔ شیخ فخر الدین آپ کی زوجہ کی قبریں مزار سے باہر ہیں۔ حضرت پیر حسن شاہ ولی سہروردی ؒ کا مزار ایبٹ روڈ پر اور جانکی دیوی جمعیت سنگھ ہسپتال اور پرانے کلب گھر کے درمیان واقع ہے۔

(روزنامہ جنگ 25 جولائی 2003ء از جناب سہیل جاوید بٹ)

۵۸ لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

ولادت 537ھ۔ مروند۔ (افغانستان)

وفات 673ھ۔ سہون۔ (سندھ۔ پاکستان)

اسم گرامی۔ عثمان۔ والد ماجد سید کبیر ؒ۔ سلسلہ نسب سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ جذب وسکر کے ساتھ بھی واسطہ پڑا اس لئے قلندر بھی کہلائے۔ علمِ لسانیات اور صرف ونحو میں بہت بڑے ماہر تھے۔

ساتویں صدی ہجری کے دوسرے عشرے کا واقعہ ہے۔ ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ تاہم بعض علاقوں میں ہندو راجا حکمران تھے۔ سندھ کے موجودہ نام سہون والے علاقہ میں آپ ؒ نے قیام فرمالیا۔ یہاں بھی ایک بہت ظالم اور بدکار ہندو راجہ اجیرن جی حاکم تھا۔ اس علاقہ میں ہر قسم کی اخلاقی برائی موجود تھی۔ آپ ؒ کا مقابلہ اس ہندو راجہ سے ہوتا رہا۔ بالآخر آپ اپنی روحانی وخدائی پاور سے اس پر غالب آ گئے۔ یہ برباد ہوا۔ اہل علاقہ بھی

تائب ہو گئے۔ اگر قارئین ان واقعات کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں تو "اللہ کے سفیر" از جناب خان آصف صاحب مرحوم میں میرے علم کے مطابق بہ طریقِ احسن موجود ہے۔ یہاں سے مطالعہ فرما سکتے ہیں۔ اس ہندو راجہ کو ختم کرنے میں آپ نے ایسی کرامتیں دکھائیں جن سے آپ کا رتبہ و مقام روحانی پاور ثابت ہے۔ یہاں اس بارے میں ایک کرامت والا واقعہ نہیں سینکڑوں واقعات ہیں۔ بزرگوں ہی نے شہباز کے لقب سے آپ کو پکارا۔

آپ نے اپنے مرید کو اپنی کمال روحانی پاور سے سزائے موت سے بھی بچایا۔ بلاشبہ روحانی تصرفات میں آپ شہنشاہ تھے۔

آپ کے والد سید کبیر ؒ کی شادی ہرات کے بادشاہ کی بیٹی سے ہوگئی جن سے جناب لعل شہباز قلندر کی ولادت ہوئی۔ جوان ہوئے۔ علوم حاصل کئے۔ بابا ابراہیم ؒ اور سید جمال شاہ مجرد ؒ سے خرقہ حاصل کر کے حرمین شریف میں تشریف لے گئے۔ اس سفر کے دوران آپ کی ملاقات سید جلال الدین سرخ بخاری ؒ سے ہوئی یہ بزرگ مخدوم جہانیاں جہاں گشت ؒ کے دادا جان تھے۔ یہ دونوں کئی سال تک حرمین شریف میں رہے۔ سخت مجاہدے کئے۔ پھر بخارا میں آ گئے۔ حاکم بخارا نے کہا: سید کو آگ نہیں لگتی۔ اگر بھڑکتی ہوئی آگ سے سلامت رہو تو ہم سید مانیں گے۔ سید سرخ بخاری ؒ آگ سے گذرے۔ سلامت رہے۔ حاکم نے اپنی بیٹی ان سے بیاہ دی۔ بابا فرید الدین گنج شکر ؒ کے ایک مرید سیّد زادے کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔

چند ماہ بعد لال شہباز قلندر ؒ ان سے رخصت لے کر نجف میں مزار علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوئے۔ یہاں سے کربلا معلیٰ اپنے والد ماجد ؒ کے پاس پہنچے۔ اور پھر والد ماجد وصال فرما گئے۔ پھر سبزوار گئے۔ یہاں حضرت بابا ابراہیم ؒ موجود تھے۔ ملاقات ہوئی اور یہ بزرگ وصال فرما گئے۔ دوسرے مرشد شیخ جمال شاہ مجرد ؒ ہیں۔ انہوں نے بھی آپ کی روحانی تربیت فرمائی۔

مخدوم سید عثمان مروندی لعل شہباز قلندر ؒ پابند شریعت بزرگ تھے۔ شیخ الاسلام

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی ؒ سے بھی خلافت لی تھی۔حضور بادا فرید الدین گنج شکر ؒ کے ساتھ بھی رہے۔صوفیاء میں چار یار سے مراد بہاؤ الدین زکریا ؒ، مسعود گنج شکر ؒ، سید بلال الدین بخاری ؒ، اور لعل شہباز قلندر ہیں۔اگر کسی مورخ نے شہباز قلندر ؒ کے خلاف کچھ لکھا ہے تو بلاشبہ سراسر غلط ہے۔راقم: بے شمار مصنفین نے آپ کا ذکر خیر لکھا ہے۔

سہون شریف ریلوے سٹیشن کے قریب ایک پہاڑ میں ایک غار ہے یہ غار بنی نوع انسان کا مسکن رہا ہے۔اس میں آپ ؒ نے چلہ کشی کی تھی۔اس میں 400 افراد کے بیٹھنے کی جگہ موجود ہے۔ایک قبر بھی ہے جو آپ ؒ کے مرید کی ہے۔سٹیشن کے قریب ایک لال باغ بھی ہے اس کے متصل بھی پہاڑی ہے جہاں پر بھی چلہ کشی فرمائی۔یہاں آپ کی وجہ سے یہ چشمہ بھی جاری ہوا۔کراچی سے منگھو نامی پہاڑی پر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی ؒ کے ہم عصر بزرگ دفن ہیں۔منگھو پیر کے نام سے مشہور ہیں۔یہاں لعل قلندر ؒ کے نام سے ایک بستی بھی ہے شیخ رکن الدین ملتانی ؒ بھی آپ کے ہمراہ رہے تھے۔بلاشبہ یہ بزرگ ہزاروں کراماتوں والے تھے۔

وصال 21 شعبان 673ھ۔فیروز شاہ تغلق کے ایک گورنر نے مزار مبارک تعمیر کرایا۔اکبر کے دور میں مزید توسیع کی گئی۔1009ھ میں دوبارہ تعمیر ہوئی۔744 سال گزر چکے مگر آپ کا فیض روحانی آج بھی موجود ہے۔

راقم ناکارہ ہیچمدان نے یہ تذکرہ "اللہ کے ولی" از جناب خان آصف۔اشاعت 2005ء سے لیا۔جناب مصنف نے 162 تا 403 صفحات پر ذکر خیر لکھا ہے۔راقم نہایت ہی علیل (B.P، غدود، کھانسی سانس کے مسئلہ میں) ہے۔جہاں بیٹھ کر لکھا حال نہایت نا مساعد۔تاہم بزرگوں کے طفیل اتنے صفحات سے چند سطور برائے حصول نجات لے لیں۔اللہ مصنف کے درجات بلند فرمائے۔

(۵۹) حضرت سچل سرمست ؒ

ولادت 1170ھ۔درازن (طیر پور)۔وفات 1242ھ درازن۔

نام عبدالوہاب۔سچل سرمست کے نام سے مشہور۔سلسلہ نسب سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم ؓ سے ملتا ہے۔سندھی، عربی، فارسی، ہندی، پنجابی زبانوں پر پورا عبور حاصل تھا۔آپ کی شاعری آج بھی محفوظ۔آپ بڑے مستجاب الدعوات تھے۔میر رستم علی خان حاکم شہر کا بیٹا لاعلاج ہو چکا۔آپ ؒ کی برکت سے شفا ہوئی، اور اپنے بیٹے کو خدا کے سپرد کر دیا جو فوت ہو گئے۔(نذر کر دیئے گئے) آپ کریم النفس، حوصلہ مند، جانباز درویش تھے۔عبداللہ بن عمر ؓ کے بعد آپ ؒ کے پوتے شہاب الدین فاروقی ؒ عراق میں آ گئے۔جب مسلمانوں نے سندھ پر حملہ کیا اور فتح نہ ہوئی تو حجاج بن یوسف نے شیخ شہاب الدین فاروقی ؒ کے مشورے پر سندھ میں لشکرِ اسلامی بھیجا جس میں شیخ فاروقی ؒ بھی آئے۔ان کے وصال پر ان کے صاحبزادے شیخ محمد فاروقی ؒ سیوستان کے حاکم بنے۔ان کے بعد ان کے فرزند مخدوم نور الدین ؒ۔دادا خواجہ محمد حافظ ؒ۔(سائیں صاحب دینہ فاروقی ؒ) دینہ فاروقی ؒ کے دو بیٹے تھے میاں صلاح الدین ؒ، میاں عبدالحق ؒ، میاں صلاح الدین ؒ سے سرمست ؒ پیدا ہوئے۔شاہ عبداللطیف بھٹائی ؒ سے سچل سرمست فیض یاب ہوئے۔ان کے صاحبزادے سے سچل سرمست نے بیعت کی، اور خلافت لی۔برسوں ویرانوں اور جنگلوں میں رہے۔نہایت اعلیٰ پایہ متقی تھے۔

لوگ آپ کو منصور آخر الزماں کے نام سے پکارتے۔شاعری کی بے شمار کتب مشہور ہیں۔ارشاد: جناب سید المرسلین ﷺ نے مجھے اپنے عاشقوں (غلاموں) کی جماعت میں شامل فرما لیا۔

وصال 14 رمضان شریف 1342ھ۔مزار درازن میں۔والئی خیر پور نے مزار تعمیر کرا دیا۔175 سال گذر چکے تاہم مزار مرجع خلائق ہے۔(اللہ کے ولی از خان آصف مرحوم)

⑥۰ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام حسن اور ابوسعید کنیت تھی۔ باپ کا نام یسار تھا۔ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ماں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھی۔ اس گھر میں آپ پیدا ہوئے اور ام سلمہ کی گود میں پلے اور ان کے واسطہ سے دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھر میں آیا جایا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ جب پیدا ہوئے تو اس وقت صحابہ کی بڑی تعداد موجود تھی اور ایسی جگہ آپ پلے جہاں کی گلی گلی علم نبوی کا مخزن تھی، پھر ان کو ایسے بزرگوں کی صحبت میسر آئی جو اسلامی تعلیمات اور اخلاق نبوی کے مجسم نمونہ تھے۔ اس لئے ان کا دامن علم و فضل زہد و تقویٰ سے بھرا ہوتا تھا، ظاہری اور باطنی کمالات سے آپ مالا مال تھے۔

بارہ برس کے سن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید یاد کر لیا تھا اور تفسیر کا علم بھی بڑی محنت سے حاصل کیا تھا۔ ابوبکر ہذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تفسیر کا علم انہوں نے اس محنت سے حاصل کیا تھا کہ جب تک ایک سورہ کی تفسیر اور شان نزول وغیرہ کو پورے طور پر سمجھ نہ لیتے تھے آگے نہ بڑھتے تھے، وہ قرآں کے بہت بڑے عالم تھے۔

علم حدیث انہوں نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم جیسے بڑے جلیل القدر صحابہ سے حاصل کیا تھا۔ صحابہ کے علاوہ بڑے بڑے تابعین سے بھی حدیثیں حاصل کی تھیں۔ اس لئے علم حدیث میں بھی ان کا رتبہ بہت بلند تھا۔ اکثر شائقین ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث حاصل کرتے تھے۔

فقہ کے وہ بہت بڑے امام تھے اور بصرہ کے مفتی اعظم تھے۔

حضرت ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بڑا فقیہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں دس سال تک حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس

آتا جاتا رہا، ان سے نئے مسائل معلوم ہوتے رہے۔ اس تفقہ کے ساتھ آپ میں مجتہدانہ قوت تھی۔ جن مسائل میں آپ کو کوئی حدیث نہ ملتی تھی آپ اجتہاد سے کام لیتے تھے۔

ان مذہبی علوم کے علاوہ علم ادب کے بھی بڑے ماہر اور فصیح و بلیغ تھے۔ عالموں کی صحبت آپ کو محبوب تھی، ان سے باتیں کرنے میں کھانے پینے اور آرام کی بھی پرواہ نہ ہوتی تھی۔

فرماتے تھے کہ ان لوگوں کی دید سے زیادہ کسی چیز میں میری آنکھوں کے لئے ٹھنڈک نہیں ہوتی۔ فرماتے تھے کہ وہ مسلمان آپس میں ملتے ہیں حدیث بیان کرتے ہیں خدا کا ذکر کرتے ہیں اس کی حمد وثناء کرتے ہیں یہ وقت آرام کرنے سے اچھا گزرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ فقیہ وہ ہے جو زاہد متقی اور پرہیزگار ہو۔ اپنے بلند مرتبہ کی پرواہ نہ کرے اور اپنے سے کم رتبہ والے کا مذاق نہ اڑائے اور خدا نے اس کو جو علم دیا ہو اس سے دنیاوی منفعت حاصل کرے۔

آپ اگرچہ ظاہری علوم میں شیخ الاسلام کا مرتبہ رکھتے تھے مگر یہ علوم ان کے لئے سرمایہ ناز نہ تھے۔ ان کا حقیقی مقام عرفان تھا۔ آپ نے علوم باطنیہ براہ راست حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کئے تھے، اولیاء اللہ کے اکثر سلاسل آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک منتہیٰ ہوتے ہیں۔ تمام اکابر صوفیہ آپ کو اس سلسلہ کا شیخ الشیوخ مانتے ہیں۔

آپ چونکہ اجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے ملے تھے اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کی گود میں آپ کی نشو ونما ہوئی تھی۔ اس لئے آپ کے اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ بالکل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر 170 اصحاب کو دیکھا ہے حسن سے زیادہ کسی کو ان سے مشابہ نہیں پایا۔ آپ کے دل میں محبت الٰہی کی ایسی سوزش تھی کہ ہر وقت اللہ ہی کے خیال میں رہتے تھے، کبھی آپ کو ہنسی نہ آئی تھی۔ فرماتے تھے کہ مومن کی ہنسی قلب کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید کی آیتوں کو پڑھ کر غایت اثر سے زار و زار رویا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا

خوف آپ کے دل میں بے حد تھا، خوف کی وجہ سے چہرہ پر کسی وقت خوشی کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ آپ کی مجلس میں آخرت کا اکثر تذکرہ رہتا تھا۔

فرائض اور سنن کے علاوہ آپ کی اکثر عبادتیں تنہائی میں ہوتی تھیں اور ان پر اس وقت ایک عجیب عالم ہوتا تھا۔

حضرت حمید ؒ کا بیان ہے کہ حضرت شعبی ؒ نے حضرت حسن ؒ سے تخلیہ میں ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے حضرت حسن ؒ سے اجازت لے کر ان سے کہا کہ تشریف لے جائیے ملاقات ہو جائے گی۔ تنہا ان کی ہمت ان کی خدمت میں جانے نہ پڑی۔ میں بھی ساتھ ہو لیا، جب ہم لوگ اندر پہنچے تو حضرت حسن ؓ قبلہ رو بیٹھے ایک عالم میں کہہ رہے تھے۔ ابن آدم! تو نیست تھا ہست کیا گیا۔ تو نے مانگا تجھ کو دیا گیا لیکن تیری باری آئی اور تجھ سے مانگا گیا تو تو نے انکار کر دیا۔ افسوس! تو نے کتنا برا کام کیا ہے یہ کہہ کر وہ بے خبر ہو جاتے تو پھر ہوش میں آ کر یہی کلمات دہراتے تھے یہ رنگ دیکھ کر شعبی نے مجھ سے کہا لوٹ چلو اس وقت شیخ کسی اور عالم میں ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ اگر انسان جو کہتا ہے اس کو کرتا بھی ہے تو یہ اس کی فضیلت ہے اور اگر کرنے سے زیادہ کہتا ہے تو وہ اس کے لئے باعث شرم ہے۔ آپ خود جب تک کسی کام کو نہ کرتے دوسروں کو اس کے کرنے کی ہدایت نہ فرماتے اور جب تک کسی کام کو خود نہ چھوڑ دیتے دوسرے کو اس کے کرنے کو منع فرماتے۔ آپ بلا عمل صرف زاہدوں کی سی وضع بنا لینے کو تو بُرا مانتے تھے۔

انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس ہے جو اس کو کبھی شہرت، کبھی ریاکاری، کبھی غرور کے فریب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضرت حسن بصری ؓ اس سے بہت خائف رہتے تھے اور ہر وقت یہ دعا فرماتے خدایا شرک وغرور، انفاق شہرت طلبی کے فریب سے مجھے بچا اور دین میں شک وشبہ سے ہمارے دل محفوظ رہیں۔ اے مقلب القلوب! ہمارے دل کو دین پر قائم رکھ اور مضبوط اسلام کو ہمارا دین

بنا۔

آپ عوام کی عقیدت کو اور اپنی تعریف کو بُرا جانتے تھے۔ فرماتے تھے کہ عوام کی عقیدت ایک آزمائش ہے اور اپنی تعریف اچھی لگنا یہ نفس کا فریب ہے۔ اس سے غرور پیدا ہو جاتا ہے۔

ظالم بادشاہوں اور جابر حاکموں کے مقابلہ میں حق بات کا اعلان کرنا اور نیک کام کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرنا اس کو آپ اچھا نہ سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مومن کو چاہئے کہ اپنے کو ذلیل نہ کرے کیونکہ ان ظالموں کی تلواریں ہماری زبانوں سے آگے بڑھ گئی ہیں۔ جب ہم ان سے بات کرتے ہیں تو وہ تلوار سے ہم کو جواب دیتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ ایسی حالت میں آدمی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور ظالموں کے ظلم سے صبر کرے کیونکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں، صبر اور توبہ سے اللہ تعالیٰ جلد اس مصیبت کو دور کر دے گا۔ ان ظالموں سے مقابلہ کا کوئی اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔

لیکن جہاں سکوت کا موقع نہ ہوتا تھا، آپ نہایت دلیری سے بات کرتے تھے۔ یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں عمر بن ہبیرہ خراسان اور عراق کا حاکم تھا۔ اس نے عراق کے بڑے بڑے علماء کو بلایا، ان میں حسن بصری ؒ بھی تھے۔ سب سے کہا کہ یزید خلیفۃ المسلمین ہے۔ اس کو خدا نے اپنا نائب کر کے بھیجا ہے اور ہم نے حکام کو اس کے حکم کی تعمیل کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس معاملہ میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں؟ سب نے سکوت اختیار کیا آپ نے فرمایا: ابن ہبیرہ! یزید کے بارے میں خدا کا خوف کر...... خدا تجھ کو یزید سے بچا سکتا ہے۔ لیکن یزید تجھ کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ زمانہ قریب ہے کہ خدا تیرے پاس ایسا فرشتہ بھیجے کہ تجھے حکومت سے اتار کر اور محل کی وسعت سے نکال کر قبر کی تنگی میں ڈال دے۔ اس وقت تیرے اعمال کے سوا کوئی چیز تجھے نجات نہ دلا سکے گی۔ خدا نے بادشاہت اور حکومت اپنے دین اور اپنے بندوں کی حفاظت اور مدد کے لئے بنایا ہے۔ اس لئے خدا کی دی ہوئی حکومت کے ذریعے سے خدا کے دین اور اس کے

بندوں پر تم سوار نہ ہو۔ خدا کی نافرمانی کسی مخلوق کی فرمانبرداری کی وجہ سے نہ کرنی چاہیے۔

آپ کی مفید باتیں:

1۔ جو خیالات پیدا ہو کر نکل جائیں وہ شیطان کی طرف سے ہیں ان کو دور کرنے میں اللہ کی یاد اور قرآن مجید کی تلاوت سے مدد لینی چاہیے اور جو پیدا ہو کر رہیں وہ نفس کی طرف سے ہیں ،ان کے دور کرنے میں نماز، روزہ اور ریاضت ومجاہدہ سے مدد لینی چاہیے۔

2۔ خدا جس بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس کو بال بچوں کی بندشوں میں نہیں پھنساتا۔

3۔ انکساری اور تواضع کی یہ شرط ہے کہ گھر سے باہر جس سے بھی ملے اس کو اپنے سے افضل اور بہتر سمجھے۔

4۔ جب بندہ گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے تو اس سے خدا کے ساتھ اس کی نزدیکی اور بڑھ جاتی ہے۔

5۔ ایک شخص نے آپ سے شکایت کی کہ میرا دل بہت سخت ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو ذکر اور فکر کے مقامات میں لے جایا کرو۔

6۔ مُردے کے لئے سب سے برے اس کے گھر والے ہوتے ہیں کہ اس پر روتے ہیں حالانکہ اس کے مقابلہ میں اس کی میت کے فرض کا ادا کرنا ان پر آسان نہیں ہوتا۔

7۔ ایک شخص کی دشمنی کے بدلہ میں ہزار آدمیوں کی دوستی بھی نہ خریدو۔

8۔ طمع اور لالچ عالم کو رسوا کر دیتی ہے۔

9۔ انسان کا اپنے نفس کی علانیہ بُرائی کرنا حقیقت میں اس کی تعریف ہے۔

10۔ اپنے بھائیوں کی عزت کرو تو ہمیشہ ان کے ساتھ تمہاری دوستی قائم رہے گی۔

11۔ اگر انسان کو اپنی موت کی رفتار پر نظر ہوتی ہے تو وہ اپنی امیدوں کے فریب کا دشمن بن جاتا ہے۔

12۔ جو شخص خدا کے سامنے عاجزی کے لئے اون کا معمولی غریبوں کا سا لباس پہنتا ہے خدا اس کی نظر اور دل کا نور بڑھا دیتا ہے اور جو شخص اسے غرور اور ریا سے پہنتا ہے وہ سرکشوں کے

ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

13۔ کاش میں کوئی ایسا کھانا کھا لیتا جو میرے پیٹ میں اینٹ بن جاتا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اینٹ پانی میں تین سو برس تک باقی رہتی ہے۔

14۔ ایک مرتبہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ فقیہ ایسا ایسا کہتے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگوں نے فقیہ دیکھا بھی ہے، فقیہ وہ ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہو، دین میں پوری سمجھ رکھتا ہو، خدائے عزوجل کی عبادت کرتا ہو۔

15۔ فرماتے تھے کہ میں بقسم کہتا ہوں جس نے مال و دولت کو عزت دی خدا نے اس کو ذلیل کیا۔

16۔ عقل مند کی زبان دل کی ترجمان ہے جب وہ کہنا چاہتا ہے تو پہلے دل کی طرف رجوع کرتا ہے اگر وہ بات اس کے فائدے کی ہوتی ہے تو کہتا ہے ورنہ رک جاتا ہے اور جاہل کا دل اس کی زبان پر ٹوک پر رہتا ہے وہ دل کی طرف رجوع نہیں کرتا جو زبان پر آتا ہے بک جاتا ہے۔

(ماہنامہ مناقب صحابہ مارچ 2007ء از محمد فیصل صاحب)

(۶۱) گلشنِ مجدّدیہ مظہریہ کا مہکتا پھول

نسب: مفتی محمد رحیم بخش المعروف شاہ محمد مسعود محدث دہلوی ؒ متوفی 1309 ہجری کے پانچ صاحبزادوں میں سے جناب محمد سعید ؒ متوفی 1889 عیسوی کے دو صاحبزادے تھے۔ شاہ محمد مظہر اللہ ؒ۔ مظہر قیوم ؒ۔

شاہ محمد مظہر اللہ ؒ کے سات صاحبزادوں میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ؒ ہیں جن کے مبارک تذکرہ کے لئے راقم ناکارہ چند بے ربطی سی باتیں نقل کرنے کی خواہش کر رہا ہے۔ پہلے آپ ؒ کے والد ماجد ؒ کے بارے میں ولادت: بمقام دہلی۔ دہلی ہی کے بارے میں لاہوری درویش علامہ اقبال نور اللہ مرقدہ نے فرمایا: ذرّے ذرّے میں لہو اسلاف کا پوشیدہ ہے۔ 15 رجب المرجب 1303ھ۔ والد گرامی مفتی محمد سعید ؒ۔ جد

امجد: شاہ محمد مسعود رحمۃ اللہ علیہ۔ سلسلہ بیعت دربار عالیہ مکان شریف سے۔ اجازت وخلافت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے بھی۔ اشاعت رسالہ ''ارکانِ دین'' دہلی شروع فرمائی۔ ''مظہر الاخلاق اور مظہر العقائد'' بھی جاری کئے۔ دوقومی نظریہ کی حمایت میں خدمات سرانجام دیں۔ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ کرامت اللہ خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بشارت دی: ''میرے بعد اگر کوئی چراغ ہوگا تو وہ مولانا مظہر اللہ ہوں گے'' جو کہ حرف بحرف پوری ہوئی۔ پھر طریقت کا باغ مہکے گا۔ ابر گوہر فشاں کی آمد ہے۔ سلسلہ نسب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فتاویٰ ''مسعودی'' بہت اہم، مفید اور مشہور ہے۔

''شاہ محمد مظہر اللہ نسباً فاروقی، مسلکاً حنفی، مشرباً نقشبندی مجددی موطناً دہلوی'' سنتِ مطہرہ حضور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے کار پابند اور عمل پیرا تھے۔ اخلاقِ حسنہ کے حامل تھے۔ صدر الافاضل نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مفتی شاہ محمد مظہر اللہ صاحب جیسا پاک سیرت شخص سرزمین دہلی میں رحمتِ خداتعالیٰ ہے'' جو علماء کرام ومشائخ ان کی خدمت میں تشریف لاتے ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ملا شور بازاری کابلی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ہاشم جان مجددی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ، مولنا عبدالحامد بدایوانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سردار احمد فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

ان بزرگوں کی فہرست سے ظاہر ہے کہ ایسی عظیم بلند پایہ علمی وروحانی ہستیاں جس شخص کے پاس آتیں وہ کس قدر بلند مرتبت پر فائز ہوگی؟

عشق ومحبت سیّدنا نورِ مجسّم شفیعِ معظم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کا سینہ منوّر اور لبریز رہتا۔ اسی لئے دہلی میں محافلِ میلاد شریف کا بھی انعقاد فرماتے رہے۔ سارا وقت مخلوقِ خداتعالیٰ کی خدمت کے لئے وقف کردیا تھا۔ جو کہ بہت بڑا ایثار بھی ہے۔ اور خدمت خلق ولایت کے کورس کے نصاب میں بھی شامل ہے۔

1961ء میں پہلی بار اور 1964ء میں دوسری اور آخری بار پاکستان میں تشریف لائے۔ وصال: 14 شعبان المعظم 1386ھ۔ مزار پُرانوار مبارک مسجد جامع فتح پوری دہلی میں مرجعِ عوام وخواص ہے اور سرچشمۂ فیوض وبرکات ہے۔ میرے حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا: ''مدفون بزرگوں کا فیض جاری ہے، اگر ان کا فیض بند ہوجائے تو دنیا میں تاریکی چھاجائے''۔

مظہرِ ذاتِ کبریا تُوئی
مرکزِ نورِ مصطفےٰ توئی

مذکورہ ذکرِ خیر بحوالہ خورشید جہاں تاب از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ، راقم نے خلاصہ یا مفہوم چند الفاظ میں لکھنے کی حقیرانہ وعاجزانہ کوشش کی ہے۔ حالانکہ راقم شدید ترین جسمانی امراض وتکالیف اور گھریلو نامساعد حالات میں جکڑا ہوا ہے۔ اِس پر یہ سطور ختم کرتا ہے اور پھر صاحبِ موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے جگر گوشہ خواجہ محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں چند سطور نقل کرنے کی تمنا ہے۔

آپ کے در کی فقیری ، دو جہاں کی ہے امیری
آگیا ہے وقت پیری ، لِلّٰہ کچھو دستگیری

یانبی سلام علیک۔ یارسول سلام علیک۔ یاحبیب سلام علیک۔ صلوٰۃ اللہ علیک۔

(۶۲) حضور جناب پروفیسر ڈاکٹر شاہ محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

سلسلۂ طریقت والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ تا سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

آپ کے اس قدر کارہائے نمایاں متعلقہ اشاعت وخدمت تعلیماتِ اسلامیہ اور تجدیدی شعبہ میں ہیں کہ بے شمار اکابرین ومشاہیر اسلام نے آپ کو مجدّد تحریر فرمایا ہے۔ ان میں سے چند ایک کے نامِ نامی یہ ہیں:

جناب فاروق احمد خان یوسف زئی، ڈاکٹر مفتی غلام سرور مصباحی، محمد علی سومرو، مفتی محمد

اکرم مظہری، پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی، مولانا محمد شفیع خوشتر القادری، جناب محمد جان مجددی، جان آغا مجددی، مولانا پروفیسر محمد حسین آسی، مولانا فضل احمد حبیبی۔

جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ خانوادۂ مسعودیہ مظہریہ کے چشم و چراغ میں، اہل نظر کی آنکھوں کا نور ہیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ امام ربانی مجدد الف ثانی محبوبِ سبحانی غواص بحرِ معانی، شہباز لامکانی، مجددِ اعظم محبوبِ الٰہ نائب حضور نور علیٰ نور علیہ الصلوٰۃ والسلام شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ کے حالاتِ طیبہ پر اتھارٹی ہیں۔ اور سلسلہ عالیہ سے عوام و خواص کو آپ نے خوب نوازا۔ بلاشبہ مجدد دین وملت ہیں کتاب "مجددِ عصر" کے ص 52 سے متصل روضہ شریف شہنشاہِ دو عالم ﷺ پر راقم کی نظر پڑی فوراً رونا آیا اور یہ التجا کی:

خدایا آں کرم بارِ دگر کن
نہ آخر رحمۃ للعلمینی، چرا زِ، محروماں فارغ نشینی

بے شمار علماء مشائخ نے خوابوں میں بھی حضرت پروفیسر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عظیم بلند مقام پر جلوہ افروز فرمایا۔ آپ کے جو مکتوبات روشنی کا مینار ہیں بر چشمۂ ہدایت ہیں، گمراہوں کے لئے راہنما ہیں۔ تمام خوبیوں سے معمور ہیں۔ بعض مختصر مگر جامع ہیں۔ صرف غم نامے اور تعزیت نامے (مکتوبات مسعودی) کے چند جملے ملاحظہ فرمائیے: رنج والم عطائے ربانی کا ایک بہانہ ہیں۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

مسلمان وہ ہے جو گردن جھکانے والا ہو اور احکامِ قرآنی وحدیثی کے آگے سر تسلیم خم کرنے والا ہو۔ راضی برضا ہو۔

ہم کو نہیں جگر اور کسی سے
کافی ہے بس اک نسبتِ سلطانِ مدینہ

مولیٰ کریم نے کرم فرمایا کہ داغوں سے دل چمکا دیا۔

سبق ایسا پڑھا دیا تُو نے

دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے
آہ نہ کر لبوں کو سی، عشق ہے دل لگی نہیں

اولیاء اللہ دلوں پر حکومت کرتے ہیں اور حقیقی حکومت یہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر مکتوب گرامی کو دلپذیر یہ اور مؤثر معیاری شعروں سے بھی مزین فرماتے۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو تیرا

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک مین کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں

ارشاد فرمایا: اصل ذکر یہ ہے کہ نہ ذاکر رہے نہ ذکر۔ مذکور ہی مذکور ہو۔ دردوں کا مداویٰ ذکرِ الٰہی ہی ہے۔ صحیفہ گرامی نظر نواز ہوا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حدیث شریف: معصوم بچے اپنے والدین کو بخشوانے کے لئے جھگڑیں گے۔

ارشاد: دائمی رفاقت اسی رفیقِ اعلیٰ کی رفاقت ہے سب اہل خانہ بعد سلام مسنون تعزیت پیش کرتے ہیں۔ فقیر سیاہ کار کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ احقر مسعود احمد، مولانا کوثر نیازی مرحوم کی والدہ کی تعزیت پہ یہ شعر تحریر فرمایا۔

نہ بچا بچا کے تو رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

(اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

بعد ازاں مرحومہ کے اوصاف تحریر فرمائے۔

جفاء جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

ہمارا دین سراسر ادب ہے۔

رنج راحت بنے سکونِ غمِ ہجراں کی قسم
یادِ جاناں کی قسم جاناں کی قسم

جناب ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا غلام احمد قادیانی" کے عنوان پر ایک تحقیقی علمی مدلل رسالہ لکھا۔ جسے شوال المکرم 1429ھ مین لاہور مجاہد آباد کے عقیدت مند حضرات نے دوسری بار شائع فرمایا۔ ان میں میرے ایک محسن جناب محمد سعید مسعودی صاحب بھی ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے جھوٹے نبی پہ جو کچھ لکھا اور فرمایا وہ سارا مواد اس کتابچہ مین درج ہے

پس خدا برما شریعت ختم کرو
بر رسولِ ما رسالت ختم کرو

وصالِ مبارک:

22 ربیع الثانی 1429ھ، 28 اپریل 2008۔ حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد۔

آپ کے صاحبزادے ابوالسرور محمد مسرور احمد سلمہ اللہ تعالیٰ: آپ اتنی خاموشی سے چلے گئے جتنی خاموشی سے خوشبو چلی جاتی ہے۔ آپ مجسمۂ عجز وانکساری، سراپا شرافت اور اتباعِ سنت کا چلتا پھرتا حسین پیکر تھے۔ ساری زندگی سیّدنا امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدس سرّہ العزیز اور امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے ابلاغ میں گزاری۔ ولادت 1930ء میں دہلی میں۔ 1958ء میں گورنمنٹ کالج میر پور خاص سے بطور لیکچرار ملازمت کا آغاز کیا۔ پرنسپل بھی رہے۔ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور (سندھ) اور کراچی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر ریسرچ رہے۔ علمی خدمات پر سند اعزاز فضیلت 1992ء میں صدر پاکستان کی طرف سے دی گئی۔ 1994ء میں عرب کے مشہور عالم و شیخ سید محمد علوی مالکی مکی سے مدینہ طیبہ میں خرقہ خلافت کا اعزاز بھی ملا۔ ہر سلسلہ میں اجازت تھی مگر تا حال سلسلہ عالیہ نقش بندیہ مجددیہ کی ترویج، اشاعت اور خدمت میں لگے رہے۔ آپ کے مریدوں کا سلسلہ تمام اسلامی وغیر اسلامی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ حضور جناب مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر جدید انداز میں علمی وتحقیقی کتب کی تصنیف کا سہرا آپ

کے سر ہے۔ جن میں جہازی سائز کا پندرہ جلدوں پر مشتمل عظیم الشان انسائیکلو پیڈیا "جہانِ امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ" ہر طرف روشنی پھیلا رہا ہے۔ تصنیفات وتالیفات 150 سے زیادہ ہیں۔ اس بنا پر شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو موجودہ دور کا مجدّد فرمایا۔ مزار پُر انوار کراچی پرانا قبرستان ماڈل کالونی کے احاطۂ خاندانِ مجددیہ میں ہے۔ (ماخوذ: "وہ گیا ستاروں سے آگے" از ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری، 27 ربیع الثانی 1429ھ)

یہی میرا ناز و نیاز ہے کہ اسیر زلفِ مسعود رحمۃ اللہ علیہ ہوں
اسی سلسلے کا مرید ہوں مرا اس پہ دارو مدار ہے

نوٹ: راقم ہیچمدان نااہل نے اپنی کتاب "بے مثل سیرتِ طیبہ امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ" صفحات 370 کے لکھنے کے دوران حضرت مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ایک کتاب میں پڑھے تو آنجناب رحمۃ اللہ علیہ سے بہت متاثر ہوا۔ جناب مخلصم محمد سعید مسعودی مجاہد آبادی لاہور کی ملاقات سے مزید محبت و عقیدت پیدا ہوئی۔ مزید برآں میرے حضرت خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے کرنل الطاف محمد ہاشمی مدظلہٗ سے پتہ چلا کہ ایک مقالہ ان کا بھی "جہانِ مجدّد" کی کسی جلد میں شائع ہوا ہے۔ اور جناب صاحبزادہ صاحب کی ملاقاتیں اور آپس میں خط وکتابت بھی ہوتی رہی۔ بس یہ سن کر راقم کا خاص رابطہ، تعارف جناب ڈاکٹر صاحب قدس سرّہ کی ذاتِ گرامی سے ہوا اور اس طرح کمترین کا غائبانہ تعارف آنجناب سے ہو چکا۔ راقم آپ کو جانتا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی بلاشبہ راقم کو جانتے ہیں۔ کیونکہ 1 مدفون بزرگوں کا ارشاد ہے:

مرا زندہ پندار چوں خویشتن

2۔ مدفون بزرگ باقی ذاتِ اقدس کے ساتھ مل کر خود بھی باقی بن جاتے ہیں۔

3۔ یہ تو بزرگوں مقبولوں کے بارے میں ہے عرض ہے مگر عام گنہگار بلکہ ہر قسم کے مرنے

والے بعد از مرگ سُنتے ہیں، قبروں پر آنے والوں کو دیکھتے ہیں، پہچانتے ہیں۔ مسلمان مرحومین زائر کے سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ بحوالہ قرآن وحدیث یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ یہاں علمی دلائل وشواہد دینے سے مضمون لمبا ہوگا اور راقم بوجہ شدید علالت یہ ہمت بھی نہیں پا رہا۔ جناب سعید صاحب نے جو متعلقہ کتب مجھے عنایت فرمائیں ان سے یہ ثابت وظاہر ہے کہ حضرت پروفیسر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بلاشبہ صاحب عرفان، معرفت وعلم وعمل اور یقیناً لاریب اخلاقِ حسنہ وکمالات کے حامل ہیں۔ مجدّدانہ کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے۔ اولیاء اللہ کے نزدیک قُرب وبُعد یکساں ہے۔ بعد از وصال پہلے سے بھی زیادہ ادراک روحانی تصرفات و کمالات اور فیض رسانی میں کمال قدرت رکھتے ہیں۔ طالب مغفرت احقر العباد محمد عبدالخالق توکلی عفی عنہ۔

(۶۳) حضرت علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علی گڑھ کالج سے ایم۔اے عربی کر کے 1310ھ، 1893ء میں چھاؤنی انبالہ میں ہندو محمڈن سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر آستانہ جہان خیلاں شریف میں بغرض بیعت حاضر ہوئے۔ خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرمالیا۔ چند ماہ کے بعد بورڈ سکول دہلی میں چلے گئے۔ 1896ء میں بورڈ کالج امرتسر میں آگئے۔ جب ملازمت سرکاری سے فارغ ہوئے تو حضرت خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے عرس شریف کی تقریب پر آپ کی دستار بندی فرمائی۔ اور فرمایا میں حضرت خواجہ سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آپ کو خلافت دیتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ (مشاہدہ) میں یا مراقبہ میں حضرت خواجہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔ آپ نے مجھے خلافت دے دی۔ فرمایا: ہاں اس طرح علامہ مولانا مشتاق احمد انبٹوی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ میں آپ کو خلافت دی۔ برادر چوہدری محمد سلیمان صاحب ایڈووکیٹ کے اصرار پر یہ حالات آپ نے خود اپنی کتاب ''تذکرہ مشائخ نقشبند'' میں تحریر

فرمائے۔ آپ کا مزار مبارک حضرت نور شاہ ولی عربی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ شریف کے بالکل متصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ساتھ حضرت خواجہ عبدالحمید لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک ہے۔

خواجہ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں حضرت علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنّت میں ایک عظیم الشان مقام پر فائز دیکھا۔ ایک اعلیٰ باغ میں زریں تخت پر بیٹھے ہیں۔ یہ مقام کیسے ملا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''سیرتِ رسول عربی ﷺ کے لکھنے کے سبب'' سب سے پہلے جو ایڈیشن چھپا اس میں مختصراً آپ کے حالات (سوانح) قلمبند تھے۔ آج ضیاء القرآن پبلی کیشنز کا شائع شدہ ایڈیشن دیکھ کر افسوس ہوا کہ اس عظیم ادارہ نے کتاب کی اشاعت کی مگر شروع میں حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھی شائع کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر نظر انداز کیا۔ پہلے ایڈیشن میں مختصراً ذکر جمیل موجود ہے۔

ولادت: 1294ھ میں چک قاضیاں۔ لدھیانہ میں ہوئی۔ والد ماجد خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ کے خلیفہ تھے۔ علامہ غلام رسول قاسمی امرتسری سے تفسیر، حدیث، فقہ کے علوم حاصل کیے۔ 1311ھ میں حضرت توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے جب کہ انبالہ مین تدریس کی ڈیوٹی دیتے تھے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور پروفیسر کام کیا۔ جامعہ نعیمیہ لاہور کے ناظم تعلیمات بھی رہے ''علمائے اہل سنت'' میں 25 تصانیف کے نام ہیں۔ بلند پایہ صوفی تھے۔

سیرت رسول عربی ﷺ، عید میلاد، معجزات، عقاید اہل سنت، شرح قصیدہ تذکرہ مشائخ نقشبند، تحفہ شیعہ، رسالہ نور مشہور کتب لکھیں۔ مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کوٹلی لوہاراں، محدث جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، اصغر رومی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مقام کے بہت معترف تھے۔ وصال سے پہلے ایک تفسیر کے 400 صفحات لکھے۔ 13 جمادی الاوّل 1367ھ (24 مارچ 0948ء) جب کہ سیڑھی سے پھسل کر گر پڑے تھے (اس طرح شہادت کی موت ہے۔ راقم) بحوالہ تذکرہ مشائخ نقشبند از مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ منصور آباد فیصل آباد گلی 5۔ مین بازار

(۶۴) حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ قسط II

حاکم کشمیر آپ کے والد رحمۃ اللہ علیہ کی بزرگی سے جلتا اور تنگ کرتا۔ اس لیے والد صاحب عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کشمیر سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آگئے۔ شاہ جمال اور شاہ کمال رب تعالیٰ نے دیئے۔ سلسلہ نسب امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت ہوئے۔ سلوک و عرفان کی تمام منازل طے کیں۔ 1587ء میں لاہور پہنچ کر اچھرہ کے علاقہ میں مقیم ہوئے۔ رشد و ہدایت کے چشمے جاری کئے۔ ایک ٹیلے پر دمدمہ تعمیر کرادیا۔ (مکان) جس کی دو منزلیں اب بھی باقی ہیں۔ اسلام کی خوب اشاعت کی۔ لاتعداد ہندو اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ اکبری عہد، جہانگیر کا زمانہ، شاہ جہان دورِ حکومت کو دیکھا تھا۔

ارشاد: کاروبار میں دیانتداری پہلی شرط ہے (مقالہ میں بے شمار کرامات کا بیان ہے) تاریخ وفات 14 ربیع الثانی 1049ھ۔ جمال کالونی، اچھرہ موڑ، فیروز پور روڈ، لاہور میں مزار پُرانوار واقع ہے۔

(۶۵) حضرت سید غلام حیدر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت 3 صفر 1254ھ (26 اپریل 1838ء) موضع کیکناں ضلع جہلم بروز جمعہ شریف پنجاب میں رنجیت سنگھ کی حکومت تھی۔ خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب میں جو تحریکِ تصوف شروع کی تھی وہ تونسہ شریف سے ہوتی ہوئی موضع سیال شریف (ضلع سرگودھا) پہنچ چکی تھی۔ (شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس تحریک کو آگے بڑھایا)۔ سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ والد کا نام سید جمعہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔ والدہ ماجدہ ایک سیدزادی متقی خاتون۔ بے وضو دودھ نہ پلایا۔ زندگی بھر نماز قضا نہ ہوئی۔ ہمہ وقت درود پاک پڑھتیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بضد ہو کر پانچ سال کی عمر میں رمضان شریف کے روزے رکھے۔ تعلیم کی

طرف خوب توجہ دی۔ پنن وال میں درس سے بھی پڑھے۔ 15 سال کی عمر میں ماموں زاد لڑکی سے شادی۔ والد رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت وصال نصیحت کی: سائل کو خالی نہ موڑنا، بڑوں کا ادب کرنا، چھوٹوں پر شفقت، صلہ رحمی کرنا، سید میراں شاکر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر حاضری دینا۔ میراں شاکر رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے۔ رات کو پہاڑوں پر جا کر عبادت کرتے۔ بزرگوں کے فرمان پر خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خواجہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تعظیم کی۔ بیعت فرمالیا۔ قلب و روح عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ کے گاؤں کا نام اب جلال پور شریف ہوگیا۔ جلدی خرقہ خلافت و اجازتِ بیعت کا شرف ملا۔ چارترکی ٹوپیاں ملیں۔ آپ نے جلال پور میں سب سے پہلے اپنی والدہ کو بیعت فرمایا۔ ذکر وفکر نے انہیں نور مجسم بنادیا۔ طالبانِ حق فوج درفوج آنے لگے۔ لنگر آج بھی جاری ہے۔ تمام اخلاق حسنہ کے پیکر بن گئے تھے۔ سلسلہ عالیہ کی بڑی اشاعت ہوئی۔ سنت مطہرہ کے پابند تھے۔ فرائض و نوافل پابندی کے ساتھ ادا فرماتے۔ 6 جمادی الثانی 1322ھ (جولائی 1908ء) کو وصال فرمایا۔ جلال پور شریف میں مزار مرجعِ عوام وخواص ہے۔

(۶۶) حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے دور کے نہایت بلند پایہ جید عالم تھے، مفسر تھے، محدث تھے، فقیہ تھے۔ بلاشبہ آپ شیخ الاسلام تھے۔ آپ نے تفسیر مظہر فارسی زبان میں لکھی۔ جس کے اردو ترجمے بھی ہوئے۔ اردو میں بارہ جلدوں میں تفسیر مظہری شائع ہوتی رہی ہے۔ اس تفسیر کے بعد آج تک جتنی تفاسیر لکھی گئیں سبھی مفسیرن نے تفسیر مظہری سے استفادہ کیا۔ اور حوالہ جات درج کئے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں، اور نہایت بلند پایہ عارف باللہ اور عظیم صوفی اور بزرگ۔ صوفی بھی ایسے کہ آنجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مکمل عکس۔ سنت مطہرہ کے پابند، عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں بے نظیر۔ دین اسلام کی اشاعت

میں آپ نے بہت کام کیا۔ آپ کے علمی کاموں کو شہرتِ دوام حاصل ہے۔ تفسیر میں وہی طرز اپنایا جو امام سیوطی ؒ نے تفسیر "درمنثور" میں اختیار فرمایا۔ جو سلفِ صالحین کی روایت ہے۔ ہر آیت کے مضمون کو احادیث مبارکہ، اقوالِ سلف سے واضح فرمایا ہے۔ مسلک کے اعتبار سے احناف، شوافع، حنبلی، مالکی نظریاتی اختلافات بھی بیان فرمائے ہیں۔ یہ تفسیر بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ ندوۃ المصنفین دہلی نے اردو ترجمہ پہلی بار شائع کیا۔ پھر ادب منزل۔ پاکستان چوک کراچی سے بارہ جلدوں میں مکمل تفسیر کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔ اب ادارہ ضیاء القرآن نے بھی اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔

بقیہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ بحوالہ "تذکرہ جواہر نقشبندیہ" از مولانا محمد یوسف ؒ منصور آباد فیصل آباد۔

ولادت پانی پت کے تاریخی مقام پر۔ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء ؒ کی اولاد سے۔ نسبی سلسلہ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین ؓ تک۔ تمام علوم کے حصول کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ سے حدیث سُنی۔ آپ عظیم فقیہہ، محدث، مفسر، محقق، مدقق، مصنف تھے۔ جامع علوم نقلیہ وعقلیہ وفقہ واصول میں مرتبہ، مجتہد تک پہنچے ہوئے تھے۔ تفسیر، کلام، تصوف میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ 18 سال کی عمر تک ہر قسم کے تمام علوم پر مکمل دسترس کرچکے تھے۔

علم باطنی پہلے خوجہ محمد عابد ؒ خلیفہ عبدالاحد ؒ فاروقی مجددی سے کیا۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ان سے اخذ کیا۔ پھر ان کے فرمان پر حضرت خواجہ مظہر جان جاناں شہید ؒ کی صحبت وخدمت میں پہنچے اور خلافت بھی ملی۔ جب حضرت علامہ صاحب ؒ آپ ؒ کے پاس آتے تو آپ پہلے ہی تعظیماً کھڑے ہوجاتے۔ حاضرین نے پوچھا کیا آپ کو بذریعہ کشف علامہ صاحب کی آمد کی اطلاع ہوجاتی ہے۔ فرمایا: ان کی آمد سے پہلے ہی ملائکہ تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں۔ اس لیئے میں ان کے لیے جگہ خالی کراتا ہوں۔ حضرت مظہر جان جاناں شہید ؒ نے فرمایا: اگر رب نے پوچھا: کیا لائے ہو؟ میں بطور تحفہ حضرت ثناء اللہ ؒ کو پیش کروں گا۔

وصال یکم رجب 1225ھ، 1480ء

ہر روز 100 رکعت نوافل ادا فرماتے۔ نماز تہجد میں ایک منزل قرآن شریف پڑھتے تھے۔ منصب قضا کا حق خوب ادا فرمایا۔ مدت تک خاصہ فیض ظاہر، باطن، اشاعت علوم اور فتاویٰ نویسی میں رہے۔ ملبوط تفسیر سات جلدوں میں لکھی جس کا اردو ترجمہ بارہ جلدوں میں ہوا (تفسیر مظہری) بے شمار کتب کے مصنف ہیں۔ یہ بہت مشہور ہیں۔ سیف المسلول • ارشاد الطالبین مالابدمنہ، شہاب ثاقب، رسالہ حرمت متعہ، رسالہ حرمت سرود، رسالہ حرمت اباحت سود۔ 30 سے زائد کتب لکھیں۔ آپ کے صاحبزادے احمد اللہ ؒ بلند پایہ ولی اللہ ہوئے (تذکرہ علمائے ہند 6 حدائق حنفیہ، مشائخ مجددیہ)

کیا فردوسی مرحوم نے ایران کو زندہ
خدا توفیق دے تو میں کروں اسلام کو زندہ

﴿۶۷﴾ حضرت نور شاہ ولی علیہ الرحمتہ

حضور سرور کونین روح دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کر کے بلند مراتب حاصل کرنے اور اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا درجہ پانے والوں میں ایک درخشندہ ستارہ حضرت نور احمد شاہ المعروف نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کا مزار پُر انوار پنجاب کے شہر فیصل آباد میں محلہ طارق آباد اور جنرل بس سٹینڈ کے درمیان مرجع خلائق ہے۔ یہ بزرگ حضرت علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ اور ولایت روحانی میں اپنے دور کے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے صوبیدار ہیں۔ مصنف و مؤلف ذکرِ ہٰذا نے ان کے بارے میں روایات و احوال کموکا قبیلے کے معزز و معتبر افراد سے جمع کی ہیں۔ کموکا قبیلے کے افراد محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سندھ میں آئے۔ یہ قبیلہ اوچ شریف سے ہجرت کر کے ساندل بار میں پہنچا۔ اس قبیلے کے لوگ قدیم مسلمان، ذہین، اور شریف النفس ہیں۔ یہ قبیلہ اس علاقہ میں زمانہ قدیم سے آباد ہے۔ جہاں اس وقت سید نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ خالد حیات کموکا ڈاکٹر ابو اعجاز رستم صاحب کو مزار شریف پر لے گئے اور یہ بتایا: ہمارے بزرگ یہاں مویشی باندھا کرتے تھے۔ کئی دنوں تک ہمارے ایک بزرگ خاص چیز کا مشاہدہ کرتے رہے۔ خاص بات یہ تھی کہ ان کے مویشی ایک کافی کھلے دائرے میں گوبر اور پیشاب نہیں کرتے تھے ایک رات خواب میں انہیں ایک نورانی چہرے والے بزرگ نظر آئے۔ گھنی سفید داڑھی، لمبا قد، سفید لباس، ایک ہاتھ میں تسبیح، ایک ہاتھ میں عصا۔ فرمانے لگے: بھائی! تم ہمارے مہمان ہو۔ یہ مہربانی کرو کہ جتنی جگہ تمہارے مویشیوں نے نشان دہی کر دی ہے اتنی جگہ چھوڑ دو۔ تمہاری پریشانی دور ہو جائے گی۔ ہمارے بزرگ نے عرض کی۔ حضرت! آپ کون ہیں؟ فرمایا: میرا نام نور احمد شاہ ہے۔ یہاں میری قبر ہے۔ قبر کا نشان بھی لگا دیا۔ ہمارے بزرگ نیند سے اٹھے اور اسی وقت وہاں قبر کا نشان بنا دیا۔ بوقت صبح اپنے تمام افراد کو جمع کر کے خواب سُنایا۔ یہ خبر دور و نزدیک پھیل گئی اور اس جگہ حد بندی کر دی۔ مزار بنا دیا گیا۔ ہر جمعرات کو لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ دودھ کی سبیل لگاتے۔ ایک مسجد بھی تعمیر کر دی گئی۔ کموکا قبیلہ میں خوشی کے وقت ڈھول کا بجانا لازمی ہے۔ اس لئے ڈھول بھی بجنا شروع ہوا۔

حاجی محمد یعقوب کموکا نے بھی ڈاکٹر صاحب کو نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف و تعارف سے آگاہ کیا۔ ایک اور شخص نے بھی حالات بیان کئے۔ جن سے سید نور شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات ثابت ہیں۔

راقم کے چچا جناب حکیم ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ المعروف حکیم گٹی والے بھی مذکورہ واقعات اپنے احباب اور کنبہ کے افراد سے بیان کیا کرتے تھے۔ حکیم صاحب وفات پا چکے ہیں۔ ان کا مزار نزد کریسنٹ شوگر ملز نشاط آباد چک جھمرہ روڈ کے بالکل متصل ہے۔ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور حضور جناب نور شاہ ولی عربی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل مسلمانوں پر رحم و کرم اور ان کی غیبی امداد فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (ماخوذ۔ مفہوم۔ تلخیص از روزنامہ سنڈے ایکسپریس 17 مئی 2009ء)

نوٹ:

راقم کو کئی بار مزار پُر انوار پر حاضری دینے کا موقع ملا۔ یہاں ہر وقت رونق ہی رونق رہتی ہے۔ جمعرات کے روز اور خصوصاً عرس مبارک کے موقع پر عوام و خواص کی کثیر تعداد جمع ہوتی ہے۔ انوارات کی بارش ہوتی ہے۔ برکات کا نزول ہوتا ہے۔ ایک خاص قسم کا سرور اور لطف آتا ہے۔ سکون ملتا ہے۔

مگر مزار شریف کے ارد گرد جو غیر شرعی پروگرام ہوتے ہیں ان سے طبیعت بیزار اور مکدر ہوتی ہے۔ غیر شرعی اور خلاف سنت حرکات و معمولات کو کون بند کرائے؟ وہی ہستی بند کرا سکتی ہے جو مسلمان بھی ہو اور روحانی پاور بھی رکھتی ہو۔ اور ظاہری اقتدار بھی۔ (راقم)

⑥⑧ حضرت سید محمد اسمٰعیل بخاری المعروف حضرت کرمانوالے علیہ الرحمتہ

ابتدائی حالات:

حضرت کرمانوالے سرکار علیہ الرحمتہ صحیح النسب سیّد۔ ولادت موضع کرمونوالہ ضلع فیروز پور میں۔ والد گرامی کا اسمِ گرامی سید سکندر علی شاہ المعروف سید علی شاہ ؒ۔ آپ بچپن ہی میں سایہ پدری سے محروم ہو گئے۔ آپ کے تین بھائی تھے۔ ایام طفولیت ہی میں یاد خدا تعالیٰ میں لگے رہتے۔ دینی کتب پڑھنے کے دوران جلال پور میں پیر فضل شاہ ؒ کے ہم سبق رہے۔ ان دنوں سید حیدر شاہ ؒ حیات تھے، جو کہ خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ کے خلیفہ ہوئے۔ مزید تعلیم کے لئے ہندوستان کی طرف سفر کیا۔ تمام دینی علوم حاصل کئے۔

روحانی زندگی کا آغاز:

میاں رحمت علی ؒ کی معیت میں فیروز پور کے ایک بزرگ شرف الدین چشتی ؒ سے بیعت کی۔ ان کا سلسلہ خواجہ اللہ بخش تونسوی ؒ سے تھا۔ ان کے وصال پر ایک مجذوب کے اشارے پر جناب کرمانوالی سرکار ؒ شرقپور شریف میں حاضر ہوئے۔ علاقہ حصار میں خواجہ مظفر علی خاں ؒ سے بھی فیوض برکات حاصل کیں جو کہ حضرت سائیں توکل شاہ مست انبالوی ؒ کے خلفاء میں سے تھے۔ اور خواجہ عبدالصمد (حضور صاحب۔ حضور جی) کے مرشد تھے۔ چونکہ ریالہ خورد کے قریب قیام پذیر رہے۔ حضور جی نے بھی شرقپور شریف جانے کے لئے فرمایا۔

چنانچہ آپ شرقپور شریف میں حضرت شیر محمد شرقپوری ؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ قبلہ عالم جناب میاں صاحب قدس سرہ نے فرمایا ''شاہ جی آ گئے ہو'' پکے ہوئے چاول دھو کر کھاؤ۔ آپ نے کھانے شروع کئے۔ ایک ایک لقمہ کے ساتھ روحانی منازل طے ہو رہی تھیں۔ انوار و تجلیات کا درود شروع ہوا۔ ساتھ ہی خلافت بھی عطا فرما دی گئی تا کہ رُشد و ہدایت کا

سلسلہ جاری ہو۔ یہ پہلی حاضری کا اثر ہوا جس سے کایا پلٹ گئی۔

دوسری حاضری:

آپ نے خود بیان فرمایا: راقم مفہوم عرض کرے گا۔ ''مجھے نماز میں التحیات کے دوران آپ ؒ کی یاد نے ستایا۔ زادراہ نہ ہونے کے باوجود میں چل پڑا۔ رائے ونڈ سے شرقپور پیدل روانہ ہوا۔ راستہ میں دریائے راوی آتا تھا۔ رات اندھیرا ہو چکا تھا جہاں سے پیدل دریا عبور کر سکتا تھا پتہ نہ چلا، ایک بھیڑیا آیا۔ وہ دریا میں آگے آگے میں پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس طرح دریا عبور کر لیا۔ بعد از آداب وسلام واپس لوٹا۔ اور غائب ہو گیا۔ یہ حضرت میاں صاحب ؒ کا تصرف تھا۔

خواجہ محمد عمر بریلوی ؒ نے ''انقلاب الحقیقت میں'' آپ کی بے حد تعریف فرمائی۔ آپ طبِ یونان میں بہت با کمال تھے۔ 1946ء تک کرموں والا شریف ہی میں رہے۔ حضرت میاں صاحب ؒ اس گاؤں کو کرمانوالہ فرمایا کرتے تھے۔

1947ء میں قیام پاکستان کے وقت ہجرت فرمائی۔ قصور شہر کی ایک آبادی کوٹ غلام محمد میں ٹھہرے۔ پھر عارف والا چک 57EB میں رہے بعد ازاں پاک پتن شریف کی عید گاہ میں ڈیرہ لگایا ایک سال چار ماہ یہاں ٹھہرے۔ پکا چک 56L-2 سری رام نگر میں آ گئے۔ نماز جمعہ خود پڑھاتے۔ یہ چک لاہور اوکاڑہ روڈ پر ہے۔ یہاں آپ ریلوے، چوکیدار شمس الدین کے کواٹر میں رہائش پذیر ہوئے۔ یہاں مرزائیوں کی کثرت تھی۔ انہوں نے آپ کو بوجہ حسد تنگ کرنا شروع کیا۔ کمشنر مال نے مرزائیوں کے دباؤ پر آپ کی الاٹ منٹ منسوخ کر دی، جو فضل الٰہی وزیر مال نے بحال کر دی۔ پکا چک ہی حضرت کرمانوالہ بن گیا۔ یہاں ریلوے سٹیشن بھی بن گیا۔ ڈاکخانہ کا بھی اجراء ہو گیا۔ شرقپور میں آتے جاتے لاہور بھاٹی گیٹ ماسٹر پیر بخش صاحب کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ پھر محمد شفیع کیلیانوالے کے پاس متصل شیش محل کے ہاں ٹھہرتے۔ دربار شریف حضرت داتا صاحب ؒ اور حضرت شاہ محمد غوث ؒ پر لازماً حاضری دیتے۔

ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مثالی صورت میں بھی حج ادا فرمایا۔ ایسے ہی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محبوب عالم سیدو دی رحمۃ اللہ علیہ، حضور جناب امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی بار روحانی طور پر حج کیا۔ بظاہرہ حرمین شریف نہ جاسکے۔ خواجہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ''ذکر خیر'' میں ارشاد ہے: ''اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو آنکھ جھپکنے میں مدینہ شریف سے ہو آتے ہیں۔''

موضع کرمانوالہ بلاشبہ سرچشمۂ فیض بن گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے 11 سال قبل ہی اپنے ایک عقیدت مند بڑھئی سے اپنے لئے صندوق تیار کرنے کا فرما دیا تھا۔ جس کا نچلا تختہ 1/4 موٹا' لمبائی چوڑائی 7x3 فٹ ہو۔ چنانچہ بوقت وصال اس پر عمل کیا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیشاب کی بیماری تھی۔ کافی تکلیف کاٹی۔ 27 رمضان المبارک 1385ھ (20 جنوری 1966ء) کو وصال فرمایا۔

موت سے کس کو دستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے
رہیں گے پھول نہ پھولوں میں رنگ و بو باقی
رہے گا اے میرے معبود تو باقی

مزار شریف آستانہ عالیہ ہی پر ہے۔ جو کہ مرجع عوام وخواص ہے۔ لاریب حضرت صاحب کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ آفتابِ شریعت' ماہتابِ ولایت' کاشفِ اسرار حقیقت غوث زمانہ' گنج کرم تھے۔ جن کا فیض تا قیامت جاری رہے گا۔ یہ چند سطور رقم نے کتاب ''خزینۂ کرم'' جلدی اول سے لیں۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مستند حالات' واقعات ہیں۔ اس کے لکھنے والے چوہدری احمد مقبول صاحب ہیں۔ صفحات 712۔ درج ذیل قیمتی باتیں بھی خزینہ کرم ہی سے ہیں۔ جن کا مطالعہ مفید ترین ہوگا:

1۔ ہر بستی میں تبلیغ دین کی جماعت تیار کر کے برائی کو روکو۔ (حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

2۔ جس جگہ حقہ پیا جاتا ہے رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

3۔ دنیاوی مصائب وآلام ذکر الٰہی سے غفلت کا نتیجہ ہیں۔ (حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ)

4۔ درود شریف اسمِ اعظم ہے۔ (حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ)

5۔ جو اپنے بول اور بول (زبان اور شرمگاہ) کی حفاظت کرتا ہے۔ مرد کامل بن جاتا ہے۔ اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ (حضرت کرمانوالے رحمۃ اللہ علیہ)

6۔
محمد مصطفٰی کی رحمتہ للعلمینی سے
بڑھائی یارب اپنے لطف اور احسان کی شان تو نے
(ظفر علی خان مرحوم)

7۔
امی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایۂ سائبانِ عالم
(ظفر علی خان مرحوم)

8۔
شیٔ اللہ چو گدائے مستمند
المدد خواہم زشاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
(نقشبند)

9۔
سید ہجویر مخدومِ امم
مرقدِ اُو پیر سنجر را حرم
(راحرم)

10۔
چہ عالی شان دربار امام دینِ ربانی

ملائک صف بہ صف استاد اینجا بہر دربانی

-11

سید و سرور محمد نورِ جاں
مہتر و بہتر شفیع مجرماں
مہترین بہترین انبیاء
جز محمد نیست در ارض و سما

(رومی ؒ)

-12

رُخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری چشمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

-13

تیغ ایوبی نگاہ بایزید ؒ
گنج ہائے ہر دو عالم را کلید

-14 حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا "میرے لئے دیوار اور عورت برابر ہیں" رب تعالیٰ نے خود ہی خواہشوں کو مردہ کر دیا۔

(۶۹) خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہ

پیچیدہ سوالات کے جوابات

حضرت بسطامی ؒ نے خود فرمایا: (تلخیص)

مجھے غیب سے آواز آئی کہ سمعان کے بتخانہ میں جاؤ۔ نصرانیوں کے مذہبی تہوار میں شامل ہو جاؤ۔ رات کو ہاتف نے پھر اعادہ کیا۔ پھر آواز آئی کہ انہی کا لباس پہن کر وہاں جاؤ۔ میں نے تعمیل کی۔ سمعان کے بت خانہ میں جا کر حاضرین وسامعین میں بیٹھ گیا۔ بڑا راہب آیا تو سارا مجمع خاموش تھا مگر بڑا رہبان بول نہ سکا۔ آخر دوسرے راہب نے بڑے راہب سے پوچھا: بولتے کیوں نہیں۔ کہا تمہارے اندر محمدی بیٹھا ہے۔ حاضرین نے کہا: بتائیے! کون ہے؟ ہم اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ رہبان نے کہا: سوالات پوچھتے ہیں اگر مدلل جوابات نہ آئے تب قتل کریں گے۔ راہب نے کہا جو محمدی ہے کھڑا ہو۔ اور سوالوں کے جواب دو۔ حضرت بسطامی ؒ کھڑے ہوئے۔ پہلا سوال یہ کیا گیا:

نوٹ: یہ راقم مختصراً عرض کرے گا۔ آیاتِ قرآنی نہیں لکھے گا بوجہ شدید علالت۔

سوال وہ کیا ہے جو ایک ہے اس کا دوسرا کوئی نہیں؟

جواب اللہ تعالیٰ۔

سوال وہ کیا ہے جو دو ہیں تیسرا اس کا کوئی نہیں۔

جواب دن اور رات۔

سوال وہ کیا ہے جو تین ہیں چوتھا کوئی نہیں؟

جواب عرش، کرسی، قلم۔

سوال وہ کیا ہیں چار ہیں پانچواں نہیں؟

جواب چار آسمانی کتب۔

سوال وہ کیا ہیں جو پانچ ہیں چھٹا اس کا کوئی نہیں؟

جواب پنجوقت نماز۔

سوال وہ کیا ہیں جو چھ ہیں ساتواں نہیں؟

جواب چھ دن جن میں زمین وآسمان پیدا کئے گئے۔

سوال وہ کیا ہیں جو سات ہیں آٹھواں نہیں؟

جواب سات آسمان۔

سوال وہ کیا ہیں جو آٹھ ہیں نواں نہیں

جواب حاملینِ عرش۔

سوال وہ کیا ہیں جو نو ہیں دسواں نہیں۔

جواب روئے زمین کے مفسد گروہ۔

سوال وہ کیا ہیں جو 10 ہیں 11 واں نہیں۔

جواب دس فرض روزے جو حاجی پرواجب ہیں۔

فصيامه ثلثة ايام فى الحج و سبعة اذا رجعتمه قلك عشرة كاملة۔

سوال وہ کیا ہیں جو گیارہ ہیں بارھواں نہیں؟

جواب برادران یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

سوال وہ کیا ہیں جو بارہ ہیں 13 واں نہیں۔

جواب بارہ مہینے۔

سوال وہ کیا ہیں جو تیرہ ہیں 14 واں نہیں؟

جواب خوابِ یوسف علیہ السلام 11 ستارے، سورج اور چاند۔

سوال وہ 14 کیا ہیں جو خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے؟

جواب سات آسمان اور سات زمینیں۔

سوال وہ کون ہیں جنہوں نے جھوٹ بولا اور جنت میں گئے؟

جواب برادرانِ یوسف علیہ السلام۔

سوال جس نے سچ بولا اور دوزخ میں گیا؟

جواب یہود ونصاریٰ۔ بوجہ انکارِ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوزخ میں گئے۔

وقالت اليهود ليست النهار علىٰ شيءٍ......الخ۔

سوال روح کا مقام کہاں ہے؟

جواب دماغ میں۔

سوال قرآن حکیم میں والذاریات...... اَمْرًا سے کیا مراد ہے؟

جواب چار ہوائیں، کشتیاں، فرشتے۔

سوال وہ کون سی قبر جو صاحبِ قبر کو لے کر چلی؟

جواب مچھلی سیدنا یونس علیہ السلام۔

سوال وہ کون سا پانی جو نہ آسمان سے نہ زمین سے؟

جواب وہ شیشہ ہے۔ جس میں بلقیس شہزادی نے سلیمان علیہ السلام کے پاس گھوڑے کا پسینہ بھیجا تھا۔

سوال وہ چار چیزیں کیا ہیں جو جن میں نہ اِنس میں نہ فرشتہ نہ ماں سے نہ باپ سے؟

جواب دنبہ اسمٰعیل علیہ السلام، اونٹنی صالح علیہ السلام، آدم علیہ السلام، حوا علیہا السلام۔

سوال وہ کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خود ہی پیدا کیا اور ناپسندیدہ (ناخوش تر) بھی فرمایا؟

جواب گدھے کی آواز۔

سوال پہلا قتل کون سا ہے؟

جواب جناب ہابیل کو قابیل نے قتل کیا۔

سوال رب تعالیٰ نے کس کو بہت بڑا فرمایا؟

جواب عورتوں کا مکر۔

سوال کون سی لکڑی ہے۔ جس میں روح ڈالی گئی؟

جواب عصائے موسیٰ علیہ السلام۔

سوال عورتوں میں کون سی عورت بہتر ہے؟

جواب سیدہ حوا۔ سیدہ فاطمہ۔ سیدہ عائشہ صدیقہ۔ سیدہ خدیجہؓ۔ سیدہ مریم، سیدہ آسیہ رضی اللہ عنہن

سوال بہترین دریا کون سے ہیں؟

جواب جیحون۔ سیحون۔ فرات۔ نیل۔ مصر۔

سوال کون سا پہاڑ بہتر ہے؟

جواب کوہِ طور۔

سوال کون سا مہینہ بہتر ہے؟

جواب رمضان المبارک۔

سوال کون سی رات بہتر ہے؟

جواب لیلۃ القدر۔

سوال قرآن مجید میں الطامۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب قیامت کا دن۔

سوال وہ کون سا درخت جس کی بارہ شاخیں، ہر شاخ میں 30 برگ۔ ہر پتے پر پانچ شگوفے ہیں؟

جواب پورا سال۔ ہر دن میں پانچ نمازیں۔ دو دھوپ میں۔ تین سایہ میں۔ بارہ مہینے 30 دن

سوال وہ کون سی بے جان شے ہے جو کعبہ شریف گئی اور طواف کیا؟

جواب کشتی نوح علیہ السلام

سوال چار چیزیں جن کی اصل ایک اور مزا جدا جدا؟

جواب آنکھ کے پانی کا مزہ نمکین۔ کان کے پانی کا مزہ تلخ۔ ناک کا پانی ترش۔ منہ کا پانی میٹھا۔ اصل صرف سر (Head) ہے۔

سوال نقیر بمعنی گٹھلی کی پشت کا پوست' (خرما کی گٹھلی)

جواب فتیل بمعنی پیٹ کا چھلکا' (گٹھلی کے اندر جو کچھ ہے)

سوال قمطریرا؟

جواب چھلکے کے اوپر والا حصہ۔

سوال سبد اور لبد کسے کہتے ہیں؟

جواب بھیڑ بکری کے بال۔

سوال طم ورم؟

جواب آدم علیہ السلام سے پہلے کی مخلوق۔

سوال گدھے کی آواز کیا کہتی ہے؟

جواب گدھا شیطان کو دیکھ کر بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ ظلماً ٹیکس وصول کرنے والے پر لعنت کرے۔

سوال کتا کیا کہتا ہے؟

جواب ویل ہے دوزخیوں کے لئے۔

سوال گھوڑا کیا کہتا ہے؟

جواب سبحان اللہ۔ مجھے سخت جنگ میں محفوظ رکھ۔ اللہ میرا حافظ ہے۔

سوال لونٹ کیا کہتا ہے؟

جواب خدا پر میرا بھروسہ ہے۔ وہی کفیل اور وکیل ہے؟

سوال بلبل کی آواز کیا ہے؟

جواب "دن رات خدا تعالیٰ کی پاکی بیان کرو"

سوال مینڈک اپنی آواز میں کیا کہتا ہے؟

جواب پاک ہے وہ ذات جو خشکی اور تری میں معبود ہے۔

سوال ناقوس کی آواز کا مطلب کیا ہے؟

جواب حق حق۔ اے لوگو! ہر شے فانی ہے۔ غور کرو۔

سوال جن وانس اور ملائکہ کے سوا خدا اور کسے الہام کرتا ہے؟

جواب: شہد کی مکھی۔

سوال: دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟

جواب: دونوں اللہ کے علم میں رہتے ہیں۔ پوشیدہ ہوتے ہیں۔ علم الٰہی کے گڑھے میں۔

سوال جواب ختم ہونے پر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مزید سوال کیجئے۔

سب حاضرین اور راہبوں نے کہا اور کوئی سوال باقی نہیں ہے۔

اب خواجۂ خواجگان بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اب آپ بتائیں۔ مفتاح الجنت اور مفتاح السموات کیا ہے؟ جنت اور دائمی نجات کی کنجی کیا چیز ہے؟

بڑا راہب سوچتا رہا۔ خاموش رہا۔ حاضرین نے پوچھا۔ خاموش کیوں ہو؟ راہب بولا: جواب مجھے معلوم ہے لیکن تم میری موافقت نہ کرو گے۔ حاضرین بولے۔ ہم سب آپ کی بات تسلیم کریں گے۔

راہب بولا: صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھنا جنت اور نجات کی کنجی ہے۔ یہ سنتے ہی تمام لوگوں کی زبان پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ جاری ہو گیا۔ سبھی مسلمان ہو گئے۔ بت خانہ کو گرا دیا۔ اپنے زنار توڑ دیئے۔ بتخانہ کی جگہ مسجد بنادی۔ (روضۃ الریامین)

راقم نے خزینہ کرم از جناب نور احمد مقبول سے مذکورہ بیان لیا اور اپنے جد امجد خواجہ نور ماہی رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے جو کہ میرے کتب خانہ میں موجود ہے۔ جسے دادا جان رحمۃ اللہ علیہ نے 1375ھ میں روضۃ الریاحین ہی سے نقل فرمایا تھا۔

جدِ امجد رحمۃ اللہ علیہ مخلص اور بے لوث دینی مبلغ تھے۔ عالم باعمل اور فاضلِ بے بدل تھے۔ نہایت بلند پایہ عابد، زاہد، صائم، عارف باللہ، راکع اور ساجد تھے۔ نماز تہجد کبھی نہ چھوٹی۔ روزانہ کئی کئی پارے (قرآن شریف) تلاوت فرماتے۔ اکثر سات دنوں میں قرآن حکیم ختم کرتے رہے۔ نہایت شریف الطبع، حلیم، تحمل مزاج، غرض کہ اخلاق حسنہ کے حامل تھے۔

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں جد امجد رحمۃ اللہ علیہ پر۔ آمین

۶۰ حضرت ابوالخیر نولکھ ہزاری علیہ الرحمۃ

ولادت:

1440ء۔ ڈیرہ غازی خان کی ایک بستی میں۔

ابتدائی تعارف:

بخاری النسل سید۔ والد گرامی سید عمر رحمۃ اللہ علیہ، والدہ صاحبہ آمنہ رحمۃ اللہ علیہا، بارہ سال کی عمر سفر روحانی اختیار کیا تا کہ کسی مردِ حق تعالیٰ کی غلامی اختیار کریں۔

والدہ صاحبہ سے اجازت لے کر یمن تشریف لے گئے۔ یمن میں ایک ولی اللہ نے واپسی کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ آپ بمقام نگور پہنچے اور حضرت سید فضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر حضرت مٹھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔

نولکھ ہزاری کا خطاب:

"پیشوا نے آپ کو ایک ورد دریا کے آبِ رواں میں نولکھ ہزار مرتبہ پڑھنے کا فرمایا۔ جب آپ دریا کے کنارے پہنچے تو ورد کا ایک صہ ذہن میں نہ آیا۔ یہ ورد قرآن شریف کی ایک آیت مبارکہ تھی۔ آپ نے مکمل قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ فرمالیا اور تکمیل بھی فرمالی۔ پھر مرشد طریقت کی خدمت میں آئے۔ حضرت پیشوا رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔ روحانی انعامات سے نوازا "ابوالخیر نولکھ ہزاری کا خطاب" دیا۔ حضرت مٹھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ (پیشوا) نے نِگا نامی لانگری سے فرمایا کہ حضرت نولکھ ہزاری سے کوئی سخت کام نہ لیں۔ لانگری نِگا اس پر عمل نہ کرسکا اور سخت سے سخت کام بھی آپ سے لیتا۔ لانگری کے کہنے پر آپ جنگل میں گھوڑوں کے لیے گھاس کاٹنے گئے "رمبہ" کو گھاس کاٹنے کا ارشاد فرما کر خود سو گئے، جب بیدار ہوئے تو دیکھا ایک جنگلی شیر نے آ کر آپ کے گھوڑے کو ہلاک کر دیا۔ آپ نے شیر سے فرمایا: "جو کام گوڑے نے کرنا تھا تم کرنے کے لیے تیار ہو یا نہیں؟" شیر نے سر تسلیم خم کر دیا۔ رمبہ نے گھاس کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ آپ نے گھاس کا گٹھا باندھ کر شیر کی کمر پر لادا اور مرشد کے آستانہ پر حاضر ہوئے۔ شیر کو

اصطبل میں باندھ دیا، اس طرح آپ کی بزرگی کا راز فاش ہوا۔ حضرت پیشوا نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا اور دینِ اسلام کی تبلیغ کا حکم دیا۔ آپ کے ہمراہ تین اور برادران طریقیت بھی روانہ کیے گئے۔ شیخ موسیٰؒ، حبیب موہلؒ، نصیر بودلہؒ۔

شاہکوٹ میں قیام:

شاہکوٹ کا پرانا نام تیرتھ گڑھ تھا۔ یہ قصبہ ایک ہندو جوگی کے زیرِ اثر تھا۔ اہالیان قصبہ جوگیوں کے لیے دودھ کی کافی مقدار مہیا کرنے پر مجبور پرتھے۔ شاہکوٹ کی ملحقہ پہاڑیوں میں ایک باؤلی بھی تھی۔ (باؤلی بمعنی) جس پر جوگی ہر روز غسل کرتا تھا۔

اتفاق سے چند دیہاتی دودھ لے کر آپ کی قیام گاہ کے قریب سے گزرے، آپ نے قیمتاً دودھ مانگا۔ دیہاتیوں نے معذوری ظاہر کی اور بتایا جوگی کے لیے مخصوص ہے۔ اگر نہ دیا جائے تو بھینسوں کا دودھ بند ہو جاتا ہے اور دودھ کی بجائے خون آتا ہے۔

آپ نے یقین دہانی کرائی کہ ہمیں دودھ دینے میں کوئی ہرج نہ ہوگا۔ دیہاتیوں پر آپ کی باتوں کا اثر ہوا۔ انہوں نے دودھ پیش کر دیا اور دودھ خون نہ بنا۔ جوگی کو بھی معلوم ہو چکا تھا اور اپنے لشکر کو لے کر آپ کے پاس پہنچا اور گستاخانہ لہجہ میں بولا۔ آپ نے فرمایا ”تم ہی کچھ دکھاؤ۔“ جوگی فضا میں پرواز کرنے لگا۔ آپ نے نعلین مبارک اتار کر حکم دیا کہ بے دین جادوگر کو فوراً نیچے لاؤ۔ جوتے جوگی کے سر پر برسنے لگے۔ اسے نیچے آنا پڑا۔ معافی مانگی اور یہ مقام چھوڑنے کا وعدہ کیا اور یہاں سے کہیں اور جگہ چلا گیا۔

ایک کرامت:

کسی اندھیری رات کے دوران اونٹوں کا ایک طویل قافلہ حضرت ابوالخیرؒ کے قریب سے گذرا۔ یہ قافلہ کابل جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کابل جاتے ہوئے دیر نہ لگے۔ قافلہ بہت جلد کابل پہنچ گیا۔ قافلے میں دو بلوچ سگے بھائی تھے۔ واپسی پر آپ کی قدم بوسی کی اور حلقۂ ادارت میں منسلک ہو گئے۔ ان کے نام بلند علی خان اور لنج علی خان تھے۔

ایک اور کرامت:

آپ نے ایک بکری دودھ کے لیے رکھی تھی اور ساتھ ہی ایک شیر بھی۔ شیر پر سواری بھی فرماتے تھے۔ شیر اور بکری دونوں اکٹھے ہی رہتے تھے۔ بکری اور شیر کے پاؤں کے نشان تا حال پہاڑی پر موجود ہیں اور موجبِ زیارت ہیں۔

بابا نانک کی ولادت:

شاہکوٹ سے جنوب کی طرف ننکانہ کا تاریخی قصبہ ہے۔ یہاں کے ایک نامور زمیندار کالو کھتری کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی۔ زمیندار آپ کی خدمت میں برائے دعا حاضر ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی اور بشارت دی کہ بچہ بھی ہوگا اور اس بچے کی شہرت پوری دنیا میں ہوگی۔ آپ کی دعا سے سکھوں کے بڑے گرو بابا نانک صاحب کی پیدائش ہوئی۔

مزار کا واقعہ:

کھرل قوم کی ایک بانجھ عورت نے حصولِ اولاد کے لیے درخواست کی۔ آپ نے دعا نہ فرمائی۔ یہی عورت حضرت نوشہ گنجؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عورت نے دست بستہ ان سے درخواست کی کہ وہ صاحبِ اولاد ہو جائے۔ حضرت نوشہ پاکؒ نے دعا فرمائی اور بچے کی ولادت کی خوشخبری دی۔ عورت حاملہ ہوئی نو ماہ کا عرصہ ختم ہونے میں ابھی چند روز باقی تھے کہ اچانکہ اس عورت کی اتفاقیہ حضرت نولکھ ہزاریؒ سے ملاقات ہوگئی۔ عورت نے طنزیہ رویہ اختیار کیا، فرمایا: ”تمہارے بچہ پیدا نہ ہوگا۔“ نو ماہ گذر گئے بچہ پیدا نہ ہوا۔ اس حالت میں عورت کو بارہ سال گذر گئے عورت دوبارہ حضرت نوشہ گنجؒ کے دربار میں پہنچی۔ غلطی کی معافی طلب کی آپؒ نے رحم کھا کر حضرت نولکھ ہزاریؒ سے معافی دلوائی۔ تب بچے کی پیدائش ہوئی۔ اس لڑکے کا نام مرزا رکھا گیا۔ جو بعد ازاں پنجاب کی مشہور داستان مرزا صاحباں کا اہم کردار بن کر عوام الناس کے سامنے مشہور رہا۔

تبلیغ دین اسلام:

آپ نے شب و روز تبلیغ فرمائی۔ ساندل بار کے علاقہ کے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے گئے۔

وصال:

آپ نے عمر بھر نکاح نہ کیا۔ مجرد رہے۔ 66 سال کی عمر میں 1506ء میں وصال فرمایا۔

مزار شریف:

مزار قصبہ شاہکوٹ ضلع شیخوپورہ میں ہے جو کہ دن رات مرجع خلائق ہے۔

سالانہ عرس:

ہر سال عرس دیسی مہینے چیت کی دس تاریخ کو شروع ہوتا ہے۔ تین دن جاری رہتا ہے۔ بے شمار عوام وخواص اس میں حاضری دیتے ہیں۔ غالباً 23 مارچ انگریزی ماہ کی تاریخ ہوتی ہے۔ سالانہ عرس کے علاوہ مزار شریف ہر ماہ نوچندی جمعرات کے روز عرس ہوتا ہے۔ ہزاروں عقیدت مند شامل ہوتے ہیں۔ نعت خوانی اور قوالی ہوتی ہے، شام کو محکمہ اوقاف کی طرف سے لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

میرا تاثر:

حضرت شاہ ابوالخیر نولکھ ہزاری قدس سرّہ الصمد بلاشبہ ان کبائر اولیائے عظام میں سے ہیں جنہوں نے نعمتِ باطنی، علم اسرار اور خوشنودی ربِ غفور الرحیم وحضور سرکارِ دوعالم ﷺ کے حصول میں زندگی کے شب و روز گذارے۔ ریاضت ومجاہدہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ سنت مطہرہ حضور سید الاولین والآخرین ﷺ پر کما حقہ عمل کیا۔ خدمتِ خلق اور اشاعتِ دین اسلام میں ہر لمحہ بسر فرمایا۔ طرح طرح کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، ہر دم یادِ الٰہی میں گذارتے ہوئے اس دارِ فانی سے انتقال فرما کر گئے۔ ساری زندگی اللہ اللہ کیا، اب تا قیامت اللہ تعالیٰ انہیں یاد فرماتا رہے گا۔ رہتی دنیا تک ان کا نام، ان کا روضہ (مزار) روشن رہے گا۔ اپنے تو در کنار بیگانے (غیر مسلم) بھی ان بزرگوں کو تعریفی کلمات ہی سے یاد کرتے ہیں۔ سکھ حضرات ننکانہ صاحب اپنے مذہبی پروگرام سے فارغ ہو کر شاہکوٹ میں ان کے مزار پر بھی حاضری دے کر واپس لوٹتے ہیں۔ کاش! آج کے دور میں بعض اولیاء اللہ کے مزار پر عرسوں (تبلیغی اجتماعات) کے موقعوں پر

غیر شرعی پروگراموں کا انعقاد نہ ہوتا کہ ان بزرگوں کی ارواح طیبہ کو بیزاری نہ ہو، مگر ایسے نازیبا مشاغل کو اربابِ اقتدار ہی ختم کروا سکتے ہیں جو کہ خود بر نفس نعیتی ہمہ وقت دینِ اسلام سے دور ہی دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حال پر رحم فرمائیں۔ مگر اللہ کی ذات برکات رحم کیوں فرمائے جب مسلمان خود رحم کے طلب گار نہ ہوں۔ علامہ اقبال ؒ نے قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ ہی کا مفہوم بیان فرمایا ہے:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جسے خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

پھر لاہوری درویش ؒ اپنی ایک الہامی کیفیت کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ کے بزرگانِ دین اسلام ؒ کے صرف اسمائے گرامی مع چند جملے متعلقہ سیرت وکردار واقوالِ زریں نہایت ہی اختصار کے ساتھ ہدیۂ قارئین کرام ہیں۔ انشاء اللّٰہ ، ماشاء اللہ ، لا حول ولا قوّۃ الا باللّٰہ ، الحمد اللّٰہ ، سبحان اللّٰہ ، وما توفیقی الا باللّٰہ ، وافوض امری الی اللّٰہ ، الصّلوۃ والسلام علیٰ رحمتہ اللعٰلمین وعلیٰ عبادہ الصالحین ،الی یوم الدّین۔

(۷۱) حضرت خواجہ صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ

1۔ حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدوی ؒ: اسلامی طریقیت وتصوف وفقر (روحِ اسلام) کے ماحول میں ولادت، پورے چودہ سال دارالعلوم دیوبند سے بھی علوم ظاہری حاصل کیے۔ خواجہ نور الحسن شاہ کیلوی ؒ (خلیفۂ مطلق حضرت شیرِ ربانی میاں شیر محمد سرقپوری قدس سرّہ) کی صحبت ومعیت میں سات سال گزار کر جملہ مراحل تربیت طے فرمائے۔ بیعت صرف اور صرف خواجہ توکل شاہ انبالوی ؒ کی قبر مبارک ہی سے رہی۔ مگر فیوض وبرکات وانوارات کے مزے درجنوں مقبولانِ حق تعالیٰ سے لیے۔ 17 ربیع الثانی 1394ھ کو شہادت سرّی کے ساتھ دارالعمل سے کوچ فرمایا۔ جملہ حالتِ زندگی سے عیاں اور ثابت ہے کہ آپ بلاشبہ مجدّدِ عصر حاضرہ خصوصاً مجدّدِ طریقتِ اسلامی ہونے کے ناطے کے ساتھ قطب الاقطاب اور غوثِ زمانہ بھی تھے اور ہیں۔

بندۂ ناچیز کو حاضری کا موقعہ نصیب ہوتا رہا۔ پوری زندگی کوئی قول اور فعل شریعت اسلامیہ اور سنت مطہرہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے خلاف سرزد نہ ہوا۔ اور یہی بے مثل اور عظیم ترین کرامت واستقامت ہے۔ چارپائی کا رخ شمالاً جنوباً کروا کر کنعان ٹرسٹ ہسپتال لاہور میں) بلند آواز کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے وصال فرمایا۔ آپ ؒ کے مختصر احالاتِ زندگی ان ایام میں کمپوز ہو رہے ہیں۔ مزید تفصیلاً تذکرہ حضرت جناب صاحبزادہ ریٹائرڈ کرنل الطاف

محمود ہاشمی صاحب دامت برکاتھم العالیہ لکھیں گے۔ اور شائع فرمائیں گے۔

ہزاروں میں سے صرف چند ایک ملفوظات:

1۔ نیک عمل کی مداومت قبولیت کی دلیل ہے۔

2۔ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سامنے سمجھنا یا خدا تعالیٰ کو اپنے سامنے سمجھنا اسلام کی بنیاد ہے جسے ہم نے ترک کر دیا ہے۔

3۔ ہماری شکل وصورت اور سیرت دیکھ کر غیر مسلم مذاق اڑاتے ہیں۔

4۔ اپنے ذکر وفکر میں مشغول رہو۔

5۔ جس دن آنسو بہانے والی تکلیف مجھے نہ آئے میں سمجھتا ہوں میرا خدا مجھ سے ناراض ہے۔

6۔ انوار کا ورود اور اسرار کا انکشاف نہ ہو تو فقیر جھوٹا ہے۔

7۔ دل کا دروازہ خدا کے گھر کا دروازہ ہے۔

راقم نے نہایت زیادہ جسمانی تکلیف کے دوران لکھا ہے اس لئے ذہن اور قلم رکتا رہا۔

نمونۂ تحریر:

میرے حضرت خواجہ صاحب قدس سرّہ کی تحریر، تقریر بے مثل ہوتی۔ چند الفاظ ملاحظہ فرمائیے: اس وقت جنید زمانہ اور بایزید وقت قطب العالم خواجہ محبوب عالم ؒ کی کتاب خیر الخیر کا مختصر تعارف مقصود ہے جن کی ذات گرامی قلت آمیزی کی وجہ سے جو اس مشرب کا لازمہ قرار دیا گیا ہے چشمِ عالم سے پوشیدہ رہی لیکن اپنے بعد طالبینِ حق کے لئے فنِ عرفان میں اپنی کتاب "خیر الخیر" ایک ایسی روشنی چھوڑ گئے ہیں جیسے بحر ظلمات میں روشنی کا مینار اور اگر یہ اصول صحیح ہے کہ متکلم کی اگر معنوی ملاقات کا شوق ہو تو اس کو اس کے کلام میں تلاش کرنا چاہئے وہاں مل جائے گا۔ میرے قبلہ عالم کے عرفان کی معنوی اور زندہ جاوید اور صحیح فوٹو یہ کتاب لاجواب ہے۔

روحانیت سے بےزاری کا سبب:

یہ دور مادی دور ہے۔ اس لئے فن تصوف پر اعتراضات اور شبہات کے وار کئے گئے ہیں ان میں سب سے بڑا وار اور حملہ جو کیا گیا ہے نہ صرف عوام کی طرف سے بلکہ علمی دنیا کی طرف سے یہ کیا جارہا ہے کہ یہ تصوّف راہبانہ اور خلوت پسندانہ طریقہ ہے۔ اس کا ماخذ اسلامی نہیں۔ بعض نے اس کا رشتہ ہندو آنہ جوگ سے جاملایا۔ حالانکہ تصوف کی زندگی اسلام کی زندگی ہے۔ اور اس کی موت اسلام کی موت ہے۔ کیونکہ کوئی جسم بلا جان زندہ نہیں رہ سکتا۔ توحید و رسالت جو اصل سرمایۂ دین ہے اس کی تکمیل ہی اوّلین مقصد تصوف ہے۔ اور بس

جو تصوف اور فقر اسلام سے بیگانہ کرے اور توحید اور رسالت سے متصادم ہو وہ سراسر گمراہی ہے۔ اس کا کمال ایمانی سے کوئی تعلق نہیں۔ حقیقی صوفی رسالت مآب ﷺ کا پورا عکس ہوتا ہے۔ اور رسالت کے تمام فرائض ادا کرتا ہے۔ تصوف اسلام کی خوابیدہ روح کو بیدار کرتا ہے۔

دین کے اس خالص لطیف ترین اور بلند ترین اور مظلوم شعبہ سے ہمارے زمانہ کے عوام و خواص کی بیگانگی اور بعد کے اسباب تو بہت ہیں لیکن ایک عمومی سبب یورپین اقتدار کے ساتھ مادیّت و دہریت کا وہ سیلاب ہے جس کے زہریلے اثرات نے غیر محسوس طریقہ سے نہ صرف ذہنوں کو بلکہ روحوں تک کو کھاڈالا۔ اس شعبہ کو دین سے ایک الگ اور جدا شے قرار دینے لگے۔ گویا کہ دین میں اور تصوف میں کوئی رشتہ ہے ہی نہیں۔ یاد رکھئے مذہب سراسر اطمینان ہے۔ اس نعمت کے حصول کے لیے جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کا نام تصوف ہے۔

مجدّدی طریقت:

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں شریعت کی تجدید فرمائی۔ وہاں شریعت کے باطن جس کا نام طریقت ہے اس میں بھی تجدید فرمائی ہے۔ طریقت اور مذہب میں ایک بڑا خلا پیدا ہو چکا تھا کہ معرفت اور مذہب دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ جس سے صدہا برائیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں اظہار فرمایا طریقت اور مذہب دو الگ الگ

چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ خداشناسی کی ایک ہی بنیاد ہے۔ جس پر مذہب اور طریقت کی تمام عمارت رکھی گئی ہے۔ مذہب اور طریقت میں جسم و جان کی طرح وحدت ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ تھا اصل معیار مذہب ہے نہ طریقت۔ بلکہ طریقت وہی ہے جو مذہبی حدود کے اندر پھلے پھولے۔ جو طریقت اسلام کے معیار پر برابر نہ بیٹھے وہ اسلامی طریقت نہیں ہے۔ (خیر الخیر کا تعارف از قبلہ ام خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ، اقتباسات)

بیان دِگر:

میرے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر چیز کا ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن۔ جیسے پوست و مغز، الفاظ و معانی، ایسے ہی انسانی (اشرف المخلوقات) مجموعہ ہے ظاہر و باطن کا۔ ظاہر اس کا جسم ہے اور باطن اس کی روح ہے۔ جب تک جسمانی و روحانی نشوونما، ظاہری باطنی ترقی اور تربیت پہلو بہ پہلو جاری نہ رہیں گی۔ انسانی ترقی کا دعویٰ غلط اور بالکل غلط۔ یہی وجہ ہے شہنشاہِ ازلی کی طرف سے ہر دو پہلوؤں کی تربیت کا مکمل انتظام کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ ہو سکتا تھا کہ جسمانی ترقی کے لیے اتنا بڑا انتظام کیا جائے کہ عالم علوی و سفلی کا بڑے سے بڑا کرّہ اور چھوٹے سے چھوٹا ذرّہ تو انسانی جسم کی خدمت میں مصروف کر دیا گیا ہو۔ جو ایک فانی ہے تو کیا روحِ انسانی جو جسم کے لیے بمنزلہ اصل کے ہے اور جسم کا مرکز اور محور ہے جو تمام اعمال کے ثواب و عذاب کا ذمہ دار ہے اور پھر باقی ہے فانی نہیں تو کیا اس کی تربیت کے لیے کوئی انتظام نہ کیا گیا ہوگا۔ جس دستور العمل میں ان دونوں پہلوؤں کا پورا پورا انتظام کر دیا گیا ہے اس کا نام مذہب ہے یہی صراط مستقیم ہے۔ روحانی تربیت (اندرونی اصلاح) ہی کے متعلقات کو روحانیت اور تصوف کے ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔

روحانیت کے تقاضے تقویٰ، طہارت، اخلاقِ حسنہ، زہد، عبادت، خشوع و خضوع، اتباعِ سنت، احترام آثارِ سلف۔ تعجب ہے اس قوم پر جس کے پاس جناب سید المرسلین ﷺ جیسا نبی ہو، مکمل ضابطۂ حیات پیش کرنے والی کتاب (قرآن پاک) ہو وہ بھی مادیت کے سیلاب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ منکرین تصوف کو کسی نہ کسی وقت تصوف کا اقرار

کرنا پڑا۔ تاریخی شہادت امام ابوحنیفہ ؒ فرماتے ہیں" اگر ابوحنیفہ کے آخری دو سال امام جعفر صادق ؒ کی خدمت میں نہ گزرتے تو ابوحنیفہ ہلاک ہو جاتا" ایک شب صوفیائے کرام کی ایک جماعت ہوا میں اڑ کر امام احمد ؒ کے پاس آئی۔ چند مسائل شرعیہ میں ان سے گفتگو کرنے لگی یہاں تک کہ آپ کو عاجز کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا" اس گروہ کے ساتھ مجالست لازم پکڑو۔ آپ ؒ اکثر بشر حافی ؒ کے پاس جایا کرتے۔ اور فرماتے" میں ان سے زیادہ احکامِ خدا کو جانتا ہوں اور وہ ذات خدا کو مجھ سے زیادہ پہچانتے ہیں"

امام مالک ؒ کو بھی بعد میں رجوع نصیب ہوا۔ امام غزالی ؒ بھی اسی زُمرے میں ہیں۔ ابن جوزی ؒ سخت منکر تھے مگر بعد میں رجوع کیا۔ شیخ عبدالحق دہلوی ؒ کا بھی یہی حال تھا۔ مولانا روم ؒ جیسے پکار اٹھے۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم ، تا غلام شمس تبریزی نشد

ذوق وفہم کی اصلاح کے طریقے کا نام قرآنی الفاظ میں تزکیہ ہے۔ تمام روحانیت اور تصوف کی بنیاد اسی تزکیہ پر ہے۔ تربیت اخلاق اور تزکیہ ایک باطنی چیز ہے جو صحبت و معیت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ (صحابہ کرام ؓ صحبت نبوی ﷺ ہی سے عظیم ترین کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے) (تابعین ؒ کے لیے صحابہ ؓ کی صحبت نے کام دیا) اشاعت مذہب کے لیے صحبت و معیت اہل ذوق سلیم شرط ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ معیت خداوندی شرط ہے۔ ہر مذہب حقہ کی اشاعت کا سبب عرفان ہوتا ہے جو معیت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ بانیانِ مذاہب امی ہوا کرتے ہیں۔ تزکیہ کے لئے مجاہدہ شرط ہے۔ (بحوالہ قرآن حکیم) مسلمان کسی وقت بھی جہاد سے فارغ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جنگ کچھ زمانہ اور کچھ دن اور کچھ وقت لیکن مجاہدہ ہے عمر بھر اور ہر وقت۔ اگر جہاد بالنفس کو نظر انداز کر دیا جائے تو تمام دین کی عمارت ہی اُکھڑ جاتی ہے جہاد (قتال) تو اس دین کی عمارت کے بچاؤ کے لیے ہے۔ جہاد دین کا پہرے دار ہے۔ اور مجاہدہ دین کی جڑ ہے۔ مجاہدہ کے بغیر انسان کی تکمیل ناممکن ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مجاہدہ کا سورۂ مزمل میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور یہ آپ کا مجاہدہ نبوت کے باوجود آخر عمر تک معمول

رہا۔ (راقم نہایت اختصار کر کے عرض کر رہا ہے)

نبی خاتم ﷺ کی زندگی پر اک نظر:

مکی زندگی کو دیکھا جائے تو اس میں سوائے مجاہدہ کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ سب سے پہلے خلوت اور یکسوئی کی ضرورت ہے۔ مکہ (معظمہ) کا یہ خلوت نشین کئی کئی مہینے ستو لے کر رات کی تاریکی میں مکہ سے نکل کر غار حرا کی تاریکیوں میں خلوت نشین رہتا ہے۔ کسی چیز کی جستجو ہے۔ اس میں حیرانی ہے۔ آہ و بکا ہے" کبھی طبیعت میں ایسا جذبہ پیدا ہوتا کہ پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر دوں" صوفی اگر ایسی کیفیت کو جذب سے تعبیر کرے تو مذاق اڑایا جائے۔ اگر اسی خلوت کو چلہ کے نام سے پکارے تو تمسخر اڑایا جائے۔ سینہ بے کینہ حسب روایت شاہ عبدالعزیز ؒ پانچ بار شق کیا گیا۔ کالی کالی چیز نکالی گئی۔ اگر غریب صوفی ان کو پانچ مقام یا پانچ لطائف کا نام دے دے اور اس کالی چیز کے نکالنے کے لیے مجاہدہ شروع کر دے کیونکہ وہ اپریشن تو ہونے کو رہا تو پھبتیاں اڑائی جائیں۔ (چالیس سال کے بعد ایک آنے والا آیا۔ بخاری شریف میں پہلی وحی ملاحظہ و تلاوت فرمائیے۔ راقم)

جب آپ کو دبا کر چھوڑا تو کونسا علم تھا جو سینہ سے پھوٹ کر زبان پر نہ آ گیا ہو۔ تعلیم و تعلّم کا یہ انوکھا طریق ہے۔ جس دم کا طریق اگر صوفی اختیار کرے تو جوگی ہونے سے متہم کر دیا جائے۔

مدینہ منورہ میں جو ظاہر ہوا وہ نتیجہ ہے مکی زندگی کا۔

اے قصہ خوانِ بدر ضرورت حرا کی ہے

مجاہدہ کے چار جز و تا دم آخر آپ ﷺ پر لازم ہے۔ قیامِ رات۔ ترتیل قرآن۔ ذکر الٰہی (یہ نماز کے علاوہ ہے) تبتّل (ماسوا اللہ سے مکمل انقطاع)

علمی دنیا کا حال:

رہی رات کی عبادت، توبہ توبہ، علمی دنیا کے حضرات کو دن میں رب العباد کے سامنے جھکنے سے شرم ہے۔ فرائض و سنن کے سوا ایک رکعت زائد گذارتی۔ ان کو مشکل، رات کی بیداری

اور پھر کھڑے ہو کر قرآن پاک کا پڑھنا ان کے نزدیک سراسر عبث۔ صلوٰۃ اور چیز ہے ذکر الگ چیز ہے (راقم تفصیل لکھنے سے معذور)

مجاہدہ کے بعد وہ وقت آتا ہے کہ حقیقی توحید اور عرفان کا چشمہ اندر سے اُبلتا ہے۔ علم استدالی انکشافی رنگ میں سامنے آجاتا ہے۔ انعام یافتہ گروہ کا راستہ ہی صراطِ مستقیم ہے (قرآن مجید۔ کاتب الحروف) اس گروہ کی سنگت، رفاقت، صحبت، معیّت نہایت عمدہ اور پسندیدہ ہے۔ وَابتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ۔ وسیلہ سے مراد شخصیت، بقول شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، اعمال تو سب کے سب اٰمَنُو تَقُوْا میں آچکے۔ وسیلہ کے بعد جاہدُو (مجاہدہ) کا حکم بھی ہے۔) وسلیہ اسی کا ہوگا جسے قربِ الٰہی حاصل ہو) رفاقت اختیار کرنا ہی بیعت ہے۔

آخری گزارش:

آپ کچھ بھی نہ کیجئے اتنا تو کیجئے کہ آپ اپنے اندر وہ کچھ پیدا کیجئے جو نبی کریم ﷺ کے سینہ بے کینہ کے اندر تھا۔ ہر پہلو سے اسوۂ حسنہ سے معمور ہونا ایک سچے مسلمان کا مطمع نظر ہونا چاہیے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(۴۲) سیدنا و سیدی خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ

قبلہ ام خواجہ صدیق احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد، حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم۔ قرآن و حدیث و فقہ، تمام علوم اسلامیہ میں کامل مہارت رکھنے والے اور اسناد یافتہ۔ اور بے مثل کتب کے مصنف۔ وصال 21 رمضان المبارک (1335ھ) مزار پُر انوار سیدا شریف۔ گمنامی و تنہائی کو پسند فرمانے والے، مجسمۂ علم و عمل و اخلاص و روحانیت، اخلاقِ حسنہ، اور غیر محدود کرامات۔ 11 سال ایک ان پڑھ فقیر کے پاس رہنے والے حالانکہ تمام علوم دینی پر مکمل

دسترس تھی۔ جملہ سلاسل سے خرقہ ہائے خلافت یافتہ۔ (سوانح عمری کا مطالعہ "ذکر محبوب" از خواجہ صدیق احمد سیدی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایئے۔ خواجہ صدیق احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کئی کتب کے مصنف بھی۔ آپ کا ترجمہ خصائص الکبریٰ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں بلاشبہ منظور ہے)

اقوال زریں:

1۔ وہ شخص دنیا میں بڑا ہی خوش نصیب ہے جس کو اللہ تعالیٰ فراغت ظاہری کے ساتھ اپنی یاد کی بھی توفیق دے۔ مگر توفیق یاد الٰہی بغیر محبت اس کے خاص بندوں (صالحین۔ راقم) کے نصیب نہیں ہوتی۔

2۔ بہت بدنصیب اور منحوس ہے وہ شخص جس کو مصائب اور وبال گھیر لیں مگر وہ پھر بھی اپنے رب کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ تدابیر نفس میں اور زیادہ الجھ جائے۔

3۔ مرید کی ملکیت میں کسی شے پر نظر رکھنا پیر کو حرام ہے۔ (راقم: آج کل کے بعض سجادہ نشینان اس پر غور فرمائیں۔ ایسے حضرات کے متعلق حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا۔

چہ شکر لیست دریں شہر کہ قانع شدہ اند
شہبازانِ طریقت بشکارے مگسے

نوٹ: راقم شدید علالت میں ہے اس لئے تسلسل مفقود ہے۔ قوی احساس ہے مگر B.P ہائی وغیرہ کے باعث بھی ذہن پر اثر ہے۔

(۴۳) حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ

(وصال: 4 ربیع الاول 1315ھ) مزار مبارک: مشرقی پنجاب کے ضلع انبالہ میں۔

توکل میں آپ کا رتبہ نہایت اعلیٰ اور عظیم ترین۔ ہمیشہ سنت مطہرہ کی پابندی۔ دائمی حضوری، سکرت۔ محبت الٰہی میں رہنے والے، خدمت خلق میں نمایاں کام سرانجام دینے والے، کسی بھی ایک لفظ تک نہ پڑھا اور نہ لکھا مگر علوم ظاہری و باطنی کے بحرِ بے کنار۔ اور ہر زبان

کو سمجھنے والے، راہِ ہدایت دکھانے والے، لاکھوں خصائص سے بہرہ ور، چشم زدن میں مدینہ منورہ میں جا کر واپس آنے والے، فیوض و برکات و انوارات کا سرچشمہ۔

دنیا ملتی ہے جدا دین جدا ملتا ہے
سچ ہے شاہ توکل رحمۃ اللہ علیہ سے خدا ملتا ہے

کروڑوں اقوال ہیں کون سے لکھوں؟ یہی عرض ہے ''ذکرِ خیر'' مصنف خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدی رحمۃ اللہ علیہ لیں اور آنجناب خواجہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار طیبہ کا مطالعہ فرما کر نجاتِ اُخروی حاصل کریں۔ راقم

۷۴ خواجہ، خواجگان قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ

(ہوشیار پور کے قریب جہان خیلاں والے) متوفی 8 ذوالحجہ 1273ھ۔ جن کے صاحبزادے خواجہ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ، جو شمس الکونین اور یتیم پرور کے نام سے مشہور اور جن کی باقیات صالحات سرگودھا میں بھی یتیم خانہ خالقیہ، میاں منور احمد خان، میاں محمد احمد خان، لالہ موسیٰ خواجہ نور احمد خان مدظلہ، اور دیگر دیار میں کئی صالحین اب بھی موجود ہیں۔

۷۵ حضرت حاجی حافظ محمود قدس سرّہ

(خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوا) متوفی 8 ربیع الاوّل 1306ھ ساکن ڈیرہ غازی خاں۔ حج کیا۔ مع عزیز و اقارب واپس بمبئی میں آئے۔ یہاں سے جالندھر۔ جالندھر میں حضرت محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ نے نام خدا بتایا، اور مرید کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حلیم و بردبار اور خلیق، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا نور چمکا۔ حاسدین بھی میدان میں آ گئے مگر اسطرح ہوا کہ:

چراغ را کہ ایزد برفروزد
ہر آن کہ پف زند ریشش بسوزد

جالندھر اور دیگر علاقوں کے ہزاروں عوام و خواص خصوصاً پولیس والے افسران بھی آپ کے معتقد بن گئے۔ خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ بھی پولیس میں افسر ہی تھے۔ ہزاروں کرامتیں ظاہر

ہوئیں۔

کلماتِ قدسیہ:

1۔ جو اپنے آپ کو نادان سمجھے وہ سب کچھ پا لیتا ہے۔

رب جہاں دے وَل اُنہاں نوں غم کیہیں دا دے لوکا
دہڑے چنن رُکھ لگا مسافر آہندا دے لوکا

3۔ متبدی پر جو شیطان کا غلبہ ہوتا ہے۔ پیشوا کی صورت کو خیال میں رکھنے سے بھاگ جاتا ہے۔ قبر پہ جا کر قبر کی طرف منہ کر کے الحمد شریف پڑھ کر بخشو۔ متوجہ ہو کر بیٹھ جاؤ۔ پیشوا کا تصور رکھو۔ بزرگ کا نور تمہاری طرف آئے گا یا تمہارا نور اس کی طرف جائے گا (اگر وہ توجہ لیتا مرا ہو) اگر کچھ بھی نہ ہو تو سمجھ لو مزار میں کچھ نہیں ہے۔

4۔ توجہ ذکر فکر پر فوقیت رکھتی ہے۔ بوقت وصال 8 ربیع الاول 1306ھ خواجہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر تھے۔

۷۶ مولانا مولوی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ قندھاری

(جناب حاجی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوا)

قندھار کے رہنے والے، ولادت 1198ھ۔ پشاور میں بھی رہے۔ دہلی آ گئے۔ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ پھر رامپور میں رہے۔ دوبارہ دہلی آئے تو شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اعظم شاہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ اجازت، خلافت، پیراہن۔ دستار و کلاہ اور عصا مبارک عنایت ہوا۔

اقوالِ زرّیں:

مذہب حنفیہ کی کتب پر عمل کرنا، بغرض دنیا امیروں سے نہ ملنا، اغیار کی صحبت سے پرہیز رکھنا۔ پھر زیادہ عرصہ اجمیر شریف، کلیر شریف اور سرہند شریف میں گزارا۔ آخر پر جالندھر

گئے۔ بغرض تبلیغ دیگر کئی اضلاع میں بھی گئے۔ حلقۂ توجہ میں سو سو طالبین ہوتے۔ مفتی عبدالحمید صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ بکثرت آپ سے ملتے۔ کبھی کو تبرکات دیئے۔ جب حاجی محمود رحمۃ اللہ علیہ آئے انہیں اپنی ذات شریف سے نوازا گیا۔ وصال ہوشیار میں فرمایا۔ سرہند شریف میں حب وصیت دفن کئے گئے۔ حاکمِ ہوشیار پور سے فرمایا: نماز باجماعت، غرباء نوازی اور عدل وانصاف کو معمول بنالو۔ ایک طالب کو لکھا: لطائف خمسہ کے ذکر، وقوف عددی، تلاوتِ قرآن مجید اور نماز تہجد کی پابندی کریں۔

۷۷ حضرت شاہ ابوسعید علیہ الرحمۃ

(حضرت مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوا)

سلسلہ نسب حضور جناب امام ربانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ بن صفی القدرین رحمۃ اللہ علیہ عزیز القدرین رحمۃ اللہ علیہ، محمد عیسیٰ بن سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ بن محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ بن شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ولادت ذیقعد 1196ھ بمقام مصطفیٰ آباد (رامپور)

اہل عرب بھی آپ کی قرأت سن کر تعریف کرتے جب آپ حرم شریف میں تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے علوم پڑھے۔ کئی حضرات رضی اللہ عنہم سے فیض لیتے ہوئے شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ جن کا سلسلہ خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت دی۔ پھر شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور مقامِ عروج تک گئے۔ ان کے پاس آنے سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے 500 مرید تھے۔ قیومیت کی بشارت پائی۔ کرامات وتصرفات کا ذکر غیر محدود ہے۔ حرم شریف میں محرم 1250ھ میں مرض اسہال وتپ لاحق ہوا۔ ربیع الاول میں مدینہ شریف حاضر تھے۔ حرمین شریف میں بھی ہزاروں لوگ عقیدت مند ہوئے۔

ہفتہ یکم شوال 1250ھ بمقام ٹونک وصال فرمایا۔ تابوت میں دہلی لائے گئے۔ 40 دنوں کے بعد تابوت سے نکال کر شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیے

گئے۔ سلوک مجددیہ پر رسالہ فارسی میں ہے نام ہدایۃ الطالبین ہے۔ یہ موافق علام ومصارف حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہے۔ 1903ء میں دہلی میں اردو ترجمہ چھپا۔ یہ طریقہ مظہریہ مجددیہ کا دستور العمل ہے۔ مکہ شریف میں، بعض بزرگوں نے اسے عربی میں شائع کیا ہے۔

(ضمیمہ مقامات مظہری از شاہ عبدالغنی مجددی)

۷۸ شاہ عبداللہ معروف بہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مذکورہ بزرگ شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوا)

راقم نے کئی سال قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مقامات مظہری'' کی تلاوت کی تھی۔ سبحان اللہ! سارا بیان نُور علیٰ نور ہے۔ ولادت بٹالہ میں 1158ھ۔ نسب شریف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ والد ماجد شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ بزرگ۔ کریلے جوش دے کر کھایا کرتے۔ جنگل میں ذکر خیر کیا کرتے۔ نسبتِ چشتیہ وشطاریہ کے بھی حامل۔ اکثر اولیاء کی ارواح کا مشاہدہ فرماتے رہتے۔ ولادت سے پہلے ہی حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے علی نام رکھنے فرمادیا تھا۔ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ نے علی کی بجائے غلام علی اپنے آپ کو کہا۔ جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام عبدالقادر رکھنے کا فرمایا۔ آپ کے چچا نے بحکم حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ رکھا۔ 1180ھ میں حضرت میرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ بیعت بھی ہوگئے۔ پندرہ سال صحبت میں رہنے کے بعد اجازت سے سرفراز فرمایا۔ 50 سال گوشۂ قناعت میں بیٹھے۔ بے شمار عوام وخواص آپ کے پاس آنے لگے۔ دوسرے ممالک میں بھی آپ کے خلفاء پہنچے۔

اخلاق وعادات کریمانہ اور سنت کے عین مطابق، سوتے کم۔ پیران عظام رحمۃ اللہ علیہم کی نیاز کے لیے حلوا وغیرہ تیار کر کے فقراء میں بانٹ دیتے۔ علوم ظاہری وباطنی میں نہایت باکمال۔ عمل بمطابق سنت مطہرہ۔ عشق ومحبت کے متوالے، مکاشفات والہامات کرامات بے شمار۔

بیان: ''ایک روز میں عشا سے پہلے سو گیا۔ خواب میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس

عمل سے منع فرمایا۔اس عمل کے عامل پر وعید بیان فرمائی۔"

حضرت مجددّ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"تو میرا خلیفہ ہے"۔عظیم بزرگوں کی ارواحِ طیبہ سے نت واسطہ پڑتا۔بواسیر کی تکلیف تھی۔منصب قیومیّت پر فائز تھے۔

22 صفر 1240ھ وصال: حضرت مظہر جانجاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

کلماتِ قدسیہ:

1۔ فقیر میں فاقہ کی، قاف قناعت کا یا یادالٰہی کی اور رائے ریاضت کی ہے۔

2۔ جو شخص آنحضرت ﷺ کا اویسی ہونا چاہے وہ بعد از نماز عشا خیال میں آپ ﷺ کے ہاتھوں کو پکڑ کر یوں کہے: یارسول اللہ ﷺ میں نے (ارکان اسلام) پر آپ سے بیعت کی۔اگر کسی بزرگ کا ہونا ہو تو خلوت میں دو رکعت اس کی روح کے لیے پڑھ کر متوجہ ہو کر بیٹھے۔

3۔ اگر مجددّ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیائے وجودیہ کی توجہ دیں تو تو شاہراہِ شہود پر لے آئیں۔

4۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

5۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجددّ رحمۃ اللہ علیہ میں نزاع لفظی قرار دیا ہے۔اس مقام میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کھائی ہے۔ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے معارف ایک قطرہ ہیں اور حضرت مجددّ رحمۃ اللہ علیہ کیمعارف بحر محیط ہیں۔(ضمیمہ مقامات مظہری مولفہ شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ۔

(79) میرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ (شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوا)

سادات علوی سے، آپ کے آباؤ اجداد میں سے امیر کمال الدین 800ھ میں طائف سے ترکستان میں آئے۔ایک حاکم کی لڑکی سے نکاح کیا۔اس علاقہ کی حکومت امیر موصوف کو

ملی۔جس وقت ہمایوں نے ملک ہند کو خاندان سور کے افغانوں سے چھڑادیا۔وہ اس خاندان کے دو بھائی محبوب خان اور بابا خان اپنے ساتھ لایا۔حضرت میرزا کے جد بزرگوار عبدالسبحان دو واسطوں سے اکبر شاہ کے نواسے تھے۔جدہ بزرگوار اسد خان وزیر کی دفتر۔دادی جان جمادات کی تسبیح سُن لیا کرتیں اس قدر باطن صاف تھا۔خواتین کو مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا درس دیتیں۔والدہ ماجدہ عفیفہ، پارسا، جود وسخا میں بے نظیر، والد ماجد اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں منصب دار۔جمعہ کے دن فجر کے وقت 11 رمضان 1111ھ کو ولادت میرزا مظہر شہید رحمۃ اللہ علیہ۔اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ جانِ جان رکھا۔(والد میرزا جاں)

تعلیم و تربیت مکمل فرمائی۔فن سپاہگری میں کمال حاصل کیا۔بعمر 9 سال سیدنا خلیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بارہا بچشم ظاہر دیکھا۔رشد وہدایت کی خاطر کئی بزرگوں کی خدمت میں گئے۔شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ سے کئی منازل و مقامات طے کیے۔حضور سید الابرار ﷺ مع اصحاب رضی اللہ عنہم، اولیاء اللہ رحمہم اللہ رونق افروز ہوئے۔غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت قادریہ سے خوب نوازا۔بالآخر خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و معیت سے فیض یاب ہوئے۔لقب شمس الدین اور حبیب اللہ۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سلام سرہند شریف بھیجا۔مزار اقدس سے حضور مجدد رضی اللہ عنہ نے سر مبارک نکالا فرمایا"علیک وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:"اللہ نے ہمیں کشفِ صحیح عطا کیا ہے روئے زمین کے تمام حالات ہم سے پوشیدہ نہیں۔اس وقت میرزا مظہر جانِ جان رحمۃ اللہ علیہ کا مثل کسی اقلیم وشہر میں نہیں"

آپ رحمۃ اللہ علیہ شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔رب نے ارشاد و تلقین میں قوت عظیمہ عطا فرمائی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ بھیک رحمۃ اللہ علیہ نبیرۂ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کابل میں تھے غائبانہ توجہ سے خوب نوازا۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند جناب احمد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو غائبانہ توحید سے نوازا۔

سید نور محمد بدایوانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً توجہ فرمائی۔ایک ہی توجہ سے کئی مقامات طے فرما کر رخصت فرما دیا۔حضرت سید نور

محمد رحمۃ اللہ علیہ کی صورت میں تبدیل ہو گئے۔ اجازت مع خرقہ عطا فرمائی۔ بعد از وصال چھ سال تک حضرت سید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتے رہے۔ قبر سے ارشاد ہوا: مزید کمالات کے لیے بزرگوں کے پاس جاؤں۔ آپ دیگر اولیاء کے علاوہ خواجہ محمد زبیر قیوم رابع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ پھر اور کئی بزرگوں کے پاس رہے۔ شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ اعبدالاحد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) سے بہت کچھ حاصل کیا۔

وصال:

شب بدھ 7 محرم 1195ھ عبادت میں مشغول تھے۔ دو تین آدمی اندر آئے۔ ایک بد بخت نے گولی ماری آپ بے ہوش ہو گئے۔ پھر قاتل کو معاف کر دیا۔ تین دن زندہ رہے اور یہ پڑھا:

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کلماتِ قدسیہ بہت ہیں۔ بندہ بوجہ علالت لکھ نہیں سکتا۔ سنّت کی پیروی لازم ہے۔ درود خوانی، استغفار لازمی ہے۔ مکتوباتِ مجدّدی کا درس ہونا چاہیے۔ دعائے حزب البحر صبح و شام، ختم خواجگان رحمۃ اللہ علیہم، پڑھنا چاہیے۔ نوافل بھی، تلاوت، کلمہ تمجید، کلمہ توحید، دعائیں مسنونہ۔ ہر کام میں حضور قلبی لازمی ہے مراقبہ بھی لازم ہے۔ مزاراتِ اولیاء سے جمعیت کا فیض طلب کرو۔ ارواح کو ایصال ثواب کرو۔ (مقامات مظہری از شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

۸۰ سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (میرزا مظہر شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پیشوا)

کسبِ مقاماتِ سلوک خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ بہت مغلوب الحال تھے۔ تقویٰ میں بے مثل تھے۔ مکاشفات و کرامات کے حامل۔ ہر عمل خدا کو راضی کرنے کے لیے ہوتا۔ وصال 11 ذیقعد 1135ھ دہلی میں خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب

نواب مکرم خان کے باغ میں مزار شریف ہے۔ ارشاد فرمایا:

اوقات ہمہ بود کہ بایار بسر رفت
باقی ہمہ بے حاصل ، ہمہ بے خبری بود

(بحوالہ نور نقشبند از خلیفہ شہباز خان نوری)

نوٹ: خواجہ محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ متوفی ذوالحجہ 1047ھ مزار دہلی اور خواجہ عابد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 18 رمضان المبارک 1160ھ مزار دہلی کے حالات علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اور شجرہ میں شامل نہیں کیے حالانکہ شجرہ شریف میں دونوں بزرگوں کے نام ہیں۔ ان کے حالات مختصراً درج ذیل ہیں:

۸۱ خواجہ محسن رحمۃ اللہ علیہ

نسبت باطنی خواجہ محمد معصوم کمال رحمۃ اللہ علیہ سے۔ سلسلہ قادریہ میں بھی آپ معروف صاحب طریقت تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جامع تھے۔ خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ طریقہ مجددیہ میں کامل و اکمل تھے۔ صاحبِ کرامات تھے۔ مزار مبارک احاطہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔

۸۲ خواجہ عابد سنائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نماز تہجد میں ساٹھ مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتے تھے۔ خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے اور خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے۔ آپ کا دولت کدہ سرہند شریف کے قریب سُنام میں تھا۔ حضرت عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ کثیر الذکر اور کثیر العبادات تھے۔ تہجد میں ہر دوگانہ کے بعد مراقبہ طویل فرماتے۔ مرض موت میں آپ کو چھ ماہ تک اسہال آتے رہے۔ نماز تہجد، نفی اثبات، بیس ہزار مرتبہ کلمہ شریف، دو مرتبہ قرآن شریف، نوافل اور درودکوانی آپ کا معمول تھا۔ ایک سو سے زائد مرید درجہ کمال تک پہنچائے۔ دو سو علماء و صلحا مقام مجددیہ تک پہنچے۔ ریحان (نیاز بو) کی چٹنی سے روٹی کھاتے تھے۔ حاکم سرہند کہیں سے مویشی لوٹ کرلے آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال تک

گوشت نہ کھایا۔فرمایا دنیاداروں کے قدم نہایت منحوس ہوتے ہیں۔مزار مبارک سبز منڈی سے کئی میل آگے کرنال روڈ پر دہلی میں ہے۔

۸۳ حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ ؒ کے پانچویں فرزند۔عین ایام شباب میں تمام کمالات مجددیہ حاصل کیے۔اورنگ زیب ؒ کی درخواست پر خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ ؒ نے آپ کو بادشاہ کی ہدایت وتوجہ کے لیے دہلی بھیجا۔بادشاہ نے استقبال کیا۔قلعہ کے دروازے پر دو ہاتھیوں کی مورتیاں دیکھیں جن پر فیلبان سوار تھے۔فرمایا: یہ توڑ دو تب قلعہ میں داخل ہوں گے۔دوسرے روز فرمایا: تمام گویوں، بے ریش ناچنے والے لڑکوں اور تمام اہل بدعت کو ہند کے ممالک محروسہ سے نکال دیا جائے۔میاں بخش باغ میں سونے کی مچھلیاں تھیں آنکھوں میں جواہرات تھے۔آپ نے توڑنے کا حکم دیا فوراً تعمیل کی گئی۔سرود ونغمہ کا جنازہ نکال دیا گیا۔سلطان خوش ہوا۔خواجہ عروۃ الوثقیٰ بھی بہت خوش ہوئے۔اور آپ کو محتسب امت فرمایا۔بادشاہ، شہزادہ، بیگمات، جملہ امیر وزیر داخلسلسلہ مجددیہ ہوئے۔پھر آپ سرہند شریف آگئے۔بعداز وصال والد ماجد ؒ جانشین بنے۔اخیر نصف شب روضہ شریف پر حاضر ہوتے۔یہ پڑھتے:

من کیستم کہ باتو دم دوستی زنم
چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

روزانہ 400 درویش توجہ کے لیے آتے۔ہزاروں تصرفات وخوارق کے حامل تھے۔ظہر، عصر کے درمیان مستورات کو حدیث سنایا کرتے۔ایک روز درس جلدی ختم کردیا۔19 جمادی الاول 1095 کو وصال فرمایا۔قیوم اول ؒ کے روضہ شریف کے قریب دفن کئے گئے۔اولاد: آٹھ لڑکے چھ لڑکیاں رحمۃ اللہ علیہم۔

۸۴ خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ (قسط دوم)

حضرت مجدد ؓ کے خلیفہ اور فرزند سوم۔ولادت 10 شوال 1007۔تحصیل علم ظاہرو باطن مکمل فرمائی۔فضائل ومناقب لامحدود۔خلعت وقیومیت کی بشارت ملی۔(بے شمار مکتوبات میں حضرت مجدد ؓ نے اپنے صاحبزادوں کی تعریف فرمائی)۔رب نے عروۃ الوثقیٰ کا خطاب فرمایا۔حرمین شریف میں گئے تو ہزاروں انعامات سے نوازے گئے۔(راقم نے اپنی کتاب ذکر خیر 4 سیرت طیبہ امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ میں مختصراً آپ کا ذکر جمیل لکھا ہے)

فرمایا: حج کی قبولیت کی سند ایک فرشتہ نے دی۔کعبہ گلے ملتا۔محرم کی تیسری تاریخ کو جنت المعلیٰ میں گئے۔جملہ اصحاب ؓ نے عنایات سے نوازا۔مدینہ شریف پہنچے۔فرمایا: حضرت عائشہ ؓ اپنے حجرہ میں رہتی ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بالمشافہ ملاقاتیں ہوتیں۔جنت بقیع میں گئے۔ہر صاحب مزار نے بکمال عنایات فرمائیں۔آپ کی کرامات، تصرفات، کرامات، فضائل، مراتب بیان سے باہر ہیں۔آپ قیوم ثانی ہیں۔لاکھوں عوام مرید ہوئے۔وصال، درجع مفاصل کا مرض تھا۔(وصال 9 ربیع الاول 1079ھ) آپ کے مکتوبات کی بھی تین جلدیں ہیں۔اولاد امجاد: چھ بیٹے، پانچ بیٹیاں رحمۃ اللہ علیہم۔

شیخ محمد صبغۃ اللہ ؒ، قیوم ثالث خواجہ محمد ؒ، خواجہ محمد عبید اللہ ؒ، خواجہ محمد اشرف ؒ، شیخ محمد صدیق ؒ، سارے صاحبزادے کمالاتِ مجدد ؓ کے حامل تھے۔چھٹے صاحبزادے خواجہ سیف الدین ؒ جن کا ذکر خیر نمبر 11 پر عرض کیا ہے۔

۸۵ سیدنا مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ؒ کا ذکر جمیل راقم نے ایک مکمل کتاب 370 صفحات پر مشتمل شائع کی ہے۔مولا کریم اور متعلقہ بزرگ ہستیاں قبول فرمالیں۔

(۸۶) خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ ؒ کا مختصر بیان ذکر خیر 4 اور 5 میں لکھا ہے تاہم چند باتیں یہاں بھی پیش خدمت ہیں۔صرف یہ گذارش کہ آپ ؒ کے مرید حضرت مجدّد الف ثانی ؒ کس قدر بلند مقام پر فائز ہیں تو آپ ؒ جو پیشوا ہیں۔آپ کی عظمت وکمالات کا اندازہ کون بیان کرے۔

(۸۷) خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

مزید چند سطور: (دراصل راقم بیمار بھی ہے اور صبح سے لکھ رہا ہے اب تھک چکا ہے)

آپ کو خلافت مولانا خواجگی امکنگی ؒ سے ملی۔والد قاضی عبدالسلام خلجی سمر قند قریشی ؒ۔جو صاحب وجد وحال وفضل وصفات تھے۔کابل ہی میں 971ھ میں خواجہ صاحب پیدا ہوئے۔جلدی صاحب کمالات بنے۔تمام اخلاقِ حسنہ سے مزّین۔مزار مبارک دہلی میں ہے۔حضرت پیشوا کے حکم پر دہلی میں قیام فرمایا تھا۔اسی قیام کے دوران حضرت مجدّد الف ثانی ؒ آپ کی خدمت میں آئے اور بیعت بھی ہوئے اور جملہ منازل ومقامات بھی طے کر لئے۔

(۸۷) حضرت مولانا خواجگی اِمکنگی رحمۃ اللہ علیہ

اسم مبارک: خواجگی (منسوب بہ خواجہ) رہائش: موضع اِمکنہ (بخارا کا گاؤں) آپ کی تربیت اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد ؒ سے ہے۔خدمت خلق بہت کرتے۔خواجہ نقشبند ؒ کے طریقہ کے پابند تھے۔عمر 90 سال۔وصال 1008ھ، مزار امکنہ میں (حضرت القدس۔خزینۃ الاصفیاء)۔

مولانا خواجگی ؒ شاہ نقشبند ؒ کے اصل طریقہ کے پابند تھے۔تصرف باطنی کا یہ عالم تھا کہ علماء وفضلاء اور امراء وفقراء استفاضہ کے لیے خدمت میں حاضر ہوا کرتے بلکہ ملوک و سلاطین آپ کے آستانہ عالیہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناتے تھے۔

ارشاد: جب تک پاؤں میں کانٹا نہیں چبھتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔تصرفات وکرامات بے شمار۔

(۸۸) حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ماموں مولانا محمد زاہد ؒ سے خلافت ملی۔بیعت سے قبل بھی حضرت خضر علیہ السلام رہنمائی فرماتے رہے۔وصال جمعرات 19 محرم 970ھ۔ماوراء النہر کے ایک گاؤں میں مزار ہے۔

آپ ہمیشہ گوشہ نشینی اور گمنامی کی لذت کو یاد کیا کرتے۔جب کہ ایک بزرگ کی وساطت سے مقامی طور پر آپ کی شہرت بے حد ہوگئی تھی۔

(۸۹) حضرت مولانا محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا انتساب خواجہ احرار ؒ سے ہے۔خواجہ یعقوب چرخی ؒ کے نواسے ہیں۔خواجہ احرار ؒ کے پاس گئے۔خواجہ صاحب ؒ نے استقبال فرمایا۔وصال موضع وخش میں۔ربیع الاول 936ھ میں۔

(۹۰) خواجہ ناصر الدین عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

ولادت رمضان شریف 806ھ بمقام مضافاتِ توران۔تولد کے بعد 40 دن تک ایام نفاس میں ماں کا دودھ نہ پیا۔شغل باطنی کا غلبہ رہا۔کئی بزرگوں سے استفادہ فرمایا۔29 ربیع الاول 895ھ کو وصال۔علامہ نور بخش توکلی ؒ نے بے شمار کلماتِ قدسیہ تحریر فرمائے ہیں۔

کلماتِ قدسیہ:

1- مختصراً پیر وہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق واوصاف کا آئینہ ہو۔حق سبحانہ کے تصرف کا مظہر ہو۔

2- مرید وہ ہے جس کی خواہش (نفسانی) جل گئی ہو۔پیر کا جمال اس کا قبلہ ہو۔

3- جمعہ کی قبولیت کی ساعت میں ارباب جمعیت کی صحبت مانگنی چاہیے۔اسی سے تمام سعادتیں ملتی ہیں۔

4- غیر حق سبحانہ کی آگاہی سے دل کو آزاد کرنا توحید ہے۔

5- اگر اہل سنت و جماعت کے عقاید سے ہم سرفراز ہوں تو ہمیں کچھ ڈر نہیں۔

6- زبان دل کا آئینہ ہے۔دل روح کا آئینہ ہے۔روح حقیقت انسانی کا آئینہ ہے اور حقیقت انسانی حق سبحانہ وتعالیٰ کا آئینہ ہے۔

7- کونوا مع الصدقین: اہل صدق کے ساتھ صحبت لازم پکڑے تا کہ ان کی صحبت دوام سے باطن روشن ہو جائے۔

8- حدیث شریف: ترجمہ ''سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا''۔اس صورت میں استقامت کا حکم ہے۔استقامت نہایت دشوار ہے۔قائم رہنا۔افراط وتفریط سے محفوظ رہے۔

9- لوگوں کے اعمال واخلاق سے جمادات کا متاثر ہونا ثابت امر ہے۔شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بہت تحقیق کی ہے۔مثال: ایک شخص افضل عبادت نماز ایسی جگہ ادا کرے جو لوگوں کے ناپسندیدہ اعمال سے متاثر ہو (جس جگہ افعالِ بد کیے ہوں) اس نماز کا جمال اور رونق اس نماز کے برابر نہیں جو ایسی جگہ ادا کی جائے جو صالحین کی برکت سے متاثر ہو۔(جہاں نامِ خدا ذکر کیا جائے)۔یہی وجہ ہے حرمین شریف میں دو رکعت غیر حرمین شریف کے برابر نہیں۔(جہاں ذکرِ الٰہی ہو وہاں برکات اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے)

10- ہمارے زمانے میں توحید یہ ہوگئی ہے کہ لوگ بازاروں میں جاتے ہیں۔بے ریش لڑکوں کو دیکھتے ہیں (خوبصورت لڑکیوں کو دیکھتے ہیں جنھوں نے میک اپ بھی کی ہوتی ہے۔راقم) اور کہتے ہیں ہم تو حق سبحانہ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ایسے مشاہدہ سے خدا کی پناہ! (بقول مردِ دانا ایسے لوگ سُور کے مصداق ہیں)

11- سادات کی توقیر و تعظیم نہایت اہم ولازمی ہے۔ان کی بزرگی بہت ہے۔

ایک مرتبہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ درس کی مجلس میں کئی بار اٹھے۔کسی کو اس کا سبب معلوم نہ

ہوا۔آخر کار ایک شاگرد نے دریافت کر ہی لیا۔فرمایا: سادات علوی کا ایک ان لڑکا ان لڑکوں میں ہے جو مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے ہیں وہ لڑکا جب اس درس کے قریب آتا ہے اور اس پر میری نظر پڑتی ہے تو میں اس کی تعظیم کے لیے اٹھتا ہوں۔

12- محققین کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ موت کے بعد اولیاء اللہ ترقی کرتے ہیں۔

13- ہر زمانہ میں رجال الغیب صالحین میں سے اس شخص کی صحبت میں رہتے ہیں جو عزیمت پر عمل کرتے ہیں۔رخصت سے بھاگتے ہیں۔ہمارے خواجگان کی طریقہ عزیمت ہے۔(عزیمت شریعت میں اصل مشروع کو کہتے ہیں۔رخصت یہ ہے جو مباح سمجھا گیا ہو حالانکہ اس کی دلیل قائم ہو)

14- چاہیے کہ کھانا پکانے والا باوضو ہو۔پکانے میں غصہ یا فضول باتیں نہ ہوں۔(اُلٹ ہو تو صالحین کو یہ کھانا جائز نہیں)

15- عبادات اوامر پر عمل اور نواہی سے پرہیز کرنا ہے۔

16- ''جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وارث بناتا ہے اس علم کا جو اسے معلوم نہیں'' (حدیث) علم لدنی جس سے پہلے کوئی عمل نہ ہو۔بلکہ اللہ تعالیٰ محض عنایت سے اپنے پاس سے کسی خاص علم سے مشرف فرمائے۔

وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (سورہ کہف) (کلمات مذکورہ بالا قدسیہ لازمی پڑھنے کی درخواست ہے۔راقم)

حدیث شریف: ترجمہ: ''جب کوئی چیز حوالہ خدا کی جائے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے'' (شریعت پر عمل کرنا لازم ہے۔

(۹۱) مولانا یعقوب بن عثمان چرخی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر اصحاب رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہیں۔تکمیل خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔چرخ غزنی کا ایک گاؤں ہے۔وصال 5 صفر 857ھ۔

(۹۲) خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرّہ العزیز

آپ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل اور نائب مطلق تھے۔اسم مبارک محمد بن محمد بخاری۔خوارزم سے ہیں۔والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ان کے ترکہ سے کوئی چیز قبول نہ کی۔اور بخارا میں تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔دوران طالب علمی ہی آپ کے عقد شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہو گیا۔جب طلب حق پیدا ہوئی تو علم کو چھوڑ کر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ گئے۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی آپ پر خصوصی توجہ رہی۔بہت جلد درجہ کمال تک پہنچ گئے۔بے شمار طالبین خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور فیض سے درجۂ کمال تک پہنچے۔قدوۃ المحققین سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ بار بار فرمایا کرتے جب تک میں حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے شرف نہ ہوا میں نے خدا کو نہ پہچانا۔آپ صاحب طریقۂ خاص ہیں۔طریقہ علائیہ۔جس کا ذکر حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات (دفتر اول مکتوب 290 میں تفصیل سے کیا ہے۔) آپ مرض موت میں خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو موجود دیکھتے اور ان سے باتیں کرتے اور باتیں سُنتے تھے۔

خاص کرامت:

خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات سے سات سے پہلے اوائل شعبان 795ھ میں حضرت خواجہ بزرگ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔18 روز کے بعد بخارا میں پہنچے اور اوائل شوال میں واپس آئے۔عید رات کو بخارا ہی میں تھے۔اس روز خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک درویش نے واقع میں دیکھا۔ایک نہایت بڑی شاندار بارگاہ ہے۔خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس بارگاہ کے قریب ہیں۔معلوم ہوا وہ بارگاہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کی ہے۔خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ زیارت کے لیے اندر داخل ہوئے۔تھوڑی دیر کے بعد خوش و خرم واپس ہوئے۔فرمایا: مجھے یہ کرامت عطا کی گئی ہے جو شخص میری قبر کے گرد چاروں طرف سو سو فرسنگ کے اندر دفن ہو گا میں باذنِ الٰہی اس کی شفاعت کروں گا۔خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی قبر سے ہر طرف چالیس فرسنگ تک شفاعت کرنے کا

مرتبہ ملا ہے۔وفات: بروز دو شنبہ 2 رجب 802ھ آپ بیمار ہوئے چار شینہ کی رات 18 رجب 802ھ نماز عشاء کے بعد وصال فرمایا۔مزار مبارک قصبہ چغانیہ میں ہے۔

کلمات قدسیہ:

(ریاضت کے بہت فوائد) توفیق کوشش کے ساتھ (مراقبہ کی بہت اہمیت) اہل اللہ کی صحبت میں ہمیشہ رہنا عقل معاد کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔ان کی صحبت سنتِ مؤکدہ ہے۔(اہل اللہ کی صحبت سنت مؤکدہ ہے)۔

(۹۳) خواجہ خواجگان خواجہ سید بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ

راقم نے اپنی کتاب گلشن محمدیہ ﷺ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جمیل لکھا ہے۔یہاں صرف چند مزید باتیں: ولادت 4 محرم 718 بمقام قصر عارفان۔ولادت پر آپ کے جد امجد حضرت بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے۔انہوں نے آپ کو اپنے خلیفہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی تربیت کے لیے عہد لیا۔عہدِ طفولیت ہی میں کشف و کرامت و خوارق ظاہر ہوتے تھے۔دراصل آپ اویسی بھی ہیں۔خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے آپ کی تربیت ہوئی۔مزاروں پر پھرتے رہتے۔بے شمار اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے استفادہ فرماتے رہے۔حقیقت محمدیہ ﷺ آخری مقام ہے۔(حقائق میں) یہاں تک بھی پہنچے۔خضر علیہ السلام سے ملاقاتیں ہوتیں۔فقیرانہ زندگی بسر کرتے رہے۔خواجہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی 19 کرامتوں کا ذکر فرمایا ہے۔عمر 73 سال۔دو شنبہ کی رات 3 ربیع الاول 791ھ قصر عارفاں میں وصال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔خواجہ توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے 75 کلمات قدسیہ تفصیلاً لکھے ہیں۔

(۹۴) خواجہ شمس الدین امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

سیّد نسباً (انتساب حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ سے) کوزہ گر تھے۔روحانی پرواز بہت بلند، بیعت ہوئے، اور کشتی وغیرہ ترک کر دی۔تقویٰ کے بلند مقام پر تھے۔امیر تیمور نے سمرقند

سے پیغام بھیجا ہمارے پاس تشریف لائیں۔آپ نے قبول نہ فرمایا۔وصال: 8 جمادی الاول 772ھ۔

مولد قریہ سوخار۔جو سماسی سے پانچ فرسنگ کے فاصلے پر۔متواتر آٹھ سال تک آپ ہمیشہ دوشنبہ اور جمعہ کے روز نمازِ شام سوخار میں پڑھتے۔نمازِ خفتن سماسی میں۔نماز فجر سوخار میں۔ارشاد: دوسروں کی مِلک میں تصرف جائز نہیں۔گناہ خواہ صغیرہ ہو سہل نہ سمجھو۔استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں رہتا۔

حضرت امیر کلال ؒ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیٹ میں تھے۔اگر کبھی مشتبہ لقمہ میرے پیٹ میں چلا جاتا۔میں بوجہ درد بے ہوش ہو جاتی۔یہ کئی بار ہوا۔بوجہ اس بچے کی برکت۔کعبہ شریف حضرت امیر ؒ کے سر پر طواف کرتا۔فرمایا: جو ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے سب چیزیں اس سے ڈرتی ہیں۔آپ کے 114 خلفاء تھے۔

فرمودات (کلمات قدسیہ): اپنے لقمہ اور لباس کو پاک رکھو۔تمام کامیابیاں شریعت کی پیروی میں ہیں۔وصال سے قبل فرمایا: طلب علم سے دُور نہ رہو، یہ مسلمانوں پر فرض ہے۔خُدادان اور خدا خوان بنو۔پانی سے کپڑا، ذکر سے زبان، نماز سے جسم پاک ہو جاتا ہے۔توبہ کرتے رہو۔روزی کا غم دل سے نکال دو۔امر معروف اور نہی منکر بجالاؤ۔علماء حق کی خدمت میں رہو۔عزیمت پر عمل کرو۔یہ نصائح فرمانے کے بعد تنہائی میں گئے۔تین دن تک کسی صاحبزادے سے بات نہ کی۔مراقبہ سے سر اٹھایا۔حمد وثناء کی۔وصال فرما گئے۔

۹۵ خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مولد سماس موضع رامتین میں ہے۔بقول شاہ ولی اللہ ؒ سماس موضع طوس (مشہد) میں ہے۔خواجہ عزیزان ؒ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے عام اصحاب میں سے خواجہ محمد بابا سماسی کو خلافت و نیابت کے لیے چُنا۔اور تمام اصحاب کو ان کی متابعت و ملازمت کا حکم دیا۔آپ بہت استغراق میں رہتے۔بے خود ہو جاتے۔آپ نے خواجہ بہاؤالدین کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔آپ ؒ کا انتساب خواجہ عزیزان ؒ سے ہے۔

شاہِ نقشبند ؒ کی ولادت سے پہلے آپ بارہا کوشک ہندواں سے گزرتے فرماتے۔"ازیں خاک بوئے مردے می آید۔زود باشد کہ کوشک ہندواں قصرِ عرفاں شود"۔

ایک روز آپ اپنے خلیفہ سید امیر کلال ؒ کے مکان سے قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے۔فرمایا: خوشبو اب زیادہ ہو گئی ہے۔بے شک وہ مرد پیدا ہو گیا ہے۔شاہ نقشبند کے دادا جان آپ کو لے کر خواجہ بابا کی خدمت میں آئے۔خواجہ نے فرمایا: یہ ہمارا فرزند ہے۔یہ عنقریب اپنے دور کا مقتدا ہو گا۔بعدازاں سید امیر کلال سے فرمایا: تم میرے فرزند بہاؤالدین پر شفقت و تربیت سے دریغ نہ کرنا۔اگر کوتاہی کی میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔امیر کلال ؒ نے فرمایا اگر میں کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں۔

خواجہ نقشبند ؒ کی عمر جب 18 سال ہوئی تو ان کے دادا جان ؒ کو ان کے نکاح کی فکر ہوئی۔مجھے بابا سماسی ؒ کے پاس بھیجا۔میں حاضر ہوا۔رات گذاری۔نماز پڑھی، قصرِ عارفاں سے نکلا "خدایا مجھے بلا کا بوجھ اٹھانے اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی ہمت عطا فرما" آپ (بابا سماسی) نے فرمایا "دعا میں یوں کہنا چاہئے اس بندۂ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے اسی پر قائم رکھ جس میں تیری رضا ہے"۔

دستر خوان سے ایک روٹی خواجہ نقشبندی کو دی۔آپ نے روٹی لے لی۔سفر پر روانہ ہوئے۔راستے میں ایک دوسرے کے ہاں ٹھہرے جس کے پاس روٹی نہ تھی۔دودھ کا پنیر تھا۔روٹی وہاں کام آ گئی۔

وصال: 10 جمادی الآخر 755ھ

۹۶ خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ محمود انجیر فغنوی ؒ کے خلیفہ۔لقب حضرت عزیزان ہے۔مقامات عالیہ اور کرامات بہت۔صنعت باخندگی میں مشغول رہے۔جناب رومی ؒ: علم حال اگر قال سے بہتر نہ ہوتا تو سردارانِ بخارا خواجہ (عزیزان) کے کب غلام بنتے! ولادت: بمقام رامیتن باشارہ غیبی بخارا سے خوارزم گئے۔روزانہ مزدور گاہ میں آتے ایک دو مزدوروں کو اپنے مکان میں لے جا کر

فرماتے۔ پوراوضو کر۔ ظہر تک ہمارے پاس رہو اور ذکر کرو۔ بعدازاں اپنی مزدوری لے کر چلے جاؤ۔ جو مزدور ایک بار آتا آپ کی محبت کی برکت، تاثیر، تصرف سے ایسا ہوجاتا کہ پھر آپ کی جدائی گوارا نہ کرتا۔ اس طرح بے شمار مرید بن گئے۔ بادشاہ کو خبر ہوئی۔ مشیروں نے کہا: کوئی فتنہ نہ پڑ جائے۔ بادشاہ نے جناب عزیزان رحمۃ اللہ علیہ کے اخراج کا حکم دیا۔ آپ نے اجازت نامہ بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ بادشاہ شرمندہ ہوا، اور مع احباب حاضر ہوا عقیدت مند بھی بنا۔ آتے وقت خوارزم سے اجازت نامہ لیا تھا۔ 28 ذیقعد 715ھ وصال۔ مزار شریف خوارزم میں۔

(۹۷) خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اصحاب رحمۃ اللہ علیہم میں افضل اور اعلیٰ۔ ولادت انجیر فغنہ (بخارا) میں • وصال 17 ربیع الاوّل 717ھ۔ آپ وابکنہ میں رہا کرتے تھے۔

(۹۸) خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے خلفاء میں سے ہیں۔ مولد ومدفن۔ ریوگر ہے جو بخارا میں ہے۔ وفات 616ھ یا 617ھ۔

(۹۹) خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

والد گرامی: عبدالجمیل رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خضر علیہ السلام کے ساتھ صحبت رکھتے تھے۔ روم سے بخارا کے نزدیک غجدوان میں آگئے۔ خواجہ یوسف ہمدانی پیر صحبت وپیر خرقہ ہیں۔ وصال 12 ربیع الاوّل 575ھ۔

نوٹ: آپ کا حال راقم نے گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول میں لکھا ہے۔

(۱۰۰) شیخ ابویعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم عامل عارف زاہد پرہیزگار، صاحب احوال۔ صاحب جلیلہ ومقامات۔ علوم

معارف میں راسخ فتاوٰی میں ید بیضاء۔ احکام شرعیہ میں مکمل۔ یگانۂ مشائخ۔ سوائے جمعہ نماز کے باہر نہ نکلتے۔ ولادت موضع بُوزنجر میں (ہمدان میں) جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے علم حاصل کر چکے تو ایک روز خواجہ موصوف سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میری تمام مشکلات کا حل فرماؤ۔ ارشاد فرمایا "اے عبدالقادر! لوگوں کو وعظ سنایا کرو۔ عرض کی: میں عجمی ہوں۔ فرمایا تم میں صلاحیت ہے۔

کرامت:

ہمدان کی ایک عورت کو فرنگی قید کر کے لے گئے۔ فرمایا: صبر کر۔ دعا فرمائی۔ عورت سے کہا گھر جا۔ وہ چلی گئی اور گھر کے لڑکے کو پایا۔ لڑکے نے بیان کیا میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا • پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ نگہبان مجھ پر مقرر تھے۔ ایک شخص آیا اس نے مجھے اٹھالیا۔ آنکھ جھپکنے میں مجھے یہاں لے آیا۔ ایسی بے شمار کرامات۔ ہرات سے مرو آرہے تھے۔ ہرات اور بغشور کے درمیان موضع بامئین میں دوشنبہ 22 ربیع الاول 535ھ انتقال۔ کچھ عرصہ بعد مریدوں میں ابن النجار جسد مبارک کو مرو میں لے گیا۔ دفن کیا وہ خطہ آپ کے نام سے موسوم ہے۔

کلمات قدسیہ:

فرشتوں پر (بھی) سلام بھیجو۔ تم خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اگر یہ میسر نہ ہو تو اس شخص کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔

(۱۰۱) حضرت شیخ ابوعلی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ علیہ

نام۔ فضل بن محمد بن علی۔ کنیت ابوعلی۔ فارمد گاؤں کا نام ہے۔ انتساب شیخ ابوالقاسم کرگانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ولادت 407ھ۔ وفات۔ ربیع الثانی 477ھ طوس میں۔

(۱۰۲) حضرت شیخ ابوالقاسم گُرگانی رحمۃ اللہ علیہ

نام علی بن عبداللہ۔ کنیت ابوالقاسم۔ انتساب خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور پھر

جنید بغدادی ؒ سے بھی فیوضات حاصل کیے۔ وصال 23 صفر 450ھ۔

۱۰۳ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوالحسن فرقانی ؒ کا خوبصورت بیان راقم نے اپنی کتاب ''گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول'' میں لکھا ہے۔

۱۰۴ سلطان العارفین ابو یزید طیغور بن عیسیٰ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا ذکر خیر بھی ''گلشن محمدیہ ﷺ کے مہکتے پھول'' میں لکھا ہے۔

۱۰۵ سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام / رضی اللہ عنہ

آپ کا ذکر بے شمار حضرات نے لکھا۔ چند اسمائے گرامی: حضرت علامہ سعید الحسن شاہ ''رحمۃ للعلمین'' کے مصنف قاضی سلیمان سلمان منصور پوری، سلطان السلاطین شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، سیدنا وسیدی امام ربانی مجدّد الف ثانی ؒ ودیگر ہزاروں حضرات...... (ان میں کشف المحجوب کے مصنف داتا گنج بخش ؒ بھی ہیں) راقم برائے حصولِ برکات وخیرات وانوارات ونجاتِ اخروی چند سطور لکھ رہا ہے۔

جعفر نام۔ صادق لقب۔ ابوعبداللہ کنیت۔ والدہ ماجدہ ام فروہ ؓ جو سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے پوتے قاسم فقیہہ ؓ کی بیٹی۔ والدۂ ام فروہ ؓ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابو بکر ؓ۔ اسی لئے آپ فخراً فرمایا کرتے: وَلَدَنِی اَبُو بَکْرٍ مَرَّتَین۔ (ولادت میں ابوبکر صدیق ؓ سے دہرے واسطے ہیں) امام صاحب وافر العلام اور کثیر الفیوض۔ ان کی مرویات وفتاویٰ موجود۔

ولادت 83ھ وفات 15 رجب 148ھ۔ بقیع میں مدفون۔ ان کی نسل پانچ فرزندوں موسیٰ کاظم ؓ، اسمٰعیل ؓ، علی العریضی ؓ، محمد المامون ؓ، اسحٰق ؓ سے جاری ہے۔ (سیرۃ رحمتہ للعلمین جلد دوم) علامہ نور بخش توکلی ؒ کی تحریر کی تلخیص: آپ امام زین العابدین ؓ کے پوتے، امام محمد باقر ؓ کے صاحبزادے۔ حضرت مجدّد الف ثانی ؒ فرماتے

ہیں کہ حضرت امام کا نسب صوری اور نسب معنوی حضرت صدیق اکبر ؓ سے ہے۔ علم باطن میں آپ کا انتساب اپنے نانا قاسم ؓ سے ہے۔ ولادت 80ھ مدینہ منورہ میں۔ امام ذہبی ؒ نے آپ کو حفاظِ حدیث میں شمار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ ؓ، امام مالک ؒ، امام شعبی ؒ، حاتم بن اسمٰعیل ؒ، یحیٰ قطان ؒ، ابو عاصم نبیل ؒ ودیگر کئی حضرات نے آپ سے احادیث نقل کی ہیں۔ اوروں کو یہاں تک کھلاتے کہ عیال کے لیے کچھ باقی نہ رہتا۔

''مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قیامت کے دن میرے جد بزرگوار میرا دامن نہ پکڑیں۔ یہ کام نسب پر موقوف نہیں، بلکہ درگاہ رب العزت میں عمل کی پسندیدگی معتبر ہے۔ جس شخص کی سرشت نبوت کے آب وگل سے ہو۔ طبیعت کی ترکیب آثار رسالت سے ہو۔ جس کی بزرگوار جد رسول کریم ﷺ ہوں۔ ماں سیدہ فاطمہ ؓ ہو۔ اسے خوف وخشیت بھی بہت زیادہ ہے۔

کلمات قدسیہ:

1۔ شریف آدمی اپنے والد کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو۔ مہمان کی خدمت کرے۔ چوپایہ کی خبر لے۔ استاد کی خدمت کرے۔

2۔ جب گناہ کرے تو معافی مانگ لے۔

3۔ طلبِ مغفرت زیادہ کرو۔

۱۰۶ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیّدنا فاروق اعظم ؓ کے عہد میں یزد جرد شاہ فارس کی تین لڑکیاں غنیمت میں آئیں۔ سیدنا حضرت علی ؓ نے قیمتاً تینوں کو لے لیا۔ ایک امام حسین ؓ کو دے دی جس سے امام زین العابدین ؓ پیدا ہوئے۔ دوسری عبداللہ بن عمر ؓ کو دی جس سے حضرت سالم ؓ پیدا ہوئے۔ تیسری محمد بن ابی بکر صدیق ؓ کو دی جس سے حضرت قاسم پیدا ہوئے۔ یہ تینوں ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی اپنے والد محمد ؓ کے قتل ہونے کے بعد اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے ہاں پرورش پاتے رہے۔ آپ کا انتساب سیدنا سلمان فارسی ؓ سے

ہے۔آپ فقہائے سبعہ میں سے ہیں۔امام وعالم وفقیہ وپرہیزگار اور کثیرالحدیث تھے۔افضل اہل زمانہ تھے (امام بخاری ؒ) قاسم سے بڑھ کر کسی کو سنت کا عالم نہ پایا (ابوالزناد) کسی کو میں نے ان سے بڑھ کر افضل نہ دیکھا۔(ایوب سختیانی ؒ)۔

وصیت: مجھے ان کپڑوں میں دفنانا جن میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ 70 یا 72 سال کی عمر میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان قدید میں وفات پائی۔ مشلّل میں مدفون۔ یہ جگہ قدید سے تین میل پر ہے۔ مشلّل ایک پہاڑ ہے۔

وفات: 24 جمادی الاول 106 یا 108 ھ

(۱۰۷) سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

کنیت ابوعبداللہ۔ اصل فارس سے۔ پہلے دین موسوی میں۔ بعد ازاں دین نصاریٰ۔ دس بار نوبت بنوبت فروخت ہوئے۔ آخری راہب جس کے پاس آپ تھے مرنے لگا تو اس نے آپ کو بشارت دی کہ مدینہ میں پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی بعثت کا زمانہ قریب ہے۔ آپ نے مدینہ کی راہ لی۔ راستے میں ایک شخص نے غلامی کی تہمت سے گرفتار کرلیا۔ بنو قریظہ کے ایک یہودی عثمان بن سہل کے ہاتھ فروخت ہوئے۔ ہجرت کے پہلے سال قبول اسلام فرمایا۔ غزوہ خندق اور غزوات مابعد میں شامل۔ فرمایا سلمان منا اہل البیت۔ آپ تین صحابہ سے ہیں جن کا بہشت مشتاق ہے۔ اُن چار صحابہ سے جن کو خدا دوست رکھتا ہے۔

دور فاروقی میں مدائن کے گورنر بنے۔ پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ ملتا جو راہ خدا میں دے دیتے۔ بوریا بافی سے گذارہ کرتے۔ گھر نہ تھا۔ دیواروں درختوں کے سائے میں رہتے۔ ایک دھاری دار کملی تھی۔ بعض افراد ظاہری حالت دیکھ کر مزدور سمجھ کر اپنا بوجھ اٹھواتے۔

وفات:

وفات کے وقت بیوی سے کہا جو کستوری ہے پانی میں گھول کر سر کے گرد چھڑکا دو۔ آواز آئی السلام علیک یا ولی اللہ۔ یا صاحب رسول اللہ۔ عمر 250 سال۔ 10 رجب 233ھ۔ شہر

مدائن میں۔

(۱۰۸) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اسم گرامی عبداللہ۔ والد بزرگوار عثمان۔ کنیت ابو قحافہ۔ صدیق اور عتیق لقب۔ سب سے بڑھ کر عالم انساب۔ منصب دیات پر فائز تھے۔ اسلام لاتے ہی عشرہ مبشرہ میں سے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، سعد بن وقاص ؓ، عثمان بن عفان ؓ، زبیر بن عوام ؓ، طلحہ بن عبید اللہ ؓ آپ ہی کی دعوت سے مشرف با اسلام ہوئے۔ آپ، آپ کے والد، تمام اولاد، پوتا ابو عتیق محمد بن عبدالرحمٰن ؓ سب صحابی 6 نبوت میں ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف نکلے۔ پانچ دن کی مسافت کے بعد ابن الدغنہ (ربیعہ بن رفیع) کے کہنے پر واپس ہوئے۔ اس نے حفاظت کا ذمہ لیا۔ ابن الدغنہ نے کہا: آپ فیاض ہیں، نیک سلوک کرنے والے ہیں۔ غریب پرور، مہمان نواز لوگوں کے مددگار ہیں۔ آپ نے اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنائی جس میں نماز پڑھتے اور قرآن بلند آواز سے پڑھتے۔ مشرکین کے بچے اور عورتیں جمع ہوجاتیں۔ کفار نے ابن الدغنہ سے کہا: اسے روک دو قرآن و نماز نہ پڑھے، گھر میں خفیہ عبادت کریں۔ آپ نے کافر کی ضمانت رد فرما دی۔ انہی اوصاف سے حضرت خدیجہ ؓ نے حضور ﷺ کو یاد کیا تھا۔ یہ ابن الدغنہ بعد میں مسلمان ہوگئے تھے۔ آپ افضل البشر بعد از انبیاء ہیں۔ فضائل میں کئی آیات واحادیث ہیں۔ آپ کی خلافت کے بارے میں کئی آیات موجود ہیں۔ اور بے شمار احادیث مبارکہ۔

آپ ہمیشہ سفر وحضر میں حضور خیر البشر ﷺ کی رفاقت و محبت ومعیّت میں رہے۔ یہ آپ کے بعد خلیفۃ الرسول کہلائے، اور نہایت کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ وصال: 22 جمادی الثانی 2ھ۔ حضور سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ کا ذکر خیر مکمل از ولادت تا وصال میری کتاب ذکر خیر۔ 3/1 میں ہے جو کہ کرماں والا بک شاپ سے شائع کی جا رہی ہے۔

سیرت طیبہ سیدنا صدیق اکبر ؓ صفحات قریباً 370 ملاحظہ فرمایئے۔ اس کتاب میں

صداقت مآب ؓ کا تفصیلی مواد مع خصوصی بیان بابت صحابہ کرام ؓ آپ کو ملے گا۔ ٹریننگ برائے اشاعت زاویہ پبلشنگ لاہور نے لی تھی۔ تاحال کتاب شائع نہیں کی۔ آپ کے ایمان و ایقان و یقین میں یقیناً اضافہ ہوگا۔ راقم نے درج بالا سطور صرف اور صرف بطور تبرک تذکرہ مشائخ نقشبند از حضرت نور بخش توکلی ؒ سے نقل کی ہیں، جو کہ میرے حضرت صاحب ؒ کے برادر طریقت بھی ہیں۔

چونکہ تمام سلاسل کے اولیاء اللہ سرکار دو عالم ﷺ تک پہنچتے ہیں اور آپ ہی گلشنِ نبوت کے مہکتے پھول ہیں، اس لئے آپ کا ذکر خیر 1۔ بے مثل ولادت و سیرت طیبہ صفحات 520 سے ملاحظہ فرمائیے۔ یقیناً آپ کا لگاؤ آنجناب ﷺ سے بڑھے گا۔ اور عمل اخلاص کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔ راقم صرف چند سطور آپ کی مدح میں یہاں لکھ رہا ہے:

۱۰۹ حضور سید المرسلین ﷺ

دل سے اک ہُوک اُٹھی سوئے مدینہ دیکھا
ہم نے طوفان میں جب اپنا سفینہ دیکھا
خِرد اس معجزۂ عشق پر حیران ہوئی
ان کے دربار میں جب مجھ سا کمینہ دیکھا
تو اگر چاہے تو پھر جائیں سیاہ کاروں کے دن
ہاتھ میں تیرے عنانِ گردشِ ایّام ہے
آسماں گر تیرے تلووں کا نظارہ کرتا
روز اک چاند تصدّق اتارا کرتا

دیگر:

آپ کے در کی فقیری دو جہاں کی ہے امیری
آ گیا ہے وقت پیری لِلّٰہ کیجیو دستگیری
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

حضور جناب روحِ دو عالم باعث ایجاد عالم معدن علوم اولین، آخرین واسطہ ہر فضل و کمال، مظہر ہر حسن و جمال، مظہرِ رب العٰلمین ﷺ کے نور کو سب سے پہلے پیدا فرمایا۔ پھر اسی نور کو واسطہ خلق عالم ٹھہرایا۔ عالم ارواح ہی میں اس نور کو خلقت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو آپ کی آمد کی بشارت دیتے رہے۔ یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا حضرت سیدنا عبداللہ علیہ السلام کی پشت مبارک میں منتقل ہوا اور ان سے سیدہ آمنہ طیبہ طاہرہ سلامہ اللہ علیہا کے بطن مبارک میں آیا۔

اس نور کی برکت سے ابو البشر آدم علیہ السلام مسجود ملائک تھے۔ اسی نور کے وسلیہ سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی غرق ہونے سے بچی۔ اسی کی برکت سے خلیل اللہ علیہ السلام پر نارِ نمرود گلزار ہوئی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی مصیبت دور ہوئی۔ تولد شریف سال فیل میں 571ء۔ حلیمہ سعدیہ ؓ آپ کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں۔ جب عمر شریف چھ سال ہوئی تو والدہ ماجد سیدہ ولیہ کاملہ آمنہ ؓ انتقال فرما گئیں۔ جب آٹھ سال کے ہوئے تو دادا جان حضرت عبدالمطلب ؓ نے بھی وفات پائی۔

پھر شفیق چچا حضرت ابو طالب کے ہاں پرورش پاتے رہے۔ بارہ سال کی عمر میں ابو طالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا۔ چودہ سال کی عمر میں حرب فجار میں شرکت کی۔ 25 سال کی عمر میں آپ حضرت خدیجہ ؓ کی طرف سے بغرض تجارت شام تشریف لے گئے۔ اس سفر کے تین ماہ بعد آپ کا نکاح سیدہ خدیجہ طاہرہ ؓ سے ہوگیا۔ جب عمر 35 سال ہوئی تو قریش نے کعبہ کو از سر نو تعمیر کرادیا۔ جس میں آپ بھی شامل تھے۔ چالیس کی عمر مبارک پر اعلان نبوت فرمایا۔ قریش برافروختہ ہوئے۔ پہلی بار 11 مرد اور چار عورتوں نے ہجرت حبشہ کی۔ پھر 83 مرد اور 18 عورتوں نے۔ اسلام ترقی پر رہا۔ قریش نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ بنو ہاشم و بنو مطلب آپ کو شعب ابی طالب میں لے گئے۔ رمضان 10 نبوت میں ابو طالب کا انتقال ہوا۔ تین دن بعد رفیقہ حیات ام المومنین سیدہ خدیجہ ؓ بھی وصال فرما گئیں۔ آپ نے طائف

کا سفر بھی فرمایا۔ نبوت کے بارہویں سال آپ نے منیٰ میں عقبہ کے نزدیک (مسجد عقبہ موجود ہے) قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں کو دعوت اسلام دی۔ آئندہ سال بارہ مرد آئے، اور بیعت ہوئے۔ رجب شریف کی 27ویں شب حالت بیداری میں معراج ہوئی۔

بلغ العلےٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلّو علیہ و آلہٖ

(حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

باغ عالم میں باد بہاری چلی سرور انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری ہوئے ذات باری چلی ابر رحمت اٹھا معراج کی رات ہے

نبوت کے 13ویں سال انصار کے 73 مرد اور دو عورتوں نے اسلام قبول فرمایا۔ ہجرت مدینہ منورہ کا حکم ہوا۔ آپ نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا۔ تین رات غار ثور میں رہے۔ دوران سفر سراقہ بن ہشم تعاقب میں آیا مگر معافی مانگ کر واپس لوٹا۔ ام معبد رضی اللہ عنہا کے خیمہ پر بھی گذر فرمایا۔ قباء میں 12 ربیع الاول دوشنبہ کے دن مع سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہنچے۔ پھر مدینہ شریف میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا اور مسجد نبوی شریف کی تعمیر کرائی۔ مواخات کا عمل بھی کرایا۔ ازواج رضی اللہ عنہن کے حجرے بھی تعمیر کرائے۔ ہجرت کے دوسرے سال تبدیلی قبلہ عمل میں آئی۔ روزے فرض ہوئے۔ غزوات وسرایا کا آغاز ہوا۔ ہجرت کے ساتویں سال والیان ملک کے نام مکتوبات شریف برائے دعوتِ اسلام ارسال فرمائے۔ آخری حج بھی فرمایا۔ 12 ربیع الاول 11 ہجری کو وصال فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ للعٰلمین اور حیات النبی ہیں۔ قیامت تک آپ کی امت کو فیضان بواسطہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام پہنچتا رہے گا۔ اولیاء اللہ وصلحا پیدا ہوتے رہیں گے۔

ہمارے پیر دستگیر حضرت خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ روحی وقلبی فداہ فرماتے

ہیں۔ حقیقت محمدیہ ﷺ کا تعلق جس طرح ذات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حیات میں تھا بعینہٖ وہی تعلق بعد وصال بھی بدن مبارک کے ساتھ ہے۔ جس طرح حضور پُر نور نورٌ علیٰ نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات میں آپ کے تصرفات جاری تھے ویسے ہی اب بھی جاری ہیں۔ (اور جاری رہیں گے) یہی معنی ہیں حیات النبی کے۔ اور اس وجہ سے قطب، غوث، ابدال، اوتاد وغیرہ امت میں ہوتے رہیں گے۔ (ذکر خیر مصنف خواجہ محبوب عالم ہاشمی سیدوی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کے ارشادات قدسیہ کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات قدسیہ موجود نہ ہوں۔

(۱۱۰) طریقہ نقشبندیہ

یہ طریقہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ مختلف زبانوں میں اس کے مختلف القاب رہے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک اسے صدیقیہ کہتے تھے۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ تک طیفوریہ۔ خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے شاہ نقشبند شیخ بہاؤالدین تک خواجگانیہ اور خواجہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ سے امام ربانی مجدد الف ثانی تک نقشبندیہ کے نام سے موسوم تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے نقشبندیہ مجددیہ کہلاتا ہے۔

اس طریقہ کا مدار متابعت سنت کے التزام اور بدعت سے اجتناب پر ہے۔ اذکار و اوراد بھی وہی ہیں جو ماثورہ ہیں۔ کمال اتباع سنت جو حضرات نقشبندیہ نے اختیار کیا ہے اس کے سبب سے وہ دوسروں سے سبقت لے گئے ہیں۔ احوال و مواجید کو احکام شریعت کے تابع رکھتے ہیں۔ حضرت قیوم ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ کی تاریخ میں ایک نیا دور پیدا کر دیا ہے۔ (اس بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کا مطالعہ فرمائیے) مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
بر انداز رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

حضرت شیخ احمد سرہندی ؒ نے طریقہ نقشبندیہ کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے۔ میرے حضرت خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدی قدس سرّہ کا کوئی خطاب، وعظ، تقریر، بیان، خطبہ ایسا نہ ہوتا جس میں آپ ؒ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی فضیلت بیان نہ فرماتے ہوں۔

"میرے مخدوم! اس سلسلہ عالیہ کے بزرگواروں کی عبارتوں میں لکھا ہے کہ ہماری نسبت سب نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔" (صحیفہ شریفہ 27 دفتر اوّل)

جان لیں کہ حضرت خواجگان ؒ (نقشبندیہ) کا طریقہ خدا کی طرف پہنچانے والے سب راستوں سے زیادہ قریب راستہ ہے، اور دوسروں کی انتہاء ان بزرگواروں کی ابتداء میں درج ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ اس طریقہ میں سنت کو لازم پکڑتے ہیں اور بدعت سے بچتے ہیں اور حتی المقدور رخصت پر عمل جائز نہیں کرتے۔ عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے۔ احوال و مواجید کو احکام شرعی کے تابع کیا ہے۔ ذوق و معارف کو علوم شرعیہ کے خادم سمجھتے ہیں۔ ہاں اس طریقہ عالیہ کے بعض متاخرین خلفاء نے اس طریق میں نئی نئی باتیں نکالی ہیں۔ اور بزرگواروں کے اصل راستہ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ (مکتوب گرامی نمبر 131۔ دفتر اوّل)

مخدوم زادہ کو معلوم ہو اس طریقہ عالیہ کی بلند سنت کے التزام اور بدعت سے اجتناب کے باعث ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ بہ راند رہ پنہاں بحرم قافلہ را

ترجمہ: عجیب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی کہ لے جاتے ہیں پوشیدہ حرم تک قافلے کو۔ (مکتوب شریف 168۔ دفتر اوّل)

میرے بزرگ حضرت خواجہ صاحب ؒ فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ابتدا سیدنا صدیق اکبر ؓ سے ہے۔ جو کہ بعد از انبیاء بالتحقیق افضل البشر ہیں۔ آپ صدیق اکبر ؓ ہیں۔ آپ کی طریقت بھی اکبر ہے۔

(۱۱۱) طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے لوازمات

1۔ شیخ کامل کی مکمل صحبت:

صحابہ کرام ؓ نے حضور سید المرسلین ﷺ کی اول صحبت میں وہ کمال حاصل کیا جو اولیاء میں سے کسی کو انتہا میں بھی حاصل نہیں ہوا۔ اسی طریق انعکاس کو حضرات نقشبندیہ ؒ نے اختیار کیا ہے۔ ان کا طریق عین طریق صحابہ کرام ؓ کا ہے۔ صحبت کی برکت سے قلوب معارف کے انوار سے رنگے جاتے ہیں۔ آداب صحبت کی رعائت بھی ضروری ہے۔ وصول الی اللہ کے لیے توجہ کا راستہ بہت ہی قریب ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سال بوون در تقا
ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء
(جناب رومی ؒ)

2۔ رابطہ:

شیخ کی صورت کا اپنے سامنے یا دل کے اندر نگاہ رکھنا۔

سایہ رہبر بہ است از ذکرِ حق
(ہر وقت تصور ان کا ہو ہر وقت سرور و مستی ہو)

3۔ اوراد و وظائف:

(شیخ کے فرمودات پر عمل کیا جائے)

اسم ذات:

(لطیفہ قلب کا سبق مکمل کرنا چاہئے) پھر تمام لطائف کو روشن کرنے کی سعی کی جائے۔ دیگر اذکار بھی عمل میں لائے جائیں۔

4۔ مراقبات بھی کیے جائیں۔ تفصیل کے لیے کتب تصوف دیکھئے۔ ہر عمل میں سنت کا اتباع ملحوظ رہے۔ فرائض و واجبات کے ادا کرنے اور محرمات و مکروہات و مشتبہات سے اجتناب

کے بعد لازم ہے اپنے اوقات ذکر الٰہی سے معمور رکھے۔

ذکر کن ذکر ترا جان است
پاکی دل از ذکر رحمان است

۱۱۲ اربعین صوفیاء

طالب شب و روز کے تمام معمولات مسنونہ بجالائے۔

1۔ ولی سے دشمنی نہ کرنا (بخاری) ولی اللہ کے قرب پر طویل حدیث ہے۔

2۔ کلمہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ 99 بیماریوں کی دوا۔ (بیہقی)

3۔ جو شخص کسی کو بلا میں گرفتار دیکھے اور کہے: الحمد لله الّذی عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ وہ بلا اس کو نہ پہنچے گی خواہ کوئی بلا ہو (ترمذی شریف)

4۔ میں نے بہشت میں جو بغور دیکھا تو اس کے اہل میں سے اکثر فقیروں کو دیکھا اور آتش دوزخ میں جو بغور دیکھا تو اس کے اہل میں سے عورتیں دیکھیں۔ (بخاری شریف۔ مسلم شریف)

5۔ تم میری رضا ان ضعیفوں اور فقیروں کی رضا میں ڈھونڈو جو تم میں ہیں کیونکہ تم کو صرف ان کی برکت سے رزق یا مدد ملتی ہے۔ (ابوداؤد)

6۔ فقراء تونگروں سے 500 سال بہشت میں داخل ہوں گے جو نصف دن ہے (اس دن سے جو خداتعالیٰ کے نزدیک ہے) (ترمذی)

7۔ سات شخص وہ ہیں جن کو اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا امام عادل، جوان عابد، مرد مساجد سے تعلق رکھنے والا۔ مرد جو دوسروں سے اللہ کے لیے محبت کرے۔ وہ مرد حسین عورت نے بلایا اور وہ متوجہ نہ ہوا۔ چھپا کر صدقہ دینے والا۔ جو خلوت میں ذکر الٰہی کرے۔ (بخاری)

8۔ اللہ جب کسی کو دوست بنالیتا ہے تو یہ اعلان آسمانوں اور زمین کی مخلوق میں کردیا جاتا

ہے (مفہوم لکھا ہے۔ راقم) بخاری شریف۔

9۔ ایک غلام زر کتابت سے عاجز ہوا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کلمات پڑھو قرضہ مثل پہاڑ بھی اللہ اتار دے گا۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔ (ترمذی۔ بیہقی)

10۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ زندگی کو موت سے پہلے۔ تندرستی کو بیماری سے پہلے۔ فراغت کو دنیاوی مشغولیت سے پہلے۔ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ تونگری کو فقر سے پہلے (حاکم بیہقی)

11۔ قیامت کے دن وہ مرد و عورت اللہ کے زیادہ قریب ہونگے جو رب تعالیٰ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہیں۔

خلاصہ: مفہوم حدیث بحوالہ احمد و ترمذی

12۔ ذکر کے حلقے بہشت کی چراگاہیں۔ (ترمذی)

13۔ ذاکرین کو ملائکہ اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔ (بخاری شریف کی طویل حدیث)

14۔ میں اپنے بندے کے گمان کے موافق ہوں۔ (تلخیص بخاری و مسلم)

15۔ قیامت برپا ہوگی، جب کلمہ طیبہ پڑھنے والا کوئی نہ ہوگا۔ (مفہوم، ترمذی، ابن ماجہ)

16۔ درود شریف کا ثواب واجر لامحدود۔ (مسلم)

17۔ نماز مغرب کے بعد کسی سے کلام کئے بغیر سات بار پڑھو اللّٰهم اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ اسی طرح نماز فجر کے بعد۔ نار جہنم سے آزادی ملے گی۔ (ابوداود)

18) سبحان اللہ وبحمدہٖ وسبحان اللہ العظیم۔ زبان پر آسان۔ میزان میں بھاری۔ خداتعالیٰ کے نزدیک محبوب۔ (مسلم شریف)

19) اپنے ہاتھ کی کمائی والا طعام بہتر۔ (بخاری)

20) صبح کے وقت اَللّٰهُمَّ اَصْبَحَ بِیْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ کہنے پر دن کا شکر ادا ہوجاتا ہے شام کے وقت مااصبح کی جگہ ما

آمَنّی کہے۔ (ابوداؤد)

21) سونے سے قبل بستر جھاڑ لے اور دعا پڑھے: ﴿اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ﴾ (بخاری ومسلم)

22) آخری شب نماز تہجد کی بہت فضیلت ہے۔ (بخاری ومسلم)

23) بستر پر لیٹتے وقت تین بار استغفار پڑھے۔ گناہ معاف۔ (ترمذی)

24) تسبیح فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ سوتے وقت پڑھے۔ (بخاری ومسلم)

25) استغفار نامۂ اعمال میں زیادہ ہونے پر خوش ہوگی۔ (ابن ماجہ، نسائی)

26) کھانے کے بعد دعا پڑھو۔ کپڑا پہن کر دعا پڑھو۔ گناہ معاف۔ (ابوداؤد)

27) روزانہ 100 بار کلمہ توحید، بہت فضیلت۔ (بخاری)

28) بوقت ضرورت مکان، کپڑا، روٹی، پانی پر پرسش نہ ہوگی۔

29) انسان مثل مسافر۔ (بخاری)

30) قیامت میں اسی کے ساتھ جسے دوست رکھا۔ (بخاری ومسلم)

31) افضل استغفار: ''سید الاستغفار'' صبح وشام کہنے والا اہل بہشت سے ہے۔ (بخاری شریف)

32) اللہ کے نزدیک دنیا کی مچھر کے برابر بھی قدر نہیں۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

33) متشابہات سے پرہیز دین کو بچانا ہے۔ (بخاری ومسلم)

34) مومن کی فراست سے ڈرو۔ (ترمذی)

35) مرنے پر صدقہ جاریہ، علم نافع، اولاد صالح کا فائدہ منقطع نہ ہوگا۔ (مسلم)

36) توبہ کا بہت درجہ فائدہ۔

37) افضل الذکر کلمہ طیبہ

38) افضل دعا الحمد للہ

39) والدین کی خدمت کا حکم قرآن وحدیث میں۔

40) پانچ سوال پوچھے جائیں گے۔ عمر کس کام میں بسر کی؟ جوانی کس کام میں؟ مال کہاں سے کمایا؟ اپنے علم پر عمل کیا؟ مال کہاں خرچ کیا؟ (ترمذی)

(۱۱۳) تا (۱۲۹) سولہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا خوبصورت بیان

1۔ حضرت شیخ محمد ترک نارنولی رحمۃ اللہ علیہ: ترکستان سے آکر نارنول میں ٹھہرے۔ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید۔ وفات 642ھ

''جس کو کوئی مشکل درپیش ہو اور وہ روضۂ حضرت شیخ محمد ترک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو'' امید ہے مشکل آسان ہوگی (حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

2۔ ''مددیا شاہ جیلانی نظریا شاہ ہمدانی۔ کرم یا شیخ ربانی محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ'' (شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ) شیخ زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ملفوظ ہے۔

3۔ حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ: (حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے بھانجے)

نکاح۔ آپ کی والدہ کے اصرار پر حضرت بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی لڑکی عُرف شریفہ کا نکاح آپ سے کردیا۔ دلہن کو حجرے میں لاکر بٹھادیا۔ آپ تشریف لائے۔ پوچھا: تم کون ہو؟ جواب: آپ کی بیوی۔ فرمایا: کیسے ممکن کہ ایک دل میں دو محبت کو جگہ دوں۔ حجرے میں آگ لگ گئی جس نے دلہن کو جلا کر خاکستر کردیا۔ (وصال 13 ربیع الاول 690ھ)

4۔ سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ: آپ حسینی ہیں۔ والد سید یوسف حسینی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ ولادت 4 رجب 720ھ۔ وفات 16 ذیقعد 825ھ۔ پیشوا: حضرت نصیرالدین محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ بہت عبادت گزار۔ فرمایا: جس دم کی عادت لازمی ہو۔

5۔ شاہ نعمت اللہ ولی: غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے۔ والد سید ابو بک رحمۃ اللہ علیہ۔ وصال 884ھ مزار دہکھی شریف۔ ان کی پیشین گوئیاں درست ثابت ہوتی رہیں۔

6۔ شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ: اولادِ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ۔ (884ھ یا 897ھ) تا (29 رمضان 979ھ) مزار فتح پور سیکری۔

7- حضرت مادھولال حسین ؒ: والد نے فیروز شاہ کے عہد میں اسلام قبول کیا ولادت (945ھ) وفات (1008) برہمن لڑکے مادھو پر عاشق ہوئے۔ حضرت بہلول ؒ سے ملاقات ہوئی جنھوں نے آپ کو توجہ دی۔ عرفان کی دولت سے مالامال کردیا۔ بحکم مرشد دربار شریف داتا صاحب پابندی سے حاضر ہوتے۔ داتا صاحب ؒ نے نعمتوں سے بھر دیا۔ شیخ بہلول ؒ چنیوٹ میں تھے۔ میلہ چراغاں۔ حضرت مادھو ؒ سجادہ نشین بنے۔ 16 خلفاء قلندرانہ مشرب۔

8- شاہ ابوالمعالی ؒ: سلسلہ نسب امام محمد تقی الجواد ؒ سے۔ اوچ میں قیام، ولادت شیر گڑھ میں ولادت 10 ذوالحجہ 910ھ۔ پیشوا شیخ داؤد ؒ 1110ھ میں لاہور آ گئے۔ وفات 6 ربیع الاول 1024۔

10-9- راقم کے والد ماجد مولوی کریم بخش توکلی ؒ نے بھی دیگر مزارات کے علاوہ یہاں بھی حاضری دی ہے۔ جناب والد ماجد فنافی الشیخ تھے۔ ہمہ اوقات اپنے پیشوا خواجہ خواصپوری ؒ (مزار میاں چنوں) کے ذکر جمیل میں مشغول رہتے۔ نماز پنجگانہ باجماعت اور تہجد اور تلاوت بلاناغہ پابندی کے ساتھ کرتے۔ طویل اوراد و وظائف اور قرآنی سوتیں ازبر تھیں۔

11- سیدنا و سیدی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی ؒ: راقم ناکارہ کی کتاب سیرت طیبہ امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی ؒ صفحات 370 شائع ہو چکی ہے۔ شرف قبولیت کی استدعا ہے۔ یہاں صرف بطور تبرک چند کلمات جو کتاب متعلقہ سے لئے۔ کتاب کا تفصیلی ذکر آخر پر ہوگا۔ انشاءاللہ (بس سے یہ سطور 23 محرم کو لی جارہی ہیں)

مخزن شریعت، معدن طریقت و حقیقت۔ جمعہ 14 شوال 971ھ کو اپنے جمال جہاں آراء سے اس عالم کو روشن فرمایا۔ دین کو نئے سرے سے تازگی بخشنے والے، آپ کے چھ بھائی۔ مختون پیدائش۔ راقم کی درخواست:

پلا دے ساقیا ساغر مجدد الف ثانی دا

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی
(رومی ؒ)

12- حضرت میراں سید شاہ بھیکہ ؒ۔ حسینی سید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر آباؤ اجداد ہند میں آئے۔ (ترمذ سے) سیانا میں قیام کیا۔ والد سید یوسف ؒ۔ ولادت 7 رجب 1046ھ۔ نام محمد سعید۔ کنیت میراں سید شاہ بھیکہ۔ علاقہ کہرام۔ ملوی۔ دریا عبور کرلیا قدم تر بھی نہ ہوئے۔ محمد شاہ بادشاہ سے مراسم۔ 42 خلفاء۔ فقیر کو چاہئے ایک لاکھ مرتبہ ذکر اسم ذات (روزانہ) کرے۔

13-

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مردِ کاملِ پامال شو
(سیدنا و سیدی رومی ؒ)

خواجہ نور محمد مہاروی ؒ۔ لاہور آئے۔ پھر دہلی۔ حضرت فخر الدین فخر جہاں ؒ سے بیعت۔ وفات 2 ذی الحجہ 1205ھ مزار مہارو میں۔ ممتاز خلفاء خواجہ محمد سلیمان ؒ۔ محمد جمال ملتانی ؒ۔

14- خواجہ محمد سلیمان ؒ: پردادا عمر خان۔ دادا عبدالوہاب افغانی۔ والد ذکریا خان۔ گڑگوجی میں 1184ھ ولادت۔ قیام کوٹ مٹھن میں کیا۔ خواجہ نور محمد مہاروی ؒ اُچ تشریف لائے۔ بیعت ہوئے۔ بعد از وصال پیشوا نے تونسہ میں رہنے کا حکم دیا۔

تونسہ شریف میں دارالعلوم قائم کیا۔ بیٹے خواجہ گل محمد ؒ۔ خواجہ درویش محمد ؒ۔ 7 صفر 1267ھ وصال۔ مزار شریف فیوض و برکات کا سرچشمہ۔ ارشاد: کوئی بھی ظاہر و باطن میں اتباع شریف کے بغیر کبھی مقبول نہیں ہوسکتا۔ بارگاہِ خداوندی، اتباع شریعت صفائی قلب اور روحانی ترقی کے لیے ضروری۔ (آپ کے مشہور خلفاء میں خواجہ شمس الدین سیالوی ؒ کا نام

نامی سرفہرست: راقم)

نوٹ: ماخوذ: جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند سے۔ مصنف حضرت ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ،سجادہ نشین مخدوم سماء الدین سہروردی ؒ (مہرولی نئی دہلی) نواب گدڑی شاہ باباؒ (اجمیر شریف) اکتوبر 1999ء

پتے: (پروگریسو بکس۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور) (اسلام بک ڈپو۔ 12 گنج بخش روڈ لاہور) آج صبح ہی قاری محمد امین رضا سیفی بچوں کو پڑھانے آئے۔ یہ کتاب پیش کی۔ راقم نے ساری پڑھ لی۔ مذکورہ سطور لیں۔ برائے تبرک۔ اور ''عبادالرحمٰن'' میں شامل کر دیں۔

نوٹ: ڈاکٹر شارب وامت برکاتھم العالیہ کی یہ نورانی کتاب دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ جس میں 70 اولیاء اللہ کا ذکر جمیل ہے۔ دیباچہ سے معلوم ہوا ''معین الہند ؒ'' اور ''دلی کے بائیس خواجہ ؒ'' بھی تحریر فرمائی ہیں۔ شاید جلد ہی ان دو کتب کی زیارت نصیب ہو جائے۔ مذکورہ کتاب ہی میں دیکھا ایک کتاب (نام ذہن سے نکل گیا) کا انگریزی ترجمہ بھی حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے۔

15۔ شیخ احمد عبدالحق رودلوی ؒ: سلسلہ نسب حضرت فاروق اعظم ؓ سے ملتا ہے۔ دادا شیخ داؤد بلخ ہیں۔ ہلاکو خان نے تباہی مچائی تو دادا جان علاؤ الدین خلجی کے عہد میں ہند میں آ گئے۔ صوبہ اودھ میں رودلی میں رہے۔ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی ؒ کے مرید تھے۔

والد ماجد عمر ؒ۔ ولادت رودلی میں۔ خطاب عبدالحق۔ پانی پت میں شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء ؒ سے بھی کچھ حاصل کیا۔ اس سے پہلے بھی صاحبِ کشف و کرامت تھے۔ شادی کی۔ اولاد ہوئی۔ وصال 15 جمادی الثانی 837ھ بعد از وصال بھی کرامتوں کا ظہور۔ آپ کے نام کا توشہ ہر کام کے لیے اکیسر و مجرب۔ آپ کے نام کی تسبیح باوضو روزانہ 360 بار۔ مراد پوری۔ ''اغثنی وامدونی یا شیخ احمد عبدالحق''

16۔ شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیاء ؒ: سلسلہ نسب سیدنا ذوالنورین عثمان غنی ؓ سے۔ والد شیخ محمود ؒ پانی پتی۔ نام خواجہ محمد۔ لقب جلال الدین۔ بچپن ہی سے ذکر و فکر میں مست۔ شیخ

شرف الدین بو علی قلندر ؒ آپ سے بے حد پیار فرماتے۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی ؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ شرفِ جانشینی ملا۔ سلطان فیروز شاہ تغلق آپ سے ملے۔ شادی کی۔ اولاد ہوئی۔ وفات 13 ربیع الاول 765ھ مزار پانی پت میں۔ مادر زاد ولی۔ نہایت بلند پایہ۔ ولی اللہ بلاشبہ۔

(ماخوذ: جدید تذکرہ اولیائے پاک و ہند۔ از ڈاکٹر ظہور الحسن شاہ)

(۱۲۹) خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

569ھ میں ولادت۔ بہت عظیم ولی اللہ۔ راقم بطور تبرک چند ارشادات ہی لکھے گا:

آپ کے پیشوا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حسینی سادات میں سے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان کہ جب آپ شکم میں تھے تو اللہ اللہ کی آواز پیٹ سے آیا کرتی تھی۔ جائے ولادت اوش (بغداد کے مضافات میں) یا فرغانہ میں یا فارس میں۔ جناب گنج شکر بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ تھے۔ روزانہ رات کو تین ہزار بار درود شریف پڑھنا آپ کا معمول۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تخت اڑتے اڑتے ایک بار اس جگہ پہنچا جہاں آپ کا مدفن ہے۔

وصیت فرمائی:

جنازہ وہ پڑھائے جس کی عصر کی سنتیں کبھی قضا نہ ہوئی ہوں اور تکبیر اولیٰ بھی۔ سلطان شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ نے جنازہ پڑھایا۔

تسلیم ورضا:

سیدنا یحییٰ علیہ السلام کے حلق پر دشمن نے چھری رکھی۔ شدت درد ہوئی۔ فوراً جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اگر اُف کی تو نام پیغمبری سے کٹ جائے گا۔ یہی کہا گیا تھا سیدنا زکریا علیہ السلام کی شہادت کے وقت جبکہ سر مبارک پر آرا رکھا گیا تھا۔

(۱۳۰) ارشادِ رابعہ بصریہ

جس دن بلا نازل ہوتی فرماتیں دوست نے مجھے یاد کیا جس دن کوئی تکلیف نہ آتی۔ بدرجہ اتم رنج کرتیں۔ ارشاد: آیۃ الکرسی پڑھ کر گھر سے نکلے تو گھر آفت سے محفوظ رہے گا۔
78 صفحات سے یہ مواد لیا گیا۔ (راقم)

(۱۳۱) قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد بخارا کے بادشاہ تھے۔ نسب صدیقی بارہ برس حضرت خضر علیہ السلام آپ کو تعلیم دیتے رہے۔ بحالت سجدہ 9 رمضان المبارک 643ھ میں وصال فرمایا۔

(۱۳۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

والد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ دادا آغا محمد جن کے 101 بیٹے تھے۔

(۱۳۳) شیخ کلیم اللہ شاہجہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حاجت کے لیے نفلوں کے بعد یارب، یارب، یااللہ اکبر پڑھیں۔
روزی کے لیے روزانہ 100 بار لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

(۱۳۴) مرزا جانِ جاناں مظہر شہید رحمۃ اللہ علیہ

راحتِ دل کے لیے ہر روز دعائے حزب البحر اور برائے دفع شر سورۃ قریش صبح وشام 3،3 بار۔ خیر وبرکت کے لیے ختم خواجگان رحمۃ اللہ علیہ اور ختم مجددیہ۔

(۱۳۵) جناب شاہ محمد آفاق رحمۃ اللہ علیہ

روزانہ دس ہزار بار درود شریف پڑھتے۔ کلمہ طیبہ روزانہ 50 ہزار مرتبہ

(۱۳۶) خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز رحمۃ اللہ علیہ

آپ یا حی یا قیوم کا ورد بطور اسم اعظم فرماتے۔ اچھی زندگی گزارنے کے لئے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر روزانہ 100 بار پڑھنے کے لئے احباب کو بتاتے۔ یا اللہ یارحمٰن یارحیم کا ورد ہر حاجت کے لیے نماز عصر تا مغرب بروز جمعہ شریف پڑھنے کا فرماتے۔

۱۳۷ حضرت خواجہ غوثِ زماں محبوبِ عالم ہاشمی توکلی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ

دیگر وظائف کے علاوہ درج ذیل بھی بلا ناغہ کیا کرتے تھے۔

1) اسم ذات تا زندگی آپ کا معمول رہا۔ میرے حضرت خواجہ صدیق احمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی با قاعدہ معمول رہا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ورد تھا۔ اللہ اللہ اللہ ۔ حضرت سیدوی رحمۃ اللہ علیہ وصال سے کافی عرصہ قبل 21 کروڑ بار اسم ذات پڑھ چکے تھے۔

2) نماز تہجد تا صبح اسمائے سبعہ میں سے ایک کلمہ طیبہ ایک لاکھ بار پڑھا کرتے تھے۔

3) بعد نماز فجر تلاوت قرآن حکیم کرتے، دلائل الخیرات، مسبعات عشر کلمہ تمجید 500 بار پڑھتے۔ سورۃ الاخلاص کی بارہ تسبیح کرتے۔ سلطان الاذکار بھی ہمیشہ آپ کا معمول رہا۔

4) اللہ الصمد کا ورد بھی آنجناب خواجہ صاحب قدس سرہ الصمد نے 21 کروڑ بار مکمل فرمایا تھا۔

5) دینی علوم کے ہر شعبہ میں امتیازی خصوصیات و مہارت کے حامل تھے۔ پھر اسقدر علوم اسلامیہ ہونے کے باوجود پورے 11 سال ایک امی فقیر سیدنا خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت و صحبت و معیت میں گزارے۔ مزید برآں اسلامی تصوف، سلوکِ مجددی پر بے مثل کتب تحریر فرمائیں۔ جن سے کروڑوں عوام و خواص بہرہ ور ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ سب سے بڑھ کر روحانیت کے میدان میں غواص بحر معانی اور شہباز لامکانی، غوثِ صمدانی، قطب الاقطاب اور محبوب خلائق وملائکہ وانبیاء والیاء اور سراجاً منیراً علیہ السلام اور رضا و تسلیم کے کامل پیکر نورانی بن کر اس دنیائے دوں سے دارالبقاء کی طرف گئے اور اپنے مولائے حقیقی سے واصل ہوئے۔ یہ فتویٰ ارشاد بھی فرمایا جو کہ آپ کے روضہ شریف میں نوشتہ ہے۔

مداں خالی از ہمدمی مرا — کہ بینم ترا گر نہ بینی مرا
مرا زندہ پندار چوں خویشتن — آئیم بجاں گر تو آئی بتن

واضح رہے جملہ محبوبانِ حق تعالےٰ کا بھی یہی فرمان وارشاد ہے۔

آخر پر استدعا ہے:

آ گیا ہے وقت پیری — اللہ کیجیو دستگیری
یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک۔ یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

بندۂ ضعیف نے چند منٹوں میں کتاب "دلی کے بائیس خواجہ" مصنف حضرت ظہور الحسن شارب مدظلہ پڑھی اور مذکورہ صرف سات اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سے درج بالا چند باتیں کیں۔ شب پانچ اپریل 2009ء 8 ربیع الثانی 1430ھ رات کے بارہ بجے قریباً

۱۳۸ ایک ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي

ترجمہ: "اور سستی نہ کرنا میری یاد میں۔" (طٰہٰ:42)

کیونکہ

ذکر الٰہی ہی سب مشکلات کے حل کی کلید ہے۔ یہی وہ سرچشمہ ہے۔ جس سے عزم و ہمت کے فوارے پھوٹتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد سوم، ص 113)

اعلان:

ورق تمام ہوا مدح ابھی باقی ہے
یا...... ہمت تمام ہوئی مدح ابھی باقی ہے

نیاز مند فقراء علماء

محمد عبدالخالق توکلی غفرلہٗ

w.s.3/k گلستان کالونی I، فیصل آباد

5 رجب المرجب 1430ھ

نوٹ 1:

تیسری بار بندۂ ضعیف گنہ گار، نادان نے پروف ریڈنگ کی۔ ان دنوں بھی جسمانی اور گھریلو حالات ناساعد رہے۔ اللہ رحیم و کریم وغفور وستار وغفار کی بارگاہ قدس میں دست بستہ استدعا ہے کہ لکھنے کا کام از ابتداء تا آخر جو کیا ہے، اسے شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے قبر اور حشر میں سکون ہی سکون سے ہمکنار فرمادیں۔ بحرمت رحمۃ اللعالمین ﷺ

محمد عبدالخالق توکلی

رمضان 1431ھ

نوٹ 2:

تیرا ذکر میری زندگی

تیری نعت میری بندگی

مسکین گنہ گار طالبِ شفاعت وغفران اس پرنٹ کو بوجہ شدید علالت وغیرہ کمپوزر صاحب کو واپس نہ کرسکا۔ رمضان شریف 1431ھ کے آخری ہفتے میں واپسی کا موقع ملا جن بزرگ اور مقبول بندوں کا اس کتاب میں ذکر جمیل ہے ان کے وسیلہ جلیلہ سے مولا کریم ناچیز کی اس سعی و محنت کو قبول فرمالیں۔ آمین ثم آمین

محمد عبدالخالق توکلی

رمضان 1431ھ

لاجواب اسلامی کُتب (اسلامی انسائیکلوپیڈیا)

درخواست بارگاہ ربّ العزت بوسیلہ جلیلہ سید ناسراجاً منیراً ﷺ

شغل میرا اب تو الٰہی شام و سحر ہو اللہ اللہ
بیٹھے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ
(مجذوب)

ہاں مسلماں ہو کے جاؤں اس جہان سے اے خدا
بندگانِ خاص میں پھر رکھیو مجھ کو اے شہا
رہے رات دن تیرا تخیل مجھ کو مدام
ایک ساعت بھی نہ ہو تیرے سوا مجھ کو آرام
(حضرت پیر بلوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

محمد عبدالخالق توکلی

صدر سیرت رائیٹرز کلب فیصل آباد

مصنف، مؤلف، مرتب و سیرت نگار

سنیئر سبجیکٹ سپیشلسٹ گورنمنٹ کالج برائے تربیتی اساتذہ فیصل آباد

مکتبہ محبوبیہ

W-S-3، گلستان کالونی نمبر 1، فیصل آباد۔ رہائش: 041-8784141

فون: (محمد سلیم اختر) 0333-9926213,0333-9926503

اطلاعاً عرض

یہ کتب مقبولانِ حق تعالیٰ کی تعلیمات کے عین مطابق (رب تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں ہی نے قرآن وحدیث کو صحیح سمجھا ہے) فرقہ واریت سے بالکل پاک، عام فہم، مختصر مگر جامع، مستند اور ہر سطح کے قاری کے لئے مفید آیاتِ قرآنی، احادیث مبارکہ، ملفوظاتِ صالحین اور بے شمار معیاری اشعار سے مزین۔ دینی درسگاہوں کے نصاب میں شامل کرنے کے قابل

(خصوصی رعائت ہر ایک کیلئے)

فہرست

نمبر شمار	مضمون	ہدیہ
1	بے مثل ولادت وسیرت طیبہ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔ صفحات 520 (ہر کتاب کے چند عنوانات مُشتے نمونہ از خروارے) نسب طاہر۔ فضائل اور کارنامے آباواجداد۔ امانت دارِ نورِ ازل۔ پہلی مخلوق کون سی؟ بے مثل ولادت۔ نورٌعلیٰ نور۔ میلاد بر عظیم مشاہیر اسلام کا بیان۔ واقعہ حسن وجمال از ملکۂ کاشانۂ نبوت صدیقہ کائنات ؓ باب 2: اسمائے گرامی حضور سید المرسلین ﷺ مع جملہ خصوصیات۔ باب 3: خلقِ عظیم۔ باب 4: شانِ رسالت مآب ﷺ۔	250 روپے
	باب 5: معجزات۔ باب 6: زیارت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحالتِ بیداری۔ باب 7: فضیلت مدینہ منورہ مع دعوتی مکتوبات شریف (پڑھئے اور لطف اٹھائیے) باب 8: اس میں آٹھ فصلیں ہیں۔ حلیہ مبارک کا بیان نثر میں اور شعروں میں بہت تفصیلی۔ خصائص از کتب حدیث وسیرت، ملکہ برطانیہ اور وزیر اعظم کا مکالمہ۔ باب 9: درود وسلام۔ خواب میں مادی اشیاء عطا فرمانا۔ باب 10: وصال شریف پر تفصیلی مواد۔ باب 11: حیات النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔ باب 12: اپنی پسند کا منتخب نعتیہ کلام۔	

2	امہات المومنین ؓ۔ صفحات 368۔ فضائل۔ جداگانہ حالات۔ اولاد کرام ؓ سیدہ عائشہ طیبہ ؓ اور سیدہ خاتونِ جنت فاطمہ زہرا بتول ؓ کا تفصیلی تذکرہ۔ ہادیٔ اعظم ﷺ کی بیٹیاں ؓ۔ گلستانِ نبوت کی مہکتی کلیاں ؓ۔ سیرت طیبہ امامین کریمین مع ائمہ طریقت ؓ علاماتِ قیامت اور رسولِ رحمت ﷺ کی گھریلو اشیاء مبارکہ	200/-
3	تاریخ وسیرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ مع خصوصی بیان صحابہ کرام ؓ رسالت مآب ﷺ اور جناب صداقت مآب ؓ کے مابین کامل توافق، مکمل یک رنگی۔ خلافت از قرآن حکیم عظیم کارہائے نمایاں۔ فتوحات۔ فتنہ ارتداد۔ مکمل منظوم سیرت طیبہ، ابن زبیر ؓ کا ذکر خیر۔ مجلسِ شوریٰ، باغِ فدک، عمدہ ترین خاتمہ از دسیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز۔	250/-
4	تاریخ وسیرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مع خصوصی بیان۔ شہید المحراب ؓ کے حالات از ولادت تا شہادت۔ خصوصاً فتوحات، اصلاحات کارنامے، فضائل، موافقتِ قرآنی۔ مکمل منظوم سیرت طیبہ۔ شہادت عمر ؓ وعثمان ؓ، علی ؓ کا تاریخی پس منظر، عشرہ مبشرہ ؓ۔ حدیث قرطاس، متعہ کی حرمت پر تحقیقی مواد۔	200/-
5	تاریخ وسیرت سیدنا عثمان غنی ذُوالنورین رضی اللہ عنہ ذکر خیر ولادت تا شہادت۔ فضائل۔ فتوحات۔ جمع وتدوین قرآن۔ فتنوں کا آغاز۔ دردناک شہادت۔ سیرت منظوم۔ صحابہ اکرام ؓ پر خصوصی بیان از محققین۔	100/-
6	تاریخ وسیرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ ولادتِ طیبہ تا شہادتِ عظمیٰ...... شب ہجرت۔ عقد مبارک۔ جنگ جمل، صفین مع تبصرہ۔ قرآن مجید اور حضرت علی ؓ۔ خصوصیات خلافتِ راشدہ۔ اولادِ امجاد۔ سیرت منظوم۔ رجب کے کونڈے۔ مفید ترین بیان از امام ربانی مجدد الف ثانی۔	200/-
7	امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فارقی۔ صفحات 370 حیاتِ طیبہ مع بعض مکتوبات شریف۔ گردن نہ جھکی جن کی جہانگیر کے آگے	200/-
8	گلشن محمدیہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے مہکتے پھول صفحات 303 سوانح صالحین کی ضرورت۔ دوسو (200) اولیاء کا مختصر یا تفصیلی خوبصورت تذکرہ کرامات قیمتی ملفوظات صالحین مع محدثین وائمہ وتعارف حدیث شریف۔	140/-

9	نجوم ہدایت صفحات 270 صحابہ کرامؓ کون؟ متعلقہ قرآنی وحدیثی فیصلے۔ 7 1/2 راز صحابہ کرامؓ وصحابیاتؓ کے اسمائے گرامی بعض اصحابؓ کی مرویات وذکرِ جمیل۔	160/-
10	رضی اللہ عنہم ورضوعنہ۔ صفحات 88۔ ہدایت کے ستاروںؓ کا ایک ایک روح پرور ترین واقعہ اور اصحاب البدرؓ	50/-
11	جملہ امراض کا علاج از قرآن و حدیث، طب نبوی ﷺ صفحات 128۔ استفادہ فرمایئے	60/-
12	شاہراہ ہدایت:۔ اسلامی تصوف پر 19 صفحات طریقت، روح کی تربیت، قلبی عبادات، کرم اور عطا، دنیا اور آخرت، مقام تصوّف، آداب فرزندی۔ عالم برزخ۔ پر عظیم عارفین اور جید علماء کے مضامین کی تلخیص	40/-
13	مُردوں کو زندوں کی ضرورت۔ صفحات 48۔ اور زندوں کے لئے نہایت ہی نفع بخش کتاب ہذا بمصداق دریا بکوزہ (درجنوں کتب کا نچوڑ)	30/-
14	شاہراہ طہارت: صفحات: 32 وضو، غسل، نماز کا منفرد اور سلیس بیان بے شمار کتب کا حاصل	30/-
15-16	"اربعین شریف" دو مجموعے۔ صفحات 43۔ 53 احادیث بمطابق اعداد اسم گرامی سیدنا احمد ﷺ اور چالیس احادیث	30/-
	مرتبین اربعین کی لسٹ" اشعار قصیدہ بردہ شریف مع ترجمہ اُردو۔ فارسی اشعار ہیں۔ اختتام کتاب 11 بہترین اشعار از عظیم مشاہیر اسلام۔	
17	سیدنا امام حسن علیہ السلام/رضی اللہ عنہ پاکیزہ سوانح حیات از ولادت تا شہادت، سرّی کا خوبصورت خوشبودار گلدستہ۔	100/-
18	"مصباح نجات" صفحات: 330 (بے شمار کتب کا نچوڑ) باب 1: حمد وثنا۔ باب 2: شانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب 3: انبیاء علیہم السلام، ماضی کے سبق آموز اور دلچسپ واقعات۔ باب 4: نجات دہندہ امور از قرآن وحدیث مختصر مگر جامع۔ باب 5: اسلامی اور تاریخی بیانات۔ (مطالعہ فرمایئے اور قلبی تسکین لیجئے)	200/-

19	ذکرِ جمیل خواجہ صدیق احمد ہاشمی سیدوی علیہ الرحمۃ 150 صفحات خلیفہ، معنوی فرزند، مرادِ خواجہ توکل شاہ انبالوی ؒ	150/-
20 تا 24	پنج گنج (اصحاب البدرؓ۔ عبداللہ بن زبیرؓ۔ قیمتی جواہرات مثنوی معنوی۔ نورانی بیان از حدائق الاخیار، ذکر الٰہی	200/-
25	خواجہ معظم الدین علیہ الرحمۃ (محبوب خلیفہ خواجہ شمس الدین سیالویؒ) نہایت خوبصورت سوانحی خاکہ	
26	تاریخ ہائے عرائس (ایام اللہ)...... تعارف نورانی تقاریب	30/-
27	گلزارِ توکلیہ خلقیہ کا ایک پھول (خواجہ خواجپوری) یا دِ یاراں یار امیمون بوُد۔	
28	عباد الرحمٰن (مبارک تذکرہ اولیاء اللہ)	150/-
29	اربعین نورانی	
30	11 ذوالحجہ 1429ھ کا میرا اسلامی مشغلہ	30/-
31	اتحاد بین المسلمین	30/-
32	مؤکد ترین سنت مطہرہ (داڑھی کا تفصیلی بیان اور شرعی مقدار)	40/-
33 تا 36	میرا اسلامی مشغلہ حصہ اوّل، دوم، سوم، چہارم	
37	میر کارواں	
38	ملفوظاتِ عالی مظہریہ	
39	اخوندزادہ خواجہ سیف الرحمٰن مجددی ؒ	
40	گلزارِ توکلیہ خلقیہ منظوم	

نوٹ: مکتبہ محبوبیہ سے آستانہ عالیہ توکلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف کی تمام بے مثل کتبِ اسلامی تصوف اور ہر مسلک کی کتب بھی دستیاب ہیں۔

ہر کتاب پر خاص۔ خاص۔ خاص رعائت

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دلِ مرتضیٰؓ، سوزِ صدیقؓ دے
عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے

اقبال

توجہ فرمائیے

1 سیرت طیبہ سے آگاہی ہر مسلمان پر لازم ہے۔

2 سیرتِ صالحین نہایت نافع اور وسیلہ نجات ہے۔

3 صالحین کے کمالات حضور نبی الانبیاء ﷺ کے کمالات ہیں۔

4 مسلمانوں کی ذلت کی وجہ اسلام کی تاریخ کو فراموش کرنا ہے۔

5 قرآن مجید نے صرف انبیاء علیھم کے کردارِ اعلیٰ ہی کا بیان نہیں فرمایا بلکہ صالحین کا بھی نورانی بیان فرمایا جسے صراط مستقیم قرار دیا۔

6 ذکر صالحین سے غفلت اور گمراہی دور ہوتی ہے۔ سلامتی ایمان و یقین کی دولت ملتی ہے۔

7 ان کے حالات و مقالات و ملفوظات علم و عمل کی روح، دنیا آخرت کے لئے رہبر، ہر دینی و دنیوی مشکل کا حل، نورِ ایمان بڑھانے قلب میں قوت اور بیداری پیدا کرنے والے ہیں۔

نامِ نیک رفتگان ضائع مکن

تا بماند نامِ نیکت برقرار

(شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ)

پروفیسر محمد عبدالخالق توکلی نیازمندِ فقراء علماء

رہائش: "باب محبوب" W.S.3 بلاک k گلستان کالونی I فیصل آباد فون:041-8784141

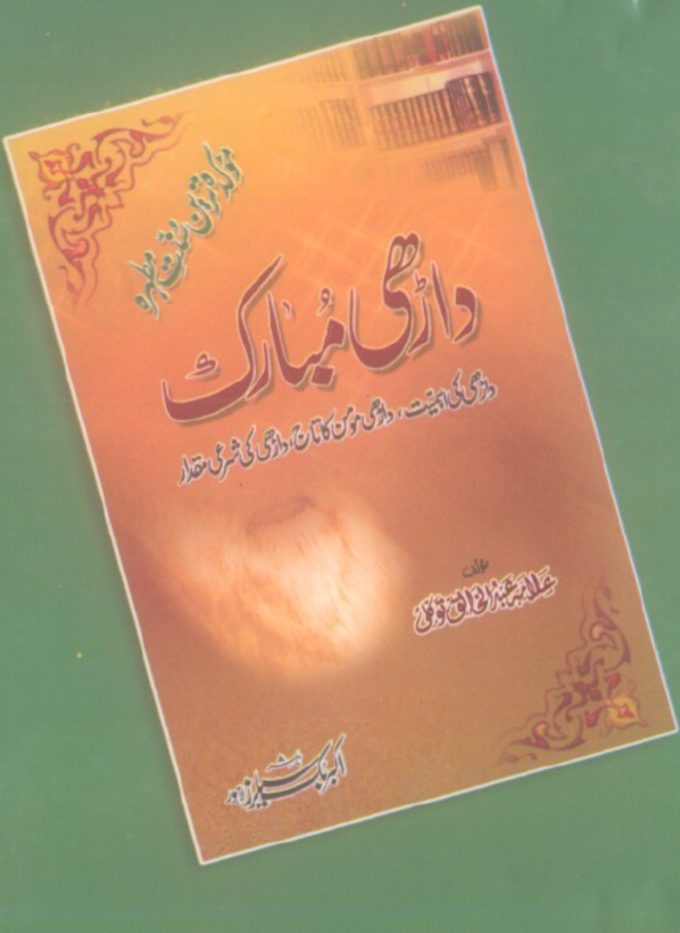

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022